قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ

(سورۃ الصف مدنیۃ)

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ط

تاریخی حقائق اور براہین و دلائل کی روشنی میں انجیل مقدس اور

پیغامِ حضرت مسیح علیہ السلام

۱۶ اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا فارقلیط دیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے

۲۹ اور اب میں نے تمہیں اسکے واقع ہونے سے پیشتر کہا کہ جب وہ واقع ہو تو تم ایمان لاؤ۔"

(انجیل یوحنا باب ۱۴، ۱۶، ۲۹)

کی تحقیق و تفصیل

از

حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

استاذ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار

شائع کردہ

ادارۂ تبلیغِ اسلام، بیت الحمد، ٹنڈو اللہ یار مغربی پاکستان

طبع اول ———— جنوری سنہ ۱۹۶۴ء
طبع دوم ———— جون سنہ ۱۹۶۴ء
قیمت ———— دو روپے

ادارۂ تبلیغ اسلام بیت الحمد
ٹنڈو الہ یار (علاقہ حیدرآباد)
"مغربی پاکستان"

طباعت:- مشہور آفسٹ پریس کراچی
کتابت :- محمد ثناء اللہ

فہرست مضامین

پیغام حضرت مسیح علیہ السلام

نمبر ۲

۲

پیش لفظ

پیش نظر رسالہ "پیغامِ مسیح علیہ السّلام" حضرت مسیح علیہ السّلام کے ایک پیغام کی تشریح و توضیح ہے جس میں تاریخی حقائق اور براہین و دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام نے نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عیسائیوں کو حکم فرمایا ہے۔ اور آپ کی نبوت و رسالت کی، تصدیق و بشارتیں انجیل مقدس میں بڑے اہتمام اور وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں اس وجہ سے ہر وہ شخص جس کو یہ دعویٰ ہے کہ وہ حضرت مسیح پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ ان کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اگر وہ حضرت مسیح علیہ السّلام کے اس حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتا تو اسکو کوئی حق نہیں کہ حضرت مسیح پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے۔

ناچیز اپنے عجز و قصور اور بے مائیگی علم کا معترف ہے۔ اسی تہی دامن کے پاس کیا ہے جسکو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر سکتا۔ یہ جو کچھ ہے والد محترم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دامت فیوضہم کی رد عیسائیت کے موضوع پر تحریر فرمودہ کتابوں "اسلام اور نصرانیت، احسن الحدیث فی ابطال التثلیث، بشائر النبیین ۔ محاسنِ اسلام اور تفسیر معارف القرآن" کے خزانۂ علوم و معارف سے چنے ہوئے چند کلمات و فوائد اور حضرت مولانا عبدالحق حقانی دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر حقانی اور البیان فی علوم القرآن کے کچھ اہم اقتباسات ہیں جن کو مرتب کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں . . . . یقیناً اس ناچیز گنہگار کا قصور علمی اس مجموعہ کی ترتیب کا حق

ادا کرنے سے قاصر رہا ہوگا اس بنا پر اپنی تقصیرات و خطاؤں پر پروردگار عالم کی بارگاہ میں طالب عفو ہے اور حضرات ناظرین سے ملتمس ہے کہ اس پیش کش کو بضاعۃ مزجاۃ سمجھ کے قبول فرمالیں۔

خداوند عالم اس تحریر کو طالبان حق کے لئے نافع اور مجھ گنہگار کیلئے ذریعہ نجات و مغفرت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین!

خادم اسلام ناچیز

محمد مالک کاندھلوی
غفر اللہ لہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَیَعْلَمُہٗ عُلَمَآءُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ!

اَمَّا بعد! یہ مختصری تحریر درحقیقت تمام اہلِ کتاب اور خصوصاً نصاریٰ کو اس ہدایت و رحمت کی طرف پیغام و دعوت ہے۔ جس کی طرف ان کو نبی، آخرالزماں سیدالانبیاء والمرسلین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی وہ پیغمبر خدا جن کی تمام صفات وکیفیات اور تمام احوال وخصائل کو اہل کتاب تورات وانجیل میں پوری پوری وضاحت وتفصیل اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہوا پاتے ہیں) نے بلایا اور دین ودنیا کی فلاح وکامیابی کی رہنمائی فرمائی۔ حق تعالےٰ شانہٗ کی طرف سے جو پیغمبر دنیا کے واسطے ہادی اور رحمۃ للعالمین بن کر آئے ان کا کام ہی یہ تھا کہ وہ اللہ کی توحید اور سچی ہدایت کی طرف تمام عالم کو دعوت دیں۔ چنانچہ۔ آپ نے خداوند عالم کے اس فرمان قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ـــــ کی تعمیل کرتے ہوئے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو بھی اللہ کی توحید اور اس کے پسندیدہ دین اسلام کو اختیار کرنے کی دعوت دی اور یہ اعلان فرمایا۔

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا	کہ اے اہل کتاب آجاؤ ایک ایسے
اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ	کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان
بَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ	برابر ہے کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی

إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔

عبادت نہ کریں اور نہ اس کی الوہیت میں کسی کو شریک کریں اور نہ بنا دے خدا کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود پس اگر وہ (اسلام قبول کرنے سے) روگردانی کریں تو آپ کہدیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو اللہ کے حکم کے مطیع و فرمانبردار ہیں ۔

اس عمومی دعوت کے ساتھ آپ نے خاص طور پر تمام سلاطین عالم کے نام نامۂ مبارک بھی روانہ فرمائے۔ جن سلاطین و فرمانرواؤں میں شاہ روم ہرقل اور شاہ حبش نجاشی جیسے کتب سماویہ اور انجیل مقدس کا علم رکھنے والے عیسائی علماء بھی تھے تو بندۂ ناچیز خادم اسلام محمد مالک کاندھلوی غفر اللہ ذنوبہ بھی یہی پیغام رحمت اور دعوت حق عموماً تمام اہل کتاب اور خصوصاً پاکستان میں عیسائی حضرات اور عیسائیت کے مبلغ پادری صاحبان کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ گویا خود حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نے نصاریٰ کو جس بات کی ہدایت کی اور اس کو مامور بہ فرمایا۔ اسی پیغام مسیحی کا میں بھی اعادہ کر رہا ہوں۔ وہ حضرات جن کو حق تعالیٰ نے انجیل مقدس کا علم اور حضرت مسیح سے کوئی تعلق عطا فرمایا ہے امید ہے کہ وہ اس چیز کے قبول کرنے میں کسی قسم کا تامل اور تردّد نہ کریں گے جس کو وہ جانتے ہیں اور خوب پہچانتے ہیں [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ روم ہرقل کے نام جب یہ نامۂ مبارک روانہ فرمایا:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَ

یہ خط ہے محمد اللہ کے بندے اور اس کے

---

[1] اس جاننے اور خوب پہچاننے کی تفصیل آئندہ سطور میں ناظرین کے سامنے آئے گی۔

رَسُولِہٖ اِلٰی ھِرَقْلَ
عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی
مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ
الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ
اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ
تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ
الْیَرِیْسِیِّیْنَ وَیَا اَھْلَ الْکِتٰبِ
تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ
بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ
اِلَّا اللّٰہَ۔ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ
شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا
بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا
اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

رسول کی طرف سے ہرقل کی جانب جو روم کا بڑا شخص ہے۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اما بعد میں تجھ کو اس کلمہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ جو اسلام کی طرف بلانے والا ہے۔ (یعنی کلمہ طیبہ کی طرف) اسلام لے آ سالم و محفوظ رہے گا اور اللہ تعالےٰ تجھ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو اسلام سے روگردانی کرے گا تو تمام رعایا کے اسلام نہ لانے کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اور (یہ آیت نامہ مبارک میں درج فرمائی) اے اہل کتاب آجاؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر اور مسلّم ہے وہ یہ کہ سوائے اللہ کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گردانیں اور اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو اپنا معبود اور رب نہ بنائیں۔ پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں۔"

تو ہرقل نے آپ کا نامۂ مبارک حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ (جنھوں نے مختصر سے تعارف اور تمہید کے ساتھ پیش کیا تھا) کے ہاتھوں سے لے کر سر اور آنکھوں پر رکھا اور بوسہ دیا اور کھول کر اس کو پڑھا۔ اس کا دل اس پیغام توحید کی حقانیت

کا اندر ہی سے گواہی دے رہا تھا۔ اور یہ جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک نبی مبشّر جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دے چکے ہیں آنے والے ہیں۔ اور اس پیغمبر کی بعثت کا زمانہ یہی سمجھ رہا تھا کہ آچکا ہے۔ لیکن مزید یہ چاہتا تھا کہ یہ معلوم کرے کہ جس کی طرف سے یہ پیغام اس کو ملا کیا یہ وہی پیغمبر ہیں؟ اس تحقیق و اطمینان کے لئے اس نے یہ چاہا کہ اگر کچھ لوگ آپ کی قوم کے اس سرزمین میں موجود ہوں تو ان سے ملاقات کر کے تفصیل معلوم کر لوں، سو اتفاق یہ کہ ابوسفیان قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس وقت بغرض تجارت شام آئے ہوئے تھے اور ابوسفیان اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے۔ قیصر روم کے دربار میں طلب کئے گئے۔ بڑی شان و شوکت کے ساتھ دربار منعقد کیا گیا۔ عظماء روم علماء تورات و انجیل اور رہبان و قسیسین، سب موجود تھے۔

قیصر روم ہرقل نے اہل عرب کی جماعت سے مخاطب ہو کر اولاً یہ دریافت کیا کہ تم میں سے اس مدعی نبوّت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں! قیصر روم نے کہا تم میرے قریب ہو جاؤ۔ اور باقی جماعت کو پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ میں ان سے کچھ دریافت کروں گا۔ اگر یہ جھوٹ بولیں تو تم ان کی تکذیب کر دینا ابوسفیان یہ کہتے ہیں کہ اگر اس وقت مجھ کو اپنی طرف جھوٹ کی نسبت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور جھوٹ بولتا تاکہ قیصر روم کسی طرح اس دین کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ اس طرح سلسلۂ سوال و جواب شروع ہوا۔

قیصر :۔ تم میں ان کا نسب کیسا ہے؟

۱۔ ابوسفیان :۔ وہ بڑے عالی نسب ہیں۔ ان کے نسب سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں۔

قیصر :۔ کیا اس قسم کی بات ان سے پہلے کبھی کسی نے کہی ہے۔

۲۔ ابوسفیان :۔ نہیں۔

قیصر ۲:- کیا ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے۔

۳ ابوسفیان :- نہیں۔

قیصر :- کیا تم لوگوں نے ان کو نبوت کے (دعویٰ) اعلان سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

۴ ابوسفیان :- نہیں۔

قیصر :- ان کے پیرو کس قسم کے لوگ ہیں۔ امراء و دولت مند ہیں یا غرباء و کمزور۔

۵ ابوسفیان :- اکثر غرباء و ضعفاء۔

قیصر :- ان کے متبعین کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے یا کم ہو رہی ہے۔

۶ ابوسفیان :- دن بدن زیادہ ہی ہو رہی ہے

قیصر :- کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بیزار ہو کر ان کے دین سے پھر جاتا ہے۔؟

۷ ابوسفیان :- نہیں۔

قیصر :- کیا وہ خلاف عہد بھی کرتے ہیں۔

۸ ابوسفیان :- کبھی نہیں۔ آج تک انھوں نے کبھی عہد شکنی نہیں کی ہے۔ لیکن آج کل ہمارے اور ان کے درمیان ایک مدتِ عہد اور صلح ٹھہری ہوئی ہے اب معلوم نہیں کہ اس مدت میں وہ کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور کوئی بات مجھ کو جواب کے درمیان ملانے کا موقع نہیں ملا۔ (جس سے میں ان کے ذہن کو برگشتہ کر سکوں) مگر خود ابوسفیان کا قول ہے کہ خدا کی قسم اس نے میری اس آمیزش کی طرف ذرہ برابر التفات نہ کیا۔

قیصر :- کیا تم کبھی ان سے لڑے بھی ہو۔

۹ ابوسفیان :- جی ہاں۔

قیصر :- لڑائی کیسی رہی تمہارے اور ان کے درمیان۔

۱۰ ابوسفیان :- کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب۔

قیصر :- تم کو وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں۔

۱۱ ابوسفیان :- وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور کفر و شرک کی تمام رسمیں جو تمہارے آباؤ اجداد کرتے آئے ہیں ان سب کو یک دم چھوڑ دو۔ نماز و زکوٰۃ سچائی و پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

قیصر روم نے ابوسفیان کے ایک ایک جواب پر اس بات کا اعتراف کیا کہ اس بات سے یہی معلوم ہوا کہ وہ برحق نبی ہیں۔ اس بات سے بھی یہی معلوم ہوا کہ سچے پیغمبر ہیں اور جن احکام کا وہ حکم دیتے ہیں وہ بھی اس کی دلیل ہے کہ وہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ اور ان گیارہ دلائل کی روشنی میں بول اٹھا اگر یہ تمام چیزیں جو تم نے بیان کی ہیں صحیح ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہیں اور وہ عنقریب اس جگہ کے مالک ہوں گے جہاں اس وقت میرے دونوں قدم رکھے ہوئے ہیں۔

"مجھ کو معلوم تھا کہ یہ نبی ظاہر ہونے والے ہیں لیکن یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم میں سے ظاہر ہوں گے۔ مجھے ان سے ملاقات کی بڑی تمنا ہے۔ اگر میں آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو میں آپ کے قدم دھوؤں۔"

بعد ازاں آپ کا والانامہ پڑھ کر مجمع کو سنایا گیا۔ قیصر روم نے نہ صرف یہ کہ ان دلائل کے ساتھ آپ کی نبوت کی سچائی کو پہچانا بلکہ روم کے ایک بڑے نصرانی عالم ضغاطر رومی کو اس چیز سے مطلع کر کے آپ کے بارے میں معلوم کیا۔ اس نے جواباً یہ لکھا کہ :-

"یہ وہی نبی ہیں جن کا ہمیں انتظار ہے اور جن کی حضرت

---

[1] فتح الباری۔ جلد اوّل۔

عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہیں نے انکی تصدیق کی۔
ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور میں انکی
اتباع کرونگا تم بھی ضرور انکی تصدیق کرو۔"

قیصر روم نے ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے تمام علمار نصاریٰ اور بطارقہ[1] روم کو جمع کیا اور خود بالاخانہ میں جا بیٹھا اور تمام اہل دربار کو اس طرح خطاب کیا:۔

یا معشر الروم انی قد جمعتکم لخیر انہ قد اتانی کتاب ھذا الرجل یدعونی الی دینہ وانہ واللہ للنبی الذی کنا ننتظرہ ونجدہ فی کتبنا فھلموا فلنتبعہ ولنصدقہ فتسلم لنا دنیانا واخرتنا۔	کہ اے گروہ روم میں نے تم کو یقیناً ایک بہت بڑی خیر کے لئے جمع کیا ہے وہ یہ کہ میرے پاس اس شخص کا خط آیا ہے جس میں مجھ کو اپنے دین کی طرف اس نے دعوت دی ہے۔ اور ضرور بالضرور یقیناً خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جن کو ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں لہٰذا آؤ اور دوڑو اس دین کی طرف ہم سب مل کر ان کی اتباع کریں اور انکی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا بھی سالم رہے اور آخرت بھی۔"

قیصر روم ہرقل کو خدا نے جو فہم اور کتاب انجیل کا جو علم عطا فرمایا تھا اس کی بدولت ہرقل نے حق کو پہچانا بلکہ حق کو قبول کرنے کے واسطے آمادہ بھی ہوا اور اپنے درباری وزراء اور مذہبی رہنماؤں کو بھی اس پر آمادہ کرنا چاہا۔

لیکن تاریخ کا یہ انتہائی افسوسناک اور تاریک ورق ہے کہ ایک صاحب فہم اور کتاب الٰہی کا علم رکھنے والا انسان حق اور صداقت کو پوری طرح پہچان لینے

[1] مذہبی رہنماؤں کو بطارقہ کہا جاتا ہے۔

کے بعد محض سلطنت اور اقتدار کی خاطر حق کو ٹھکرا کر دنیوی سلطنت اور اقتدار کو باقی رکھنا پسند کرے۔ چنانچہ ہرقل نے فوراً ہی بات کا رخ پلٹ کر کہنا شروع کیا۔ میں تو صرف تم کو آزمانا چاہتا تھا۔ شاباش! مجھ کو تمہاری دینی شدت و مضبوطی اور اپنے مذہب پر پختگی کو معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی۔ جس پر سب ہنگامہ ختم ہو گیا۔

اسی چیز کو حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ	کہ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے
یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ	وہ آپ کو پہچانتے ہیں۔ اس طرح کہ جیسے
اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا	اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہوں۔ لیکن البتہ
مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ	ایک گروہ ان میں سے حق کو چھپاتا ہے۔
وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ؕ	حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں۔"

اس کے بالمقابل دنیا حق پرستوں سے بھی خالی نہیں۔ کہ وہ حق اور صداقت کے سامنے دنیا کے کسی بھی مفاد کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ اور اللہ کی کامل ہدایت قبول کر لینا ہی اپنے واسطے فخر سمجھتے ہیں۔

چنانچہ اسی قسم کا والانامہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نجاشی شاہ حبشہ کے نام پہنچا تو ایمان و معرفت سے اس کا قلب جگمگا اٹھا۔ اور کمال ایمان و انقیاد کے ساتھ آپ کے قاصد کے سامنے اس طرح سے خطاب کیا:۔

میں گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ آپ وہی نبی امی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کرتے تھے اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے بعنوان راکب الحمار عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی ہے اسی طرح راکب الجمل (اونٹ کا سوار) سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے اور مجھے آپ کی نبوت و رسالت کا اس درجہ یقین

ہے کہ عینی مشاہدہ کے بعد میرے بھی یقین واذعان میں کوئی اضافہ نہ ہوگا ــــ اور اپنے جوابی خط میں یہ بھی تصریح کی کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں جو کچھ آپ نے ذکر فرمایا آسمان وزمین کے پروردگار کی قسم ہے عیسیٰ علیہ السّلام اس سے ذرّہ برابر بھی زائد نہیں ہیں۔ بلاشبہ انکی وہی مثال ہے جو آپنے ذکر کی ہے۔"

غرض یہ کہ اسی اسوۂ مبارکہ کی پیروی میں یہ ناچیز بھی اس تحریر کے ذریعہ تمام اہل کتاب نصاریٰ اور خصوصاً مسیحی علماء کو جن کو حق تعالےٰ نے انجیل مقدّس کا علم عطا فرمایا ہے اسی حق اور ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جس کو وہ اپنی کتاب اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعہ جانتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ حضرات انصاف وحق پرستی کے جذبات کے ساتھ اس پیغام اور دعوتِ قرآنی پر قریب تر ہو کر غور وفکر کریں گے اور ان ہی سعادت مند نصاریٰ کا نمونہ بنیں گے جن کے بارے میں قرآن اہل اسلام سے ان کے قُرب اور محبت کی گواہی دے رہا ہے کہ:۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى۔" (الآیات)	"البتہ ضرور بالضرور آپ اہل ایمان سے قریب تر پائیں گے از روئے محبت وتعلق ان لوگوں کو جنھوں نے یہ کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔"

خدا کے تمام رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے؛

پھر اصولی اور عقلی طور پر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اہل کتاب قرآن کریم اور پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تردّد کریں۔ جبکہ قرآن کریم، توراۃ وانجیل کے لئے مصدق ہے۔ اور اللہ کے تمام پیغمبروں کی تائید وتصدیق کے مضامین اوّل سے آخر تک قرآن میں موجود ہیں۔ قرآن آپ کی وحی کو وہی وحی کہتا ہے جو اللہ کی

طرف سے نوح اور حضرت نوح کے بعد تمام پیغمبروں ابراہیم وموسیٰ وداؤد وسلیمان ایوب ویونس یحییٰ وزکریا اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف بھیجی گئی اور اہل ایمان کا شعار ایمان اور طغرائے امتیاز یہی مقرر ہوا کہ "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ"، کہ ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کرتے ہیں اور ان میں کوئی فرق ایمان لانے کے اعتبار سے نہیں کرتے ہیں کہ "نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ" کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی کا انکار کریں"۔

ایک مسلمان جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ اسی طرح وہ حضرت عیسیٰؑ وموسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ غرض خدا کے جس قدر بھی رسول ہیں ان سب پر اس کا ایمان ہے۔ اس کے برعکس ایک شخص اللہ کے اس پیغمبر کو تسلیم نہیں کرتا جس کی کتاب وشریعت کل انبیاء کی تصدیق وتائید ہے؟ فطرت سلیم کبھی یہ اجازت نہیں دے سکتی کہ اس کاملیت اور جامعیت کے روشن راستے کو چھوڑ کر یہ تفریق اور باہمی معاندت کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ہر انصاف پسند یہی فیصلہ کرے گا۔ وہی راستہ بہتر اور حق ہے جس میں خدا کے تمام پیغمبروں پر ایمان کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس راستہ کے کہ جس میں خدا کے کسی بھی پیغمبر کا کفر لازم آتا ہو۔ اگرچہ ایک پیغمبر کا کفر ایک کا کفر نہیں رہتا بلکہ نتیجۃً اللہ کے کل پیغمبروں کا کفر ہو جاتا ہے۔ اسلام ایسے ہی جامع اور کامل دین کا نام ہے۔ اس لئے اس کا قبول کرنا ہر انصاف پسند انسان کی فطرت کا عین مقتضیٰ ہے۔

مذاہب سماویہ کے متعلق ایک بنیادی ضابطہ

حق تعالیٰ شانہٗ کے پیغمبروں کی طرف جو مذاہب منسوب ہیں ان کو مذاہب سماویہ کہا جاتا ہے۔ تو اس سلسلہ میں جو بات اصول شریعت اللہ کے فرمان اور خود ان پیغمبروں کے ذریعہ معلوم ہوئی وہ یہ کہ خداوند تعالیٰ ہر دور اور ہر قرن میں اپنے رسول بھیجتا رہا۔ جس پر وہ قوم ایمان لانے کی مامور ہوتی پھر اس قوم میں جب سابق پیغمبر کے بعد کوئی دوسرا

پیغمبر مبعوث ہوا تو وہ قوم اس بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لانے کی مامور ہوتی اور اسی کے احکام کی اطاعت و پیروی میں نجات و رحمت کا تصور ہو سکتا تھا۔ اسکی کوئی مثال نہیں ملتی کہ بعد میں آنے والے پیغمبر کی نبوت و شریعت کے بعد پہلی شریعت پر عمل کو نجات کے لئے کافی سمجھا گیا ہو۔ خواہ بعد والی شریعت اور پیغمبر کا انکار اور کفر کیا گیا ہوگا۔ بلکہ تاریخ مذاہب سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی دور میں مستقلاً دو شریعتوں پر عمل کی کوئی گنجائش نہیں حتیٰ کہ اگر ایک وقت میں دو پیغمبر بھی ہوئے تو ایک کو دوسرے کا مؤید و معاون بنایا گیا۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کا مددگار بنایا۔ یہ نہیں کہ ایک مذہب حضرت موسیٰ کا ہو اور دوسرا مذہب حضرت ہارون کا۔

تو ہر بعد میں آنے والے پیغمبر کی بعثت اس قوم کو اس کا مامور بناتی ہے کہ اب وہ اس پر ایمان لائے۔ اور کسی طرح اس کی گنجائش نہیں کہ کوئی شخص یہ کہتا رہے کہ سابق پیغمبر بھی چونکہ اللہ ہی کے پیغمبر تھے اس وجہ سے میرا ایمان صرف انھیں پر رہے گا۔ اس معیار کے پیش نظر بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے کے بعد ان پر ایمان لانے کے مکلف ہوئے اور یہ گنجائش نہ رہی کہ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لائیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جب سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین کے لئے ہادی بنا کر بھیجے گئے تو تمام عالم میں کسی کے لئے یہ گنجائش نہ رہی کہ وہ آپ پر ایمان نہ لائے اور سابق دین پر برقرار رہے۔ یہود حضرت مسیح کے زمانے میں اس وجہ سے گمراہ ہوئے کہ وہ مسیح علیہ السلام پر ایمان نہ لائے اور اپنا سابق مذہب چھوڑنے سے انکار کیا تو اسی طرح جو بنی اسرائیل آنحضرت پر ایمان نہ لائیں لامحالہ وہ بھی انہیں یہودیوں کے درجہ میں ہوں گے مسیحی علماء اس بات کا آخر کیا جواز پیش کریں گے کہ ان کے فتویٰ کی رو سے ایسے یہودی جو مسیح علیہ السلام کے دشمن ہیں وہ تو گمراہ ہوں اور خود یہ مسیحی حضرات آنحضرت کی نبوت کا انکار کرنے کے باوجود اپنے کو ہدایت پر سمجھیں۔ حالانکہ آپکی نبوت کے برحق ہونے اور نیز یہ کہ اہل کتاب کو آپکی نبوت پر ایمان لانا لازم ہے اس کے دلائل روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تسلیم کرنا اور اس پر ایمان لانا نصاریٰ پر لازم ہے

نصاریٰ کے اکثر فرقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقاً نبی تسلیم نہیں کرتے۔ محض عناد اور اپنے قومی اقتدار و وجاہت کی خاطر ایک روشن اور واضح حقیقت سے روگردانی کرنا اور اس کا انکار کسی بھی صاحب علم اور ذی فہم انسان کے لئے زیب دینے والی بات نہیں ہے جس کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ وہ اللہ کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ جب بھی خدا کی ہدایت آفتاب عالم تاب بن کر اس کے سامنے آئے تو اس کو قبول کرے اور اس پر ایمان لائے لیکن افسوس صد افسوس کہ بجائے اس کے کہ نصاریٰ آپ کی نبوت پر ایمان لائیں آپ کے ساتھ عناد اور دشمنی اور تنقیص و تحقیر کا برتاؤ کیا۔

اہل کتاب سے ہم کو یہ کہنے کی یقیناً گنجائش ہے کہ آخر آپ لوگ خدا کے دوسرے پیغمبروں حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کے برحق پیغمبر اور نبی کس وجہ اور کس دلیل سے مانتے ہیں۔ ان انبیاء کی نبوت و رسالت جن جن دلیلوں سے آپ حضرات نے تسلیم کی ہے۔ ہم خادمانِ اسلام ہر نوع اور ہر قسم کی دلیل کے بالمقابل سیکڑوں دلائل اسی نوع اور قسم کے پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی دلیل یہ ہے کہ ان پر توراۃ جیسی عظیم الشان کتاب اتاری گئی اور اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ان پر زبور اور انجیل کا نازل ہونا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ دلیل کی یہ قسم علی وجہ الاکمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور قرآن کریم میں پائی جاتی ہے۔ جو ہر شان اور ہر لحاظ سے تمام کتب سماویہ سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اگر یہ کہدیا جائے کہ قرآن کریم کے علوم و معارف اور اسکی شانِ جامعیت کے بالمقابل دیگر آسمانی کتابیں۔

ایسی ہی حیثیت رکھتی ہے جیسی کہ حوضوں اور تالابوں کو سمندر کے سامنے تو بلا شبہ یہ کوئی مبالغہ نہ ہوگا بلکہ ایک کھلی ہوئی حقیقت کی ترجمانی ہوگی۔ اس لئے کہ جس طرح ہر ایک پیغمبر صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا، اسی طرح اس کی کتاب بھی ایک محدود درجہ علوم و ہدایت پر مشتمل رہی .... تاکہ وہ ایک خاص قوم اور ایک خاص طبقہ کی زندگی کے واسطے کافی ہو۔ لیکن اس کے برعکس آنحضرتؐ کی بعثت و نبوت چونکہ تمام عالم اور قیامت تک کے لئے ہوئی اس وجہ سے آپ کی وحی اور قرآن کو بھی ہمہ گیر اور بے پایاں علوم کا خزانہ ہونا چاہیئے تھا۔ لہٰذا آپ پر اللہ کا کلام اسی شان کے ساتھ اترا۔

کتب سماویہ پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے ان کے علوم اور مضامین کا جو اندازہ ہوتا ہے وہ یہ کہ تورات و انجیل میں عقائد کا حصہ نہایت ہی مبہم اور غیر واضح ہے۔ توحید خداوندی کا اگرچہ ذکر ہے لیکن دلائل و براہین سے خالی۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی صفات جو درحقیقت انسان کو اس کے عجز و بندگی اور خداوند عالم کی عظمت و برتری اور شانِ ربوبیت کے سمجھانے کا ذریعہ اور خداوند عالم کی معرفت اور محبت کا وسیلہ ہیں۔ ان کے بیان سے بھی تورات و انجیل کے صفحات خالی نظر آتے ہیں۔ تورات کی کتاب الاحبار کو اٹھا کر دیکھیے تو زندگی کے تمام شعبوں میں سے صرف قربانی اور قصاص اور جانوروں کی حلت و حرمت کے احکام اور حدود و تعزیرات کے چند مسائل مذکور ہیں۔ تورات کی پانچوں کتابوں میں جنت اور جہنم قیامت اور اعمال کی جزا و سزا کا بالکل ذکر نہیں۔ صرف دنیوی برکتوں اور لعنتوں کا ذکر ہے۔ انجیل میں اگر قیامت کا ذکر آیا ہے تو نہایت ہی مجمل اور مختصر۔ انجیل میں اخلاق و روحانیت کی تعلیم بے شک موجود ہے۔ لیکن باقی دنیوی شعبوں اور اخروی زندگی کے شعبوں کے متعلق کوئی خاص تعلیم نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال اور معجزات کا بکثرت ذکر ہے۔ لیکن، احکام شرعیہ برائے نام ہیں۔ زبور میں صرف مناجات اور خدا کی حمد و ثناء ہے۔ احکام شریعت کا مطلق ذکر نہیں۔ اور باقی جو صحیفے دو دو چار چار ورق کے ہیں جن میں صرف ایک آدھ قصہ کے بیان کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان کا تو کیا ذکر کیا جائے۔ اس کے بالمقابل قرآن کریم کے مضامین پر جس حیثیت سے بھی نظر ڈالی جائے گی نظر و فکر ان مضامین کی بلندی کی حد

دانتہا کے ادراک سے عاجز رہ جائیں گی۔ دلائل توحید کو دیکھئے تو قرآن کریم میں ان کی، کثرت اور قوت اور سورج سے زائد روشن ہونے کے ساتھ انکو ایسا پرشوکت پائیں گے کہ بڑے سے بڑا منکر و مخاصم انکی قوت و شوکت سے مرعوب و مبہوت رہ جائے۔ بلکہ ان کے سامنے سر جھکا دینے پر مجبور ہو جائے۔

صفات خداوندی کو دیکھئے تو قرآن اوّل سے آخر تک اس سے بھرا ہوا ملے گا جن کو سننے سے مخاطب پر حق تعالےٰ کی حقیقی عظمت و برتری بھی منکشف ہوتی ہے اور معرفت و محبت بھی حاصل ہوتی ہے۔

احکام اور مسائل شرعیہ کو اوراق قرآنی میں دیکھنا شروع کیجئے تو چند اجزا ہی دیکھ کر آپ کی زبان بے ساختہ بول اٹھے گی۔ بے شک حقیقت اسی طرح ہے جیسے کہ خود قرآن کا اعلان ہے: "مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ"، کہ ہم نے اس کتاب میں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

معاملات کا شعبہ تلاش کروگے تو بیع و شراء اجارہ و کفالت، دیون و امانت، رہن نکاح و طلاق، خلع و تفریق اور میراث و وصیت، قصاص و دیات غرض ان سب شعبوں کے احکام تفصیل و تحقیق کے ساتھ ملیں گے۔

پھر اسی پر بس نہیں احکام سیاست و سلطنت، خدمت خلق، ہمدردی و مواسات اور اخلاق و صلہ رحمی جیسے شعبے اپنی تفاصیل کے ساتھ آیات در آیات چلے آرہے ہیں جزا و سزا، احوال آخرت و قیامت، جنت و جہنم سے متعلق مضامین کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ سورۂ فاتحہ سے لیکر ختم قرآن تک کوئی جُز اور حصہ ان مضامین سے خالی نہیں۔

تو بتائیے اگر انبیاء سابقین کی وہ کتابیں اور صحیفے ان کی نبوت کا ثبوت ہیں تو قرآن کریم علوم و معارف کے ان ناپیدا کنار سمندروں کو حاوی ہونے کے باوجود بھی کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی دلیل نہیں۔ سوچئے اور جواب دیجئے۔ امید ہے کہ صحیح فکر و عادلانہ نظر اگر ڈالیں گے تو دل وہی گواہی دے گا جو شاہ حبشہ کا اعتراف و عقیدت کا جذبہ رضا و تسلیم کی زبان سے بول اٹھا کہ "میں گواہی دیتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ آپ وہی نبی امی ہیں

جن کا اہل کتاب انتظار کرتے تھے"۔

اور اگر انبیاء سابقین کی نبوت و رسالت کے دلائل اُن حضرات کے معجزات ہیں تو بلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کل انبیاء سابقین کے معجزات سے کمیت اور کیفیت میں بڑھے ہوئے ہیں بلکہ یہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے معجزات کی انواع و اقسام بھی انبیاء سابقین کے معجزات کے عدد سے متجاوز ہیں۔ اور یہ معیار صرف معجزات حسیہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ آپ کے علمی معجزات اور قرآن کریم جو قیامت تک زندہ اور باقی رہنے والا معجزہ جو اپنی ایک ایک آیت کے اعتبار سے معجزہ ہے وہ ان تمام معجزات حسیہ کے علاوہ ہے۔ پھر یہ کہ جو معجزات حسیہ ہیں ان کا رتبہ اور درجہ معجزانہ شان میں، معجزات سابقہ سے بڑھ کر ہی ہے جیسا کہ ہم آئندہ چند سوالات کے جواب کے ضمن میں اس کو قدرے وضاحت سے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے۔

تو اگر معجزات کا وجود ان حضرات کی نبوت کی دلیل ہے تو یہ دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علی وجہ الاکمل والاتم پائی جا رہی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ معجزات کے ظہور وصدور سے انبیاء سابقین کی نبوت پر تو ایمان لایا جائے اور آپ کے عظیم الشان معجزوں سے روگردانی کر لی جائے؟

اور انبیاء سابقین کی نبوت کی دلیل ان حضرات کے علمی کمالات ہیں۔ تو اس باب میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر انبیاء پر وہی برتری معلوم ہوگی جو آپ کی وحی اور آپ کے علم کی برتری کتب سابقہ پر معلوم ہوگی

پھر ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ کہ آپ کی ذات مبارک اور آپ کی پوری زندگی حتی کہ، ایک ایک ادا اور ہر حرکت و سکون کا احادیث میں سلسلہ سند کے ساتھ محفوظ ہونا کہ آپ کا ایک ایک قول اور ایک ایک عمل سیکڑوں سندوں اور بیسیوں راویوں کی روایات سے قرناً بعد قرنٍ نقل کیا جا رہا ہے اور ان اقوال و احوال کے جو راوی ہیں ان کے نام اور تمام ضروری احوال اور ان کا معتمد یا غیر معتمد ہونا بھی کتابوں میں محفوظ ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ باتیں بلا کسی، معیار اور قانون کے ہوں۔ نہیں بلکہ ہر ہر چیز ان میں سے ایک ضابطہ اور قانون پر مبنی ہے اور

یہ تمام قانونی حفاظتوں اور دلائل کی طاقتوں سے محفوظ و مضبوط ہیں۔ تاریخ عالم میں یہ بے مثال خصوصیت خود آپ کی نبوت کی اعلیٰ اور کامل ترین دلیل ہے۔

نیز اس نبی امّی جس نے نہ کسی سے کچھ پڑھا ہو اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے کوئی حرف لکھا ہو۔ اس نبی امی کی زبان سے ایسے علوم و معارف اور حقائق کا صادر ہونا جن کے سامنے دنیا کے عقلاء و حکماء اور فلاسفہ حیران ہیں کہ ہر شعبہ زندگی کے بارہ میں جو ارشاد آپ سے صادر ہوا اس سے زیادہ بڑھ کر کوئی چیز اس مقام حکمت و فلاح اور عزت و نجاح کی نہیں ہو سکتی۔ جس کا ثبوت احادیث کے تمام مجموعے ہیں جن میں کتاب الطہارت سے لیکر عدالت و سلطنت تک کے احکام و ہدایات مذکور ہیں۔ تو یہ علوم ایک امّی کی طرف سے اس بات کی بین دلیل ہے۔ اور کھلا ہوا ثبوت ہیں کہ یہ تمام علوم وحیِ الٰہی اور تعلیم ربانی ہیں۔

محض انسانی فکر و نظر اور فہم و فراست ایسے علوم فائقہ کے ادراک سے عاجز و قاصر ہے

ان سب دلائل کے علاوہ آپ کی نبوت و رسالت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے۔ قرآن کریم نے جب بار بار یہ اعلان کیا کہ یہ نبی امی وہ ہیں جن کو اہل کتاب توراۃ و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ کہیں یہ کہ ان کے پاس وہی چیز آگئی ہے جس کو وہ جانتے ہیں۔ کہیں یہ کہ بے شک وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہوں۔ آخر الامر قرآن کریم کا یہ تصریح کر دینا کہ:۔ "اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ آیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ" کیا ان کے واسطے بس یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ آپ کو جانتے ہیں علماء بنی اسرائیل۔

تو اگر قرآن کریم کے یہ دعوے حقیقت کے خلاف ہوتے تو چاہیئے تھا کہ اس زمانے کے علماء نصاریٰ اس دعوے کا رد کرتے لیکن تاریخ اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتی کہ اس زمانے کے کسی بھی یہودی یا نصرانی عالم نے اس کا انکار کیا ہو۔ طرح طرح کے عذر اور حیلے بہانے تو کرتے اور آپ کی وہ نشانیاں جو ان کی کتاب میں مذکور تھیں ان میں رد و بدل کرتے لیکن کسی متنفس کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ یہ کہدیتا کہ قرآن کریم کا یہ اعلان خلاف حقیقت ہے اور بتایا جائے کہ تورات و انجیل میں کس جگہ آپ کی بشارت ہے۔ غرض قرآنِ کریم اور آپ کے اس اعلان کا

اس دور میں رد نہ کیاجانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس زمانے کے نصاریٰ نے بھی اس سے موافقت کی کہ آپ کی بشارتیں تورات وانجیل میں موجود ہیں اگر یہ باتیں حقیقت کے خلاف ہوتیں تو اس زمانہ میں ہزارہا علمار یہود اور علمار نصاریٰ اس غلطی کی برملا تردید کرتے اور جو علمار یہود اور علمار نصاریٰ اسلام میں داخل ہوئے تھے وہ تو بہرحال تورات وانجیل کے عالم تھے انھیں چاہیئے تھا کہ وہ قرآن واسلام کی اس غلط بیانی کو دیکھ کر اسلام سے برگشتہ ہو جاتے اور شور وغل مچاتے کہ قرآن یہ غلط کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور بشارتیں تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ اس زمانے میں ہرقل اور ضغاطر اور عبدالمسیح وایہم جیسے سمجھ دار اور انجیل کے متبحر علمار کی تصدیق کے بعد آجکل کے لندن کے چند پادری صاحبان کا بلاوجہ تامل وتردد کرنا کوئی وزن نہیں رکھتا ہے۔

نبی آخر الزّماں محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے لئے نصاریٰ کو حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کا حکم اور انجیلِ مقدّس کی بڑے اہتمام اور وضاحت کے ساتھ بشارتیں

خاتم الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت ونبوت کا مژدہ تو تمام انبیاء سابقین ہی سناتے رہے اور آپ کی علامات ونشانیاں ہی بیان کرتے رہے۔ لیکن جس صراحت اور اہتمام ووضاحت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام نے آپ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی بھی پیغمبر سے منقول نہیں۔ چونکہ حضرت مسیح علیہ السّلام کے بعد اور کوئی پیغمبر سوائے نبی آخر الزماں کے مبعوث ہونے والا نہ تھا اور زمانہ بھی آپ کی نبوت کا مسیح علیہ السلام سے قریب تھا تو اس خصوصیت اور قرب زمانہ کے باعث زائد سے زائد وضاحت واہتمام انجیل مقدس نے فرمایا اور بڑی تاکید اور اصرار کے ساتھ حضرت مسیحؑ کے آنے والے فارقلیط (پیغمبر) پر ایمان لانے اور ان کے احکام کی پیروی کرنے کے لئے فرمایا اور اس نبی مُبَشَّرْ بِہٖ کے دین کی جامعیت وکاملیت اور غلبہ وظہور کو بخوبی بیان کر دیا۔

اگرچہ یہود ونصاریٰ کی غفلتوں کی بدولت تورات وانجیل میں تحریفات۔ اور تغیر وتبدل کی کوئی حد باقی نہ رہی اور ان بے شمار تحریفات کے باعث یہ دعویٰ کرنا ممکن نہیں کہ آج روئے زمین پر تورات اور انجیل کا کوئی صحیح نسخہ باقی ہے۔ اس وجہ سے اگر موجودہ نسخوں میں صریح نام لکھا ہوا نظر نہ آئے تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن کے اس صریح اعلان میں جو سورۂ صف کی اس آیت میں مذکور ہے۔ کسی قسم کا تردد کرے۔

"إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ؕ"

"کہ اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا ہوا در انحالیکہ میں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جن کا نام ہے احمد ؕ"

قرآن کریم کے اس صاف اور صریح اعلان کو تحریف شدہ بائبل میں جھٹلانا قیاس اور عقل کے خلاف ہے۔ لیکن یہ بات خاتم الانبیاء کے معجزات میں سے ہے کہ اہل کتاب کے معاندانہ طریق اور اس جذبہ کے ماتحت ہر طرح کی تحریف وتبدیل کے بعد بھی بہت سی بشارتیں ایسی باقی رہ گئی ہیں جن میں تقریباً صاف اور صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا ہی ذکر ہے۔ اور ان الفاظ کا انطباق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے سوا کسی اور پر ممکن نہیں جس میں کوئی صاحب فہم ذرہ برابر بھی تامل نہیں کر سکتا۔ منجملہ ان بشارات کے انجیل یوحنا میں فارقلیط والی بشارت اس قدر صاف ہے کہ بلا تکلف اس کا مصداق بجز احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

(بشارتِ انجیل یوحنّا)

حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلوی نے انجیل یوحنا باب ۱۴ کی یہ مشہور بشارت انجیل یوحنا کے اس عربی نسخہ سے نقل کی ہے جو لندن میں ۱۸۳۱ء اور ۱۸۳۳ء میں طبع ہوا۔

باب ۱۴ از آیت ۱۵: اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ (۱۶) اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں اور فارقلیط دے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا (یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی) ۲۶۔ لیکن وہ فارقلیط (جو روح حق ہے) جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور سب باتیں

جو میں نے تم سے کہیں وہ یاد دلائے گا۔ ۲۹۔ اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پہلے کہا تاکہ جب وہ واقع ہو تو تم ایمان لاؤ۔ ۳۰۔ اس کے بعد میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی بات نہیں۔

اور باب نمبر ۱۵۔ آیت ۲۷ میں ہے: جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا (یعنی سچائی کی روح۔) تو وہ میری گواہی دے گا۔

اور باب ۱۶۔ آیت ۷ میں ہے: لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہوگا کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فارقلیط (مددگار) تمہارے پاس نہ آوے۔ لیکن اگر میں جاؤں تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ ۸۔ وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت سے قصوروار ٹھہرائے گا۔ ۹۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے ۱۰۔ راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے ۱۱۔ اور عدالت پر اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ ۱۲۔ میری اور بہت سی باتیں ہیں جن کو تم سے (اب) کہوں پر تم ان کو اب برداشت نہیں کر سکو گے۔ ۱۳۔ لیکن جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور وہ تمہیں آئندہ کی خبریں اور میری بزرگی اور جلال کو ظاہر کرے گا۔"

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے جو آپ کا حواری یوحنا نقل کر رہا ہے جو آپ نے رفع الی السماء سے پہلے حواریوں کو تسلی دینے کے لئے فرمایا جبکہ یہود انتہائی بدسلوکی پر اترے ہوئے تھے اور قتل کی تدبیروں میں لگے ہوئے تھے کہ اے میرے حواریو! تم یہود کی ان سازشوں اور تدبیروں سے ہرگز نہ گھبراؤ اور میری تکلیف سے رنجیدہ و غمگین نہ ہو میں عنقریب اس دنیا سے نکل کر ایسی جگہ چلا جاؤں گا جہاں کسی کی رسائی نہ ہوگی یعنی آسمان پر چڑھ جاؤں گا اور ایک آنے والے فارقلیط سے تسلی دی کہ وہ میرے جانے کے بعد آکر میری بزرگی بیان کرے گا۔ اور جن لوگوں نے مجھ کو نہیں مانا ان کو سزا دے گا (یعنی یہودیوں کو) اور وہ دین و دنیا کا سردار ہوگا اور وہ اس قدر بلند مرتبہ ہوگا کہ مجھ میں اس کی کوئی بات نہیں۔

تو حق تعالیٰ شانہ نے سورۂ صف کی آیت مذکورہ میں حضرت عیسیٰؑ کی اس بشارت

کا ذکر فرمایا ہے :

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ"

اصل بشارت میں لفظ احمد موجود تھا جیسا کہ انجیل برنباس میں اب بھی موجود ہے لیکن جس وقت انجیل کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو یونانیوں نے اپنی عادت کے مطابق کہ ترجمہ کرتے وقت ناموں کا بھی ترجمہ کر دیتے تھے آنحضرت کے نام مبارک "احمد" کا ترجمہ بھی پیرکلوطوس سے کر دیا جس کے معنی ہیں بہت سراہا گیا یا بہت حمد کرنے والا جو لفظ احمد کا عربیت کے اعتبار سے مفہوم ہے۔ پھر جب یونانی نسخہ کا ترجمہ عربی زبان میں کیا گیا تو پیرکلوطوس کا معرب فارقلیط کر لیا گیا۔ ایک عرصہ تک عربی فارسی اور اردو نسخوں میں یہی فارقلیط کا لفظ لکھا جاتا رہا۔ لیکن (مخفی اسباب اور دواعی کے پیش نظر) لفظ فارقلیط کے بعد بین القوسین بطور ترجمہ روح القدس لکھا جانے لگا اور مسیحی حضرات لفظ روح القدس کو خطوط وحدانی میں لکھتے رہے۔ رفتہ رفتہ ان حضرات نے انجیل کے نسخوں میں سے لفظ فارقلیط کو حذف کر کے اس کی جگہ صرف روح القدس یا کسی نے روح حق یا کسی نے مددگار یا تسلی دینے والا کا لفظ لکھنا شروع کر دیا اور فارقلیط کے لفظ کو اس طرح سے انجیل کے نسخوں سے بالکل نکال ڈالا تاکہ علمائے اسلام کسی طرح اس بشارت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق نہ کر سکیں۔ لیکن اہل کتاب اور مسیحی حضرات کی کوشش کسی درجہ میں بھی سودمند ثابت نہ ہوئی۔ خواہ کچھ بھی تغیر و تبدل کر لیا لیکن انجیل کی اس بشارت اور اس کی تعبیر نے بشارت کا مدلول اور مصداق اس طرح متعین کر رکھا ہے کہ مجموعی کلام سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پر منطبق نہیں ہو سکتا۔

اس موقعہ پر مناسب ہے کہ ناظرین کی خدمت میں لفظ فارقلیط کی کچھ تحقیق پیش کر دی جائے اس کے بعد باقی تمام آیات اور عبارت کے الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا مصداق ہونا ظاہر کیا جائے گا۔

لفظ فارقلیط کی تحقیق[1]

لفظ فارقلیط اصل میں یونانی زبان سے معرّب کیا گیا ہے اور یہ لفظ یونانی زبان میں کئی معنوں میں مشترک ہے اور وہ سب معنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتے ہیں علماء نصاریٰ نے فارقلیط کے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔

(۱) کسی نے کہا کہ فارقلیط کے معنی تسلی دینے والے کے ہیں جس کا عربی ترجمہ مُعَزِّی ہے۔

(۲) کسی نے کہا کہ اس کے معنی معین و مددگار کے ہیں۔

(۳) کسی نے کہا کہ اس کے معنی شافع یعنی شفاعت کرنے والے کے ہیں۔

(۴) کسی نے کہا کہ اس کے معنی وکیل کے ہیں۔

(۵) کسی نے کہا کہ اس کے معنی بڑا سراہنے والا جس کا فارسی ترجمہ ستائندہ اور عربی ترجمہ حَمّاد اور احمد بصیغۂ اسم تفضیل بمعنی فاعل ہے۔

(۶) اور کسی نے کہا اس کے معنی بڑا سراہا گیا یعنی بڑا استودہ کے ہیں جس کا عربی ترجمہ محمّد ہے اور احمد اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے کیونکہ لفظ احمد صیغۂ اسم تفضیل کا ہے جو کبھی فاعل کے معنی میں آتا ہے کبھی مفعول پس اگر احمد اسم تفضیل بمعنی فاعل ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا۔ بڑی حمد و ثنا کرنے والا یعنی خدا تعالیٰ کا بڑا سراہنے والا اور اگر احمد اسم تفضیل بمعنی مفعول ہو تو اس کا ترجمہ یہ ہوگا بڑا استودہ یعنی جو خدا اور بندوں میں بڑا ہی ستودہ ہے کہ ہر جگہ اسکی تعریف کی جاتی ہے۔

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر انجیل یوحنّا کی اس بشارت کے انطباق وتفصیل میں والد محترم حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دامت فیوضہم کا یہ کلام ایک مثالی تحقیق ہے۔ جسکو ہم حضرت موصوف مدظلہ کی کتاب بشائر النبیین سے بعینہٖ نقل کرکے قارئین کرام کے سامنے معارف وحقائق کا ایک خزانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(۷) اور بعضوں نے فارقلیط کا ترجمہ امید گاہِ عوام سے کیا ہے۔

(۸) اور بعض نسخوں میں رسول کا لفظ ہے۔

(۹) اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی روح حق کے ہیں۔

(۱۰) اور بعض کے کہا کہ اس کے معنی ثقہ اور معتبر کے ہیں۔

بہر کیف اگر فارقلیط کی اصل یونانی زبان میں پاراکلی طوس قرار دی جائے تو اس کے معنی معین مددگار اور وکیل کے ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اسکی اصل پیرکلوطوس ہے تو اس کے معنی محمد یا احمد یا حماد کے قریب قریب ہیں۔ اوّل تو یہ کوئی خاص تفاوت نہیں تلفظ اور رسم الخط کے فرق سے اس قدر فرق واقع ہو جانا ممکن ہے اور اگر اسکو نہ بھی تسلیم کیا جائے تو بھی مدعا ثابت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں آپ کا لقب معین اور وکیل بھی ہے تو اس معنی کی صورت میں بھی یہ لفظ آنحضرت ہی پر صادق آتا ہے۔

انجیل کے تمام قدیم نسخوں میں عربی اور فارسی اور اردو تمام نسخوں میں فارقلیط کا لفظ موجود تھا مگر اب موجودہ نسخوں میں لفظ فارقلیط کے بجائے زیادہ تر مددگار اور روح حق کا لفظ پایا جاتا ہے۔ مگر باوجود ان تحریفات۔ تغیرات اور تبدیلات کے پھر مدعا حاصل ہے اس لئے کہ اس بشارت میں فارقلیط کے جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں وہ تمام کے تمام محمد مصطفیٰ اور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر علی وجہ الکمال والتمام صادق اور منطبق ہیں اور فارقلیط کے جو معنی بھی لیئے جائیں وہ سب آپ پر صادق ہیں آپ خدا تعالےٰ کے وکیل اور سفیر بھی ہیں اور روح حق اور روح صدق اور روح راستی بھی ہیں۔ اور امت کے شافع بھی ہیں اور بشیر اور نذیر بھی ہیں اور خدا کے ستودہ اور پسندیدہ بھی ہیں اور سب سے زیادہ خدا کی حمد و ثنا کرنے والے بھی ہیں بلکہ یہ تمام آپ کے اسماء ہیں کوئی ان میں سے اسم صفت ہے جیسے وکیل اور شافع اور معین و مددگار اور روح الحق۔ اور کوئی اسم عَلَم ہے جیسے احمد اور محمد اور محمود اور حمّاد اور آپ کے ناموں میں ایک نام آپ کا حمد بھی ہے۔ حمد اگرچہ مصدر ہے بمعنی ستودن[عہ]۔ مگر مبالغۃً آپ پر اطلاق کر دیا گیا گویا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالےٰ کی مجسم حمد و ثنا ہیں۔

فارقلیط کا سب سے زیادہ صحیح ترجمہ احمد ہے اور اسی وجہ سے قرآن کریم میں اسی بشارت

عہ یعنی تعریف کرنا

کا ذکر بلفظ احمد آیا ہے۔ کما قال تعالیٰ: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ،
یہ آیت قرآن مجید کی ہے اور قرآن مجید جس ملک میں نازل ہوا اس وقت اس ملک میں بے شمار علماء یہود و علماء نصاریٰ موجود تھے اگر یہ بشارت اور یہ خبر غلط ہوتی تو ہزارہا علماء یہود و نصاریٰ اس غلطی کو فاش کرتے اور برملا اس خبر کی تردید کرتے اور جو علماء یہود و نصاریٰ، اسلام میں داخل ہو گئے تھے وہ اس غلط بیانی کو دیکھ کر فوراً اسلام سے برگشتہ ہو جاتے اور بغیر شور و غل مچائے خاموش نہ بیٹھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پیشین گوئی کو علی الاعلان ظاہر فرمانا اور بیان کرنا اور علماء نصاریٰ کا خاموش رہنا یہ ان کے اعتراف اور تسلیم کی روشن دلیل ہے اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر یہ بات سچی تھی تو اس وقت کے تمام علماء یہود و نصاریٰ کیوں مسلمان نہ ہو گئے۔

جواب

یہ ہے کہ علماء نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کی پیشین گوئیاں توریت میں موجود ہیں مگر باوجود ان پیشین گوئیوں کے اور باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے مشاہدہ کر لینے کے پھر بھی علماء یہود حضرت مسیح پر ایمان نہیں لائے بلکہ ان کے دشمن ہو گئے اور بوجہ سنگدلی اور بوجہ دنیاوی اغراض یا بوجہ حسد کے حضرت مسیح کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ صاف طور پر علمائے یہود یہ کہتے کہ توریت میں حضرت مسیح کی کوئی بشارت نہیں اور نہ ان کا کوئی ذکر ہے اسی طرح بہت سے علماء نصاریٰ نے بوجہ سنگدلی اور بوجہ دنیاوی اغراض آپ کا پیرو ہونا قبول نہ کیا۔ حالانکہ ان کو یقین تھا کہ یہی وہ نبی ہیں جن کی مسیح بن مریم نے بشارت دی ہے جیسے ہرقل اور مقوقس نے صاف طور پر اس کا اقرار کیا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی انجیل میں بشارت دی گئی مگر اپنی سلطنت کی خاطر اسلام میں داخل نہیں ہوئے اور علمائے نصاریٰ میں جو منصف اور حق پرست تھے جیسے نجاشی شاہ حبشہ اور ضغاطر رومی اور ابن الناطور وغیرہم یہ لوگ ایمان لائے اور بہت سے علماء نصاریٰ نے دیدہ و دانستہ علماء یہود کی طرح صاف طور پر یہ کہدیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توریت و انجیل میں کوئی بشارت نہیں غرض علماء نصاریٰ کی یہ تکذیب ایسی ہے جیسا کہ علماء یہود اور دیگر یہود حضرت مسیح کی بشارتوں سے منکر اور مکذب ہیں علماء نصاریٰ یہ

کہتے ہیں کہ اس بشارت میں فارقلیط کی آمد سے روح القدس کا حوارین پر نازل ہونا مراد ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء کے بعد جب حوارین ایک مکان میں جمع تھے تو وہ روح ان پر نازل ہوئی اور اس روح کے نزول سے حوارین تھوڑی دیر کے لئے مختلف زبانیں بولنے لگے

نصاریٰ کا یہ خیال سراسر خیال خام ہے۔ یہ بشارت کسی مقدس اور برگزیدہ انسان کے حق میں ہے جو خدا کی طرف سے الہام پائے گا اور خدا کی طرف سے اس کو جو القا ہوگا وہی کہے گا اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا۔ اس بشارت کو روح القدس یعنی جبرئیل امین کے نزول سے کوئی واسطہ نہیں اور کسی فرشتے سے اس بشارت کا کوئی تعلق نہیں۔ بلاشبہ فارقلیط کی آمد سے ایک رسول عظیم کی بعثت مراد ہے جو حق اور باطل کے درمیان فرق کرے گا۔

اور اگر ہم اس تحقیق سے قطع نظر بھی کر لیں کہ فارقلیط کے کیا معنی ہیں تو تب بھی ہمارا مدعا ثابت ہے۔ کیونکہ اس بشارت میں اس آنے والے فارقلیط کے بہت سے اوصاف بیان کئے ہیں جو بہ تمام و کمال سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق اور منطبق ہیں۔

اوّل یہ کہ جب تک میں نہ جاؤں گا وہ نہ آئے گا دوم یہ کہ وہ میری گواہی دیگا۔ سوم یہ کہ وہ گناہ اور راستی اور عدالت سے تقصیر وار ٹھہرائے گا۔ چہارم یہ کہ مجھ پر ایمان نہ لانے والوں کو سزا دیگا۔ پنجم وہ سچائی کی راہ بتلا دے گا۔ ششم یہ کہ وہ آئندہ کی خبریں دیگا۔ ہفتم یہ کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو اللہ سے سنے گا وہی کہے گا۔ ہشتم یہ کہ وہ جہان کا سردار ہوگا۔ نہم یہ کہ وہ میری تمام باتیں تم کو یاد دلائے گا۔ دھم یہ کہ جو امور تم اس وقت برداشت نہیں کر سکتے وہ نبی اس وقت آکر تم کو بتلائے گا اور جو باتیں غیر مکمل ہیں انکی تکمیل کرے گا۔ اور یہ تمام باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں جس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) آپ کا تشریف لانا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے پر اس لئے موقوف تھا کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے کہ کسی نبی کا آنا پہلے نبی کے جانے پر جب ہی موقوف ہو سکتا ہے جب دوسرا نبی خاتم الانبیاء ہو ورنہ اگر وہ نبی خاتم الانبیاء نہیں تو اس کے آنے سے پہلے نبی کا جانا، شرط ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اس لئے کہ جب وہ نبی خاتم الانبیاء نہیں تو پہلے نبی کی موجودگی

میں بھی وہ مبعوث ہو سکتا ہے۔

پہلے نبی کا جانا دوسرے کے آنے کے لئے جب ہی شرط ہو سکتا ہے کہ جب دوسرا نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ کما قال تعالےٰ :۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ"

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخر النبیین ہیں۔"

اور حضرت مسیحؑ خاتم النبیین نہ تھے ورنہ علماء نصاریٰ و یہود حضرت مسیح کے بعد ایک نبی کے کس لئے منتظر تھے اور روح کا آنا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے جانے پر موقوف نہ تھا۔ روح کا نزول تو حضرت عیسیٰؑ کی موجودگی میں بھی ہوتا تھا۔

(۲) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی بھی دی۔

"وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا"

"اور انھوں نے نہ ان کو (عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ سولی دی۔ لیکن اشتباہ میں ڈال دیئے گئے۔ اور جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں اختلاف کیا وہ یقیناً شک میں ہیں۔ خود انکو اس کا یقین نہیں محض گمان کی پیروی ہے۔ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انکو اپنی طرف اٹھالیا۔ وہی غالب اور حکیم ہے۔"

(۳) اور راستی اور عدالت سے ملزم بھی کیا۔

(۴) اور حضرت مسیحؑ کے نہ ماننے والوں کو پوری پوری سزا بھی دی۔ کسی سے قتال اور جہاد کیا اور کسی کو جلا وطن کیا۔ جیسا کہ یہود خیبر اور یہود بنو نضیر اور یہود بنو قینقاع کے واقعات سے ظاہر ہے اور روح نے نہ کسی کو ملزم ٹھہرایا اور نہ کسی کی سرزنش کی

اور سرزنش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فارقلیط ظاہر ہونے کے بعد حکومت کے ساتھ لوگوں کو توبیخ اور سرزنش کرے گا اور ظاہر ہے کہ روح القدس کا ظاہر ہو کر عام لوگوں پر حکومت کرنا کہیں ثابت نہیں اور نہ حوارین کا منصب یہ تھا۔ حوارین نے حکومت کے طور پر کسی کی توبیخ نہیں کی۔ بلکہ واعظانہ طور پر لوگوں کو سمجھاتے تھے جس میں حکومت کا زور نہ تھا۔ غرض یہ کہ کسی طرح بھی روح القدس کو فارقلیط کا مصداق نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اور آیت دھم میں سرزنش کی یہ وجہ بیان فرمانا اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس فارقلیط اور مددگار اور وکیل و شفیع کا ظہور منکرین عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہوگا بخلاف روح کے کہ اس کا ظہور تو آپ کے نزدیک حوارین پر ہوا کہ جو منکرین عیسیٰ علیہ السّلام نہ تھے اور نہ حوارین نے کسی کو سزا دی وہ خود ہی مسکین و عاجز تھے کسی منکر کو کیسے سزا دے سکتے تھے۔

(۵) اور آنحضرت نے تصدیق اور راستی کی وہ راہیں بتائیں کہ جو نہ کسی نے دیکھی اور نہ سنی آپ کی شریعت غرا اور ملت بیضا اس کی شاہد ہے۔

(۶) اور آئندہ واقعات کے متعلق آپ نے اتنی خبریں دیں کہ جن کا کوئی شمار نہیں اور ایسی صحیح خبریں دیں کہ جو ہو بہو ظاہر ہوئیں اور ان کا ایک حرف بھی خلاف واقعہ نہ نکلا اور تا قیامت اسی طرح ظاہر ہوتی رہے گی۔

(۷) اس لئے کہ آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں فرمایا۔ کما قال تعالیٰ:
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

(۸) اور باایں ہمہ جہان کے سردار اور بادشاہ بھی ہوئے اور جہان اور دنیا کی سرداری سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی نبوت تمام عالم کے لئے ہوگی کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہ ہوگی۔

(۹) اور نصاریٰ نے حضرت مسیحؑ کی صحیح تعلیمات کو محو کر دیا تھا ان کو بھی یاد دلایا۔ جن میں توحید و تثلیث کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کو خوب یاد دلایا۔ اور حضرت مسیحؑ کے قتل و صلب کی نفی اور رفع الی السماء کا اثبات فرمایا۔

"قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ "آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب

تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط

ایسے امر کی طرف آؤ کہ جو ہم میں اور تم میں مسلّم ہے۔ وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہ بنائیں۔

وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ؁ "

اور فرمایا حضرت مسیح بن مریم نے اے بنی اسرائیل بندگی کرو صرف ایک اللہ کی جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے تحقیق جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس پر جنت کو حرام کیا ہے۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں "

(۱۰) آپ نے مبعوث ہونے کے بعد وہ باتیں بھی بتلائیں جو حضرت مسیح علیہ السّلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے تحمل سے باہر تھیں۔ یعنی ذات وصفات، شریعت وطریقت، حشر ونشر، جنت وجہنم کے متعلق وہ علوم ومعارف کے دریا بہائے کہ جن سے تمام عالم دنگ ہے۔ اور کسی کتاب میں ان علوم کا نام ونشان نہیں اور جو امور غیر تکمیل شدہ تھے آپ کی شریعت کاملہ نے ان سب کی تکمیل بھی کر دی۔ کما قال تعالےٰ :۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا دین بنا کر

اور قیامت تک کے لئے دنیا کو ایک ایسا کامل اور مکمل دستور (یعنی شریعت) دے گئے جو ان کے دین اور دنیا کی صلاح اور فلاح کا کفیل ہے۔ اور اس کے حقائق اور دقائق اور اسرار و حکم کو دیکھ کر دنیا حیران ہے۔ قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا حکم شریعت محمدیہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ علماء یہود ونصاریٰ کے پاس کوئی شریعت ہی نہیں جس کو سامنے رکھ کر علماء امت اور فقہائے ملت کی طرح فتویٰ دے سکیں اس وقت کے نصاریٰ کے پاس صنعت وحرفت

اور کاریگری کے علوم وفنون ہیں مگر حکمرانی اور جہانبانی اور عدل عمرانی کے متعلق ان کے پاس کوئی آسمانی قانون نہیں ہے کہ جس کی رو سے وہ دنیا میں عدل والنصاف کے ساتھ حکومت کر سکیں۔ مغربی اقوام کے پاس جو دستور ہے وہ چند اہل فکر کے افکار اور خیالات کا نتیجہ ہے شریعت اسلامیہ کی طرح آسمان سے نازل شدہ کوئی قانون ان کے پاس نہیں۔

علماء مسیحین اس بشارت کو روح القدس کے حق میں قرار دیتے ہیں جس کا نزول حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع الی السماء کے ۴۰ یوم بعد حواریین پر ہوا لیکن۔ یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے۔

(۱) اس لئے کہ روح کا نازل ہونا حضرت مسیحؑ کے جانے پر موقوف نہ تھا بلکہ وہ تو ہر وقت حضرت مسیحؑ کے ساتھ رہتی تھی۔

(۲) اور نہ روح نے کسی کو راستی اور عدالت سے ملزم ٹھہرایا اور نہ کسی یہودی کو حضرت مسیحؑ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کبھی سزا دی البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین اور کافرین سے جہاد بھی کیا اور یہودیوں کو کافی سزا بھی دی اور ان کو ملزم ٹھہرایا اس لئے کہ اہل دنیا کو الزام دینا اور ان کی سرزنش کرنا بغیر حکومت کے ممکن نہیں۔ معلوم ہوا کہ آنے والا فار قلیط اور دوسرا مددگار دنیا کا حاکم اور بادشاہ ہوگا جو مجرموں کی سرزنش کرے گا اور چودھویں باب کے درس ۳ میں جو دنیا کے سردار کے آنے کا ذکر ہے اس سے یہی دنیا کا حاکم مراد ہے کہ جس کی حکومت اور توبیخ اور سرزنش کا ذکر ہو چکا ہے۔

(۳) نیز حضرت مسیحؑ کا اس پر ایمان لانے کی تاکید فرمانا بالکل بے محل ہے اس لئے کہ حواریین پیشتر ہی سے روح القدس پر ایمان رکھتے تھے اس کے فرمانے کی کیا حاجت تھی کہ "جب وہ آئے تب تم ایمان لاؤ۔"

حضرت مسیح کا اس قدر اہتمام فرمانا اور اس پر ایمان لانے کی وصیت کرنا خود اس کو بتلا رہا ہے کہ وہ آنے والی شئے کچھ ایسی ہوگی جس کا انکار تم سے بعید نہ ہوگا۔

اگر فار قلیط سے روح مراد ہوتی تو اس کے لئے چنداں اہتمام اور تاکید کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ جس کے قلب پر روح کا نزول ہوگا۔ اس سے روح کا انکار ہونا بالکل ناممکن ہے

روح القدس کا نزول بالبداہت مفید یقین ہے جس طرح کہ روح القدس کے نزول سے بالبداہت پیغمبر کو اپنی نبوت کا یقین آجاتا ہے۔ پیش آنی والی چیز سے انسان کو ایسا یقین کامل ہو جاتا ہے کہ قوت خیالیہ بھی اس کو دفع نہیں کر سکتی انسان پر جب کوئی حالت طاری ہوتی تو اس کا انکار ممکن نہیں ہوتا۔

(۴) نیز اس بشارت کا سیاق اس بات کو بتلا رہا ہے کہ آنے والا فارقلیط حضرت عیسیٰؑ سے مغایر ہے جیسا کہ سولہویں آیت کا یہ لفظ دوسرا مددگار بخشے گا۔ صاف مغایرت پر دلالت کرتا ہے کہ وہ علیحدہ صورت میں ظاہر اور نمودار ہوگا۔

پس اگر فارقلیط سے روح القدس مراد لی جائے تو وہ حضرت عیسیٰؑ سے کسی طرح مغایر نہیں کیونکہ نصاریٰ کے نزدیک ابن اور روح القدس میں حقیقی اتحاد ہے۔ اور روح القدس جو حواریین پر ظاہر ہوگی وہ کسی علیحدہ صورت میں ظاہر نہیں ہوئی۔ جس طرح کسی شخص پر جن مسلط ہو جاتا ہے سو جن کی باتیں وہی ہوتی ہیں جو اس شخص کے منہ سے نکلتی ہیں علیحدہ صورت میں اس کا ظہور نہیں ہوتا۔

(۵) نیز اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ "جو کچھ میں نے تمہیں کہا، یاد دلائے گا" حالانکہ کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حواری حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات فراموش کر چکے تھے اور روح القدس نے ان کو علیحدہ صورت میں ظاہر ہو کر یاد دلائے ہوں۔

(۶) نیز اس بشارت میں یہ بھی مذکور ہے کہ "وہ میرے لئے گواہی دے گا" سو یہ وصف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آسکتا ہے کہ آپؐ ہی نے آکر مشرکین اور یہود کے سامنے حضرت مسیح کی گواہی دی، اور ان لوگوں کے سامنے کہ جو حضرت مسیحؑ سے منکر یا بے خبر تھے۔ آپؐ ہی نے حضرت مسیح کی رسالت کا اعلان کیا۔

بخلاف روح القدس کے وہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریین پر نازل ہوئی اور حواریین پہلے ہی سے حضرت مسیح کو رسول جانتے تھے۔ ان کے سامنے گواہی دینے کی کوئی حاجت نہ تھی۔

گواہی کی ضرورت تو منکرین کے سامنے ہوتی ہے نہ کہ مؤمنین کے سامنے بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپؐ نے یہود کے سامنے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منکر اور دشمن

تھے علی الاعلان حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کی گواہی دی - اور ان کے دعوائے قتل و صلب کی تردید کی اور رفع الی السماء کو ثابت کیا ۔

(۷) نیز حضرت مسیح اس فارقلیط کی نسبت یہ ارشاد فرماتے ہیں "کہ مجھ میں اسکی کوئی چیز نہیں" سو یہ جملہ آنحضرت پر ہی صادق آسکتا ہے کہ مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں - روح القدس اور مسیحؑ تو ایک ہی چیز ہیں ۔

(۸) نیز یہ بھی قابل غور ہے کہ اس روح نے کون سی آئندہ کی خبریں بتلائیں کہ جس سے اس روح کو اس بشارت کا مصداق کہا جائے ۔

(۹) نیز اس بشارت کا تمام سیاق و سباق دلالت کرتا ہے کہ آنے والا دوسرا فارقلیط اور دوسرا مددگار لباس بشری اور ہیکل انسانی میں ظہور کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح لباس بشری میں دعوت حق اور لوگوں کی تسلی کے لئے آوے گا پس فارقلیط کا مصداق اس روح کو سمجھنا کہ جو آدمیوں پر جن کی طرح نازل ہو اور ان میں حلول کرے بالکل غلط ہے ۔

(۱۰) نیز حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء کے بعد سے عامۃً نصاریٰ فارقلیط کے منتظر رہے اور یہ سمجھتے تھے کہ کوئی عظیم الشان نبی مبعوث ہوگا - چنانچہ منٹس عیسائی نے دوسری صدی عیسوی میں یہ دعوے کیا کہ میں وہی فارقلیط ہوں کہ جس کی حضرت مسیحؑ نے خبر دی ہے - بہت سے لوگ اس پر ایمان لے آئے جسکا مفصل تذکرہ ولیم میور مسیحی نے اپنی تاریخ کے تیسرے باب میں لکھا ہے اور یہ کتاب ۱۹۴۸ء میں طبع ہوئی - معلوم ہوا کہ علماء یہود اور نصاریٰ یہی سمجھتے تھے کہ فارقلیط سے کوئی انسان مراد ہے نہ کہ روح القدس ۔

اور لب التواریخ کا مصنف جو کہ ایک مسیحی عالم ہے لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل یہود و نصاریٰ ایک نبی کے منتظر تھے - اور اسی وجہ سے نجاشی شاہ حبشہ جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپؐ کا حال سن کر ایمان لایا اور کہا کہ بلاشک یہی وہ نبی ہیں جنکی حضرت مسیح نے انجیل میں خبر دی ہے حالانکہ نجاشی انجیل کا عالم ہونے کے علاوہ بادشاہ بھی تھا - کسی قسم کا اس کو خوف و خطر بھی نہ تھا ۔

اور مقوقس شاہ قبط نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والا نامہ کے جواب

میں لکھا:-

"سلام علیکم اما بعد فقد قرأت کتابک وفہمت ما ذکرت فیہ وما تدعو الیہ وقد علمت ان نبیا قد بقی وقد کنت اظن انہ یخرج بالشام وقد اکرمت رسولک۔"

"سلام ہو آپ پر۔ اما بعد۔ میں نے آپ کے والانامہ کو پڑھا۔ اور جو کچھ آپ نے اس میں ذکر فرمایا اور جس کی طرف دعوت دی ہے۔ اس کو سمجھا۔ مجھ کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ اب صرف ایک نبی باقی رہ گیا ہے۔ میرا گمان یہ تھا کہ وہ نبی شام میں ظاہر ہوگا۔ اور میں نے آپ کے قاصد کا اکرام کیا۔"

مقوقس اگرچہ اسلام نہ لایا مگر اتنا ضرور اقرار کیا کہ ایک نبی کا آنا باقی رہ گیا ہے اور جارود بن علاء جو اپنی قوم میں بہت بڑے عالم تھے جب اپنی قوم کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے تو یہ کہا۔

"واللہ لقد جئت بالحق ونطقت بالصدق لقد وجدت وصفک فی الانجیل وبشر بک ابن البتول۔ فطول التحیۃ لک والشکر لمن اکرمک لا اثر بعد عین ولا شک بعد یقین مد یدک اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ۔"

"خدا کی قسم آپ حق لے کر آئے ہیں اور آپ نے سچ فرمایا۔ البتہ تحقیق میں نے آپ کی صفت انجیل میں پائی ہے اور مسیح بن مریم نے آپ کی بشارت دی ہے آپ کے لئے طویل و عریض تحیہ تکریم پیش کرتا ہوں۔ اور شکر ہے اس کے لئے جو آپ کا اکرام کرے۔ ذات کے بعد نشان کی اور یقین کے بعد شک کی ضرورت نہیں اپنا دست مبارک بڑھائیے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یقیناً محمد رسول اللہ ہیں۔"

اور علیٰ ہذا ہرقل شاہ روم اور دوسرے ذی شوکت علماء توراۃ و انجیل نے آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور آپ کا نام انجیل میں لکھا ہوا تھا۔ جس کو دیکھ کر لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی آمد سے پہلے وہ آپ کے منتظر تھے جن کو خدا تعالےٰ نے توفیق دی اور کسی دنیوی طمع نے انکو نہ گھیرا وہ اس دولت سے متمتع ہوئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ۝

(۱۱) اور سولہویں آیت کا یہ جملہ "کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا" اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فارقلیط یعنی روح جس کے نصاریٰ قائل ہیں وہ بھی ہمیشہ ان کے ساتھ نہ رہا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اسکی شریعت اور دین ابد تک رہے گا۔ اور اس کے بعد کوئی دین نہ آئے گا جو اس کے لئے ناسخ ہو۔

(۱۲) اور باب چہاردہم کی سترھویں آیت کا یہ جملہ یعنی سچائی کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے۔ آھ
اس کا یہ مطلب ہے کہ دنیا اس کے مرتبہ کو نہیں جانتی۔ وہ تمام کائنات میں سب سے بہتر اور برتر ہوگا۔

غرض انجیل یوحنا کی یہ آیت اپنے مجموعی مضمون اور تمام الفاظ و کلمات سے نبی آخرالزماں محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت و نبوت کی بشارت سنا رہی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام اپنے حوارین کو نہایت وضاحت کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا تاکہ جب وہ واقع ہو تو ایمان لاؤ۔

اس بناء پر ہر اس شخص پر جو انجیل مقدس کو مانتا ہو اور حضرت مسیح پر ایمان رکھتا ہو۔ لازم ہے کہ وہ حضرت مسیحؑ کے اس فرمان کی تعمیل کرے۔

کیا کسی کا یہ دعویٰ قابل قبول ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح پر ایمان رکھتا ہے اور حال یہ کہ وہ ان کے اس صریح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نبی مبشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کرے ایسی صورت میں عقلاً یہی کہا جائے یہ شخص خود حضرت مسیح علیہ السلام کا منکر اور کافر ہے۔

لہٰذا!

جو شخص بھی نصاریٰ میں سے یہ چاہتا ہے وہ حضرت مسیح پر ایمان قائم رکھے اس کے واسطے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ورنہ اس یہودی کو جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ رکھتا ہو ایسے عیسائی سے کوئی امتیاز نہ ہوگا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے سے انکار کرے۔

انجیل برنا باس میں تو یہ بشارت اس سے بھی زائد وضاحت و اہتمام سے آپ کے اسم مبارک محمد اور احمد کی تصریح کے ساتھ مذکور ہے۔

نصاریٰ کی طرف سے فارقلیط کی عجیب و غریب تفسیر

عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے جن آنے والے فارقلیط کی خبر دی ہے اس سے روح القدس (جبرئیل امین) کا نازل ہونا مراد ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے چند حواریوں پر نازل ہوئے جبکہ وہ ایک مکان میں جمع تھے جسکی وجہ سے

ے برنا باس بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری ہیں۔ جس طرح ان کے حواری یوحنا متی لوقا اور مرقس اپنی اپنی انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام اور ان کے احوال کو نقل کرتے ہیں اسی طرح برنا بانے بھی اپنی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اقوال کو جمع کیا ہے۔ عیسائیوں کا اس انجیل کے الہامی ہونے سے انکار کرنا ایک بے معنی چیز ہے اس لئے کہ یہ انجیل قدیم انجیلوں میں سے ہے۔ اس کا تذکرہ دوسری تیسری صدی عیسوی کی کتابوں میں ملتا ہے۔ ۱۲۔

وہ حواری مختلف قسم کی زبانیں بولنے لگے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ روح القدس کسی خاص شکل وصورت میں نہیں آئے بلکہ ان کا یہ باطنی طور پر تصرف تھا۔ جسکی وجہ سے یہ تغیر ہوا اور ان مختلف اقسام زبانوں میں وہ لوگ بولنے لگے۔

سابق تفصیل سے یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ ان تمام الفاظ کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی دنیا میں ممکن نہیں ہے وہ تمام اوصاف اور احوال جو بشارت انجیل میں پوری پوری وضاحت سے ذکر کئے گئے ہیں ان کے پیش نظر جبرئیل علیہ السلام کو اس کا مصداق ٹھہرانا ایک بالکل ہی بے معنی بات ہے۔ جو کسی طرح بھی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کیا یہ بات کہ وہ حواری محض کچھ قسم کی زبانوں میں بولنے لگے جو سمجھی بھی نہ جاتی تھیں عقلاً اس عظیم الشان بشارت کا مصداق بن سکتی ہے اور کیا عقل سلیم اس امر کو باور کر سکتی ہے۔ محض اتنی سی بات کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے روبرو یہ نصیحت وتسلی آمیز مژدہ سناتے ہیں۔ مختلف ناقابل فہم زبانوں میں کچھ بولنے لگنا تو بس ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کے سر پر شیخ سدو یا کوئی جن سوار ہو جائے اور بولتا ہو اور عجیب تر بات یہ کہ خود عیسائیوں کو یہ تسلیم ہے کہ یہ حالت ان حواریوں کی صرف تھوڑی دیر تک رہی تو کیا جو حالت چند لمحوں کے لئے رہی ہے وہ ایسا فارقلیط ہو سکتا ہے جو ابد تک ساتھ رہے۔

انجیل برنابا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کے ساتھ بشارت

پادری سیل نے اپنے ترجمۂ قرآن عظیم کے مقدمہ میں انجیل برنابا سے نقل کیا ہے اور یہ انجیل ۱۸۵۷ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ لیکن دوسری طباعت میں اس بشارت کو حذف کر دیا گیا اور وہ بشارت جس کو پادری سیل نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ، اے برنابا گناہ اگرچہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی جزا دیتے ہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ گناہ سے راضی نہیں میری امت اور میرے شاگردوں نے جب دنیا کے لئے گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور باقتضاء عدل وانصاف یہ ارادہ فرمایا کہ انکو اسی دنیا میں اسی غیر مناسب عقیدے

کی بنا پر سزا دے تاکہ عذابِ جہنم سے نجات پائیں اور وہاں انکو کوئی تکلیف نہ ہو اور میں اگرچہ اس عقیدۂ فاسدہ سے بالکل بری ہوں۔ لیکن چونکہ بعض لوگوں نے مجھ کو اللہ اور ابن اللہ کہا تو اللہ تعالے کو یہ کہنا ناگوار ہوا اور اسکی مشیت اسکی مقتضی ہوئی کہ قیامت کے دن شیاطین مجھ پر نہ ہنسیں اور نہ میرا مذاق اڑائیں۔ پس اللہ نے اپنی مہربانی اور رحمت سے یہ پسند کیا کہ یہوداکی وجہ سے یہ ہنسی دنیا ہی میں ہو۔ اور ہر شخص یہ گمان کرتا رہا ہے کہ میں سولی دیدیا گیا لیکن یہ اہانت واستہزاء فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک رہے گا پس جب آپ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ہر مومن کو اس غلطی پر متنبہ فرمائیں گے اور یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے مرتفع ہو جائے گا۔

ترجمہ بلفظہا ختم ہوا۔

اظہار الحق میں ہے کہ اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اس انجیل کو علماء نصاریٰ نے رد کیا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ اس رد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ یہ انجیل قدیم انجیلوں میں سے ہے اس کا تذکرہ دوسری اور تیسری صدی عیسوی کی کتابوں میں ہے پس اس بنا پر کہ یہ انجیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے دو سو سال قبل لکھی گئی ہے اور اس جیسے عظیم الشان امر کی بدون الہام کے خبر دینا اہل فہم کے نزدیک ناممکن ہے (دوسری بشارت) فاضل حیدر علی قرشی نے اپنی کتاب خلاصہ سیف المسلمین جو اردو زبان میں لکھا ہے کہ پادری اوسکان ارمنی نے صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام کا ارمنی زبان میں سنہ ۱۶۶۶ عیسوی میں ترجمہ کیا جو سنہ ۱۷۳۳ء میں طبع ہوا اس میں صحیفۂ یسعیاہ علیہ السلام کے بیالیسویں باب میں یہ فقرہ موجود ہے "اللہ کی تسبیح پڑھو اس آنے والے پیغمبر کی سلطنت کا نشان اس کی پشت پر ہوگا (یعنی مہر نبوت) اور اس کا نام احمد ہوگا۔ انتہیٰ۔

اور یہ ترجمہ ارمینیوں کے پاس موجود ہے۔ اس میں دیکھ لیا جائے (انتہیٰ کلامہٗ از جواب فسیح)[سہ]

ان کے علاوہ انجیل مقدس کی اور بھی بشارتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت کا مژدہ وخوشخبری ہیں۔

سہ از بشائر النبیین

انجیل متی باب ۲۳ آیت ۱
" باب ۲۴ آیت ۱
" باب ۱۲ آیت ۴۲ کو پڑھ جائیے ان تمام آیتوں کا یہی مضمون اور مقصود ہے

انجیل مقدس کی بشارتوں کے علاوہ توریت و زبور سے بھی نہایت پاکیزہ عنوانات اور خصوصیات کو بیان کرتے ہوئے آپکی بعثت کی خبر دی گئی ہے ان تمام بشارتوں میں بھی سوائے اس کے اور کوئی امکان نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کا مصداق ہیں۔

بشارت توریت سفر استثناء باب نمبر ۳۳ آیت نمبر ۲

"جَاءَ الرَّبُّ مِنْ سِيْنَاءَ وَاَشْرَقَ لَهُمْ مِنْ سَاعِيْرَ وَتَلَالَأَ لَهُمْ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَاَتَىٰ مِنْ رَبَوَاتِ الْقُدُسِ"

اور الجواب الفسیح میں بعض نسخ توریت سے اس طرح نقل کیا ہے:۔ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ۔

توراۃ کے اردو نسخوں میں عبارت اس طرح ہے:

"اور اس نے (یعنی موسیٰ نے) کہا خداوند سینا سے آیا اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا (اور جگمگایا) دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"۔

اس آیت میں تین بشارتیں مذکور ہیں۔ (۱) طور سینا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ کا عطا ہونا اور ساعیر جو ایک پہاڑی کا نام ہے شہر ناصرہ مولدِ عیسیٰ علیہ السلام میں واقع ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور نزول انجیل کی طرف اشارہ ہے۔

اور فاران سے مکہ کے پہاڑ مراد ہیں اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کریم کے نزول کی طرف اشارہ ہے۔ غارِ حراء اسی پہاڑ میں واقع ہے جس میں سب سے پہلے "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ" کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کیلئے سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت وشہادت

زبور :- باب ۴۵

(۱) میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے - میں ان چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنائی ہیں بیان کرتا ہوں - میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے -

(۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے - تیرے ہونٹوں میں لطف بٹایا گیا ہے اسی لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا -

(۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حائل کرکے اپنی ران پر لٹکا -

(۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی کے لئے آگے بڑھ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھکو ہیبت ناک کام سکھائے گا -

(۵) تیرے تیر تیز ہیں - لوگ تیرے نیچے گرے پڑے ہیں - وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں -

(۶) تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے - تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے -

(۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے - اس سبب سے تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا -

(۸) تیرے سارے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے محلوں کے درمیان تجھ کو خوش کیا ہے -

(۹) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں - ملکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہے ۔"

(اور بارھویں آیت میں ہے)

"اور صور کی بیٹی ہدیئے لاوے گی۔ قوم کے دولت مند تیری خوشامد کریں گے۔"

(اور سولہویں آیت میں ہے)

(۱۶) "تیرے بیٹے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے۔ تو انہیں تمام زمین کا سردار مقرر کرے گا۔"

(۱۷) میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤنگا۔ اور سارے لوگ ابدالآباد تک تیری ستائش کریں گے۔ انتہی۔ تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ امر مسلم ہے۔

کہ اس زبور میں حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام ایک عظیم الشان والشوکت رسول کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور فرط محبت میں اس کو مخاطب بنا کر اس کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں۔ اور یہ بتلا رہے ہیں کہ وہ نبی جب ظاہر ہوگا تو ان صفات کے ساتھ موصوف ہوگا وہ اوصاف حسب ذیل ہیں:

(۱) بادشاہ یعنی سب سے اعلیٰ اور افضل ہونا (۲) حسین ہونا (۳) ہونٹوں میں لطف کا ہونا یعنی شیریں زبان اور فصیح اللسان ہونا (۴) مبارک الی الدہر ہونا۔ (۵) پہلوان یعنی قوی ہونا (۶) شمشیر بند ہونا (۷) صاحب حق و صداقت ہونا (۸) اقبال مند ہونا۔ (۹) اس کے دائیں ہاتھ سے عجیب و غریب کرشمہ کا ظاہر ہونا (۱۰) تیر انداز ہونا (۱۱) لوگوں کا اس کے نیچے گر پڑنا یعنی خلق اللہ کا اس کے تابع ہونا (۱۲) تخت کا ابدالآباد تک رہنا یعنی اس کی شریعت اور حکومت اسلامیہ کا تا قیام قیامت باقی رہنا (۱۳) عصائے سلطنت کا عصائے راستی ہونا (۱۴) صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہونا۔ (۱۵) اس کے کپڑوں سے خوشبو کا آنا (۱۶) اس کے گھرانے میں بادشاہوں کی بیٹیوں کا آنا (۱۷) ہدایا اور تحائف کا آنا (۱۸) اولاد کا بجائے باپ کے سردار اور حاکم ہونا (۱۹) تمام پشتوں میں قرناً بعد قرنٍ اور نسلاً بعد نسلٍ اس کا ذکر باقی رہنا (۲۰) ابدالآباد تک لوگوں کا اس کی ستائش کرنا۔

اہلِ اسلام کے نزدیک اس بشارت کا مصداق صادق مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ یہود کے نزدیک داؤد علیہ السّلام کے بعد سے اب تک کوئی نبی ان صفات کے ساتھ موصوف ہو کر ظاہر نہیں ہوا اور نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مراد ہیں مگر اہلِ اسلام کا دعویٰ کہ اس بشارت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں یہی حق ہے اس لئے کہ جو اوصاف اس بشارت میں مذکور ہیں وہ صرف نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم ہی پر صادق ہیں۔

(۱) بادشاہت کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شمس فی نصف النہار سے زائد جلی اور روشن ہے۔ حق تعالےٰ شانہ نے آپ کو دین و دنیا دونوں کی بادشاہی عطا فرمائی — احکامِ خداوندی کو بادشاہوں کی طرح جاری فرمایا۔ جس طرح نصاریٰ کے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام یہود لعنہم اللہ تعالےٰ سے مقہور و مجبور رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجبور نہ تھے۔ آپ نے تو یہود کو ان کے قلعوں سے باہر نکال ڈالا اور ان میں کے مجرمین کو تہِ تیغ کیا گیا۔ الحاصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ تمام انبیاء و رسل سے افضل اور برتر تھے۔ نہ کسی رسول کو قرآن کریم جیسی معجز کتاب عطا کی گئی اور نہ کسی کو آپ جیسی کامل و مکمل شریعت عطا کی گئی کہ فلاح دارین اور نجات اور بہبود کی پوری پوری کفیل ہو جس نے عقائد و اعمال کی سنگین غلطیوں پر متنبہ کیا ہو۔ خدا تک پہنچنے کے لئے راستہ ایسا صاف کر دیا ہو کہ چلنے والوں کے لئے کوئی روڑا اٹکا نہ رکھا ہو۔ تہذیبِ اخلاق اور تدبیرِ منزل سیاست ملکیہ و مدنیہ کے لحاظ سے بھی نہایت کامل و مکمل ہو۔ غرض یہ کہ اس میں جامعیتِ کبریٰ کا وصف نمایاں ہو۔ ان تمام محاسن اور خوبیوں کا جامع صرف دین اسلام ہے۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پاس سے لائے۔ اور دنیا کو اسی طرف دعوت دی۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ط بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

یہی وہ کامل و مکمل دین ہے کہ اس کے طلوع ہوتے ہی سب ادیان و مذاہب

۔ بشائر النبیین۔

کے چراغ گل ہوگئے ؎

رات محفل میں ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
صبح کو جو خورشید نکلا تو مطلع صاف تھا

پس جس نبی کی کتاب تمام کتب الٰہیہ اور صحف سماویہ سے افضل ہو اور اسکی شریعت تمام شرائع اور ادیان سے بدرجہا برتر اور کامل اور اکمل ہو اور اس کے معجزات بھی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے بڑھے ہوئے ہوں اور اسکی امت بھی تمام امتوں سے علم اور عمل اعتقادات واخلاق مکارم وشمایل - تہذیب وتمدن - سیاست ملکیہ اور مدنیہ کے لحاظ سے فائق اور برتر ہو تو اس نبی کے سید الاولین والآخرین اور بادشاہ دوجہاں ہونے میں کیا کلام اور شبہ ہو سکتا ہے -

(۲) حسن وجمال میں آپ کا یہ حال تھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زاید کسی کو حسین اور خوبصورت نہیں دیکھا - گویا کہ آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں گھومتا ہے اور جب تبسم فرماتے تو دندانِ مبارک کی چمک دیواروں پر پڑتی -

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے - اگر وہ ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو دل کے ٹکڑے کر ڈالتیں -

(۳) اور آپ کا خوش بیان اور شیریں زبان اور فصیح اللسان ہونا سب کو تسلیم ہے آپ کے انفاس قدسیہ اور کلمات طیبات اس وقت تک باسانید صحیحہ وجیدہ محفوظ ہیں - جن سے آپ کی فصاحت وبلاغت اور شیریں زبانی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے -

(۴) اور آپ مبارک الی الدہر بھی ہیں - مشرق ومغرب - شمال وجنوب میں کروڑہا مسلمان نمازیں اور نماز کے بعد اور مختلف اوقات میں :

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ	اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جیسے آپ نے ابراہیمؑ اور ان کی

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥	آل پر برکت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ ستائش اور بڑی بزرگی والے ہیں۔

پڑھتے ہیں اس سے زائد اور کیا مبارک الی الدہر ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے جس کے لئے دنیا کے ہر گوشہ میں برکت کی دعا مانگی جاتی ہو۔

(۵) قوت میں آپ کا یہ حال تھا کہ رکانہ پہلوان کہ جو قوت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگل میں مل گیا اور یہ کہا کہ اگر آپ مجھ کو پچھاڑ دیں تو میں آپکو نبی برحق جانوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پچھاڑ دیا اس نے دوبارہ لڑنے کے لئے کہا آپ نے اس کو دوبارہ بھی پچھاڑ دیا اس کو بہت تعجب ہوا۔ آپ نے یہ ارشاد فرمایا اگر تو اللہ سے ڈرے اور میرا اتباع کرے تو اس سے زائد عجیب چیز دکھاؤں اس نے پوچھا کہ اس سے زائد کیا عجیب ہے۔ آپ نے ایک درخت کو بلایا۔ آپ کے بلاتے ہی آپ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ بعد ازاں یہ فرمایا کہ لوٹ جا سو وہ درخت یہ سن کر اپنی جگہ لوٹ گیا۔

(۶) اور آپ کا شمشیر بند اور صاحب جہاد ہونا بھی مسلم ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ شمشیر بند تھے اور نہ صاحب جہاد۔ اور بقول نصاریٰ ان میں اتنی قوت بھی نہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو یہود سے بچا سکتے۔

(۷) اور آپ صاحب حق وصداقت بھی تھے۔ کما قال تعالیٰ شانہٗ:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ط بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ ٥ (صافات) وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥ (سورۂ زمر)	خدا ہی نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اسکو تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو ناگوار گزرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاعر و مجنون نہیں بلکہ حق کو لے کر آئے ہیں اور انہوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی ہے اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اسکی تصدیق کی یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

ایک مرتبہ نضر بن الحارث نے قریش کو مخاطب بنا کر یہ کہا:

قد کان محمد فیکم غلاما حدثا ارضاکم فیکم واصدقکم حدیثا واعظمکم امانۃ، حتی اذا رأیتم فی صدغیہ الشیب وجاءکم بما جاءکم قلتم انہ ساحر لا واللہ ما ھو بساحر۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں نوجوان تھے۔ سب سے زائد پسندیدہ سب سے زائد سچے سب سے زائد امین۔ لیکن جب تم نے ان کے جانبین راس میں بڑھاپا دیکھا اور وہ تمہارے پاس یہ دین حق لے کر آئے تو تم انکو ساحر اور جادوگر کہنے لگے۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم وہ ساحر نہیں۔

اور ہرقل شاہ روم نے جب ابوسفیان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ دریافت کیا کہ تم نے کبھی اس کو متہم بالکذب کیا ہے تو اس پر ابوسفیان نے یہ جواب دیا کہ ہم نے ان سے کبھی کوئی کذب نہیں دیکھا۔

(۸) اور اقبال مند ہونا بھی ظاہر ہے اس لئے کہ حق تعالےٰ شانہ نے جیسا آپ کو اقبال عطا فرمایا۔ ایسا اقبال آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔

(۹) اور دائیں ہاتھ سے مہیب کام اور عجیب و غریب کرشمہ ظاہر ہونے سے، معجزہ شق قمر کی طرف اشارہ ہے ؎

چو دستش بر آہیخت شمشیر بیم
بہ معجز میانِ قمر زد دو نیم

اور علیٰ ہذا جنگ بدر اور جنگِ حنین میں ایک مٹھی خاک سے تمام مشرکین کو خیرہ کر دینا یہ بھی آپ کے دائیں ہاتھ کا مہیب کام تھا۔

(۱۰) تیر انداز ہونا بنی اسمٰعیل کا مشہور شعار ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

ارموا بنی اسمٰعیل فان اباکم کان رامیا۔

اے بنی اسمٰعیل تیر اندازی کیا کرو اس لئے کہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔

(اور دوسری حدیث میں ہے)

من تعلم الرمی ثم ترکہ

جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے

خلیس منا۔ وہ ہم میں سے نہیں ۔

(۱۱) اور لوگوں کا آپکے نیچے گرنا یعنی خلق اللہ کا آپ کے تابع ہونا۔ یہ بھی اظہر من الشمس ہے چندہی روز میں ہزاراں ہزار اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے۔ کما قال اللہ تعالےٰ :

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ
النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ
أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

جب اللہ کی نصرت اور فتح آچکی اور آپنے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تو اپنے رب کی تسبیح تحمید کیجئے اور استغفار پڑھئے بیشک خدا بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

(۱۲ و ۱۳) اور آپ کی شریعت ابدالآباد تک رہے گی چنانچہ قرآن کریم حسب وعدۂ الٰہی۔

۰ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ
إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

بیشک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ۔

تقریباً چودہ سو سال سے بالکل محفوظ چلا آتا ہے۔ بحمد اللہ اب تک ایک نقطہ اور ایک شوشہ میں بھی سر مو تفاوت نہیں آیا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ تاقیام قیامت اسی طرح رہے گا۔ اور یہود و نصاریٰ کو اپنی تورات وانجیل کا حال خوب معلوم ہے۔ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اور آپ کی سلطنت کا عصا راستی اور صداقت کا عصا ہے۔ ہمیشہ اس سے احقاق حق اور ابطال باطل ہوتا رہتا ہے۔

(۱۴) اور آپ صداقت کے دوست اور شرارت کے دشمن تھے۔ کما قال اللہ جل جلالہٗ۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۝

بے شک تمہارے پاس تم ہی سے ایسے رسول آگئے ہیں کہ جن پر تمہاری تکلیف شاق ہے تمہاری بھلائی کے لئے حریص ہیں مومنین پر نہایت شفیق اور مہربان ہیں۔ اے نبی کریم کفار و منافقین سے جنگ کیجئے اور ان پر سختی کیجئے ۔

اور آپ کی اُمّت کے یہ اوصاف ہیں :

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط

کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت مہربان مومنین پر نرم اور کافروں پر سخت ۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی بالکل پرواہ نہ کریں گے ۔

اور عجب نہیں کہ شرارت سے ابوجہل مراد ہو کہ جو سرتا پا شرارت تھا اور صداقت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہوں جو کہ سرتا پا صدق و صداقت تھے اور بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اہل تھے کہ ان کو خلیل و صدیق یعنی دوست بنایا جائے ۔

(۱۵) اور آپ کے کپڑوں سے خوشبو بھی آیا کرتی تھی ۔ حتیٰ کہ ایک عورت نے آپ کا پسینہ مبارک اس لئے جمع کیا کہ دلہن کے کپڑوں کو اس سے معطر کرے ۔

(۱۶) اور قرون اوّل میں بہت سی شہزادیں مسلمانوں کی خادم بنی ہیں چنانچہ شہربانو یزدجرد شاہ کسریٰ کی بیٹی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھی ۔

(۱۷) نجاشی شاہ حبشہ اور منذر بن ساوی شاہ بحرین اور شاہ عمان اور بہت سے امیر وکبیر آپ پر ایمان لائے ۔ اور آپ کے حلقہ بگوش بنے ۔ اور آپ کی خدمت میں سلاطین و امراء نے ہدایا بھیج کر تحفہ وسرفرازی حاصل کی ۔ چنانچہ مقوقس شاہ قبط نے آپ کی خدمت میں تین باندیاں اور ایک حبشی غلام اور ایک سفید خچر اور ایک سفید حمار اور ایک گھوڑا کچھ کپڑے بطور ہدیہ ، ارسال کئے ۔

(۱۸) اور آپ کے بعد قریش میں خلافت رہی ۔ آپ کی اولاد میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد میں بہت خلیفہ اور حکمران ہوئے ۔ حجاز ویمن ۔ مصر و شام و غیرہ وغیرہ میں حکومت و سلطنت پر فائز رہے ۔ اور قیامت کے قریب امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا جو امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے اور تمام روئے زمین کے خلیفہ ہوں گے ۔

(۱۹ و ۲۰) اور آپ کی ستائش و ذکر خیر بھی ابدالآباد تک رہے گا۔ ہر اذان میں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ بلند آواز سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ روزانہ پانچ مرتبہ کروڑہا مسلمان پکارتے ہیں۔ کوئی وعظ اور خطبہ ایسا نہیں کہ جس میں آپ کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ لیا جاتا ہو۔ محمدؐ اور احمد کے معنی ستودہ ہیں۔ اس بشارت کے شروع میں یَا اَحْمَدُ کا لفظ صراحتاً ذکر تھا۔ مگر حسد کی وجہ سے نکال دیا گیا۔ مگر تاہم یہ اوصاف تو سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر صادق نہیں آتے۔

نصاریٰ کے زعم و اعتقاد پر تو حضرت مسیح بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی طرح اس بشارت کا مصداق نہیں ہو سکتے اس لئے کہ نصاریٰ صحیفہ یسعیاہ علیہ السلام کے ترپنویں ۵۳ باب کو حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:

"ہمارے پیغام پر کون اعتقاد لایا۔ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا۔ اس کے ڈیل ڈول کی کچھ خوبی نہ تھی اور نہ کچھ رونق کہ ہم اُس پر نگاہ کریں اور کوئی نمائش بھی نہیں کہ ہم اس کے مشتاق ہوں وہ آدمیوں میں نہایت ذلیل وحقیر تھا۔ آہ"

اور پھر آیت پنجم میں ہے

"وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا آہ"

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ جب نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے تھے تو وہ اوصاف زبور کہ جو بالکل اس کی ضد ہیں کیسے مصداق ہو سکتے ہیں۔

ہمارے اعتقاد میں منجملہ دیگر تحریفات کے صحیفہ یسعیاہ علیہ السلام کا ترپنواں ۵۳ باب قطعاً و یقیناً الحاقی اور اختراعی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاشا ثم حاشا ہرگز ایسے نہ تھے۔ وہ تو دنیا اور آخرت میں وجیہہ (آبرو اور عزت والے) اور خدا کے مقربین میں سے تھے لیکن بایں ہمہ اس بشارت کا مصداق حضرت عیسیٰؑ نہیں اس لئے کہ نہ آپ شمشیر بند اور تیر انداز رہے اور نہ آپکی شریعت تمام عالم کے واسطے عام تھی اور نہ حضرت عیسیٰؑ کے گھرانے میں کوئی شہزادی آئی کہ جو آپکی بیوی یا لونڈی بنتی۔ آپ نے تو سرے سے کوئی نکاح ہی نہیں کیا۔

ـــه قرآن کریم کے الفاظ "وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ" کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا نیز یہ کہ آپ کے کوئی باپ اور دادا نہ تھا۔ آپ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ ان وجوہ سے ناممکن ہے اس بشارت کا انطباق کسی طرح سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر کیا جاسکے۔

الغرض

اس طرح کی اور سیکڑوں بشارتیں تورات و انجیل میں موجود ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ صرف یہ کہ نبوت و بعثت ہی کی خبر دی گئی ہو بلکہ آپ کے کمالات و خصوصیات اور وہ خاص خاص احوال بھی جن کے باعث آپ کی ذات اقدس تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے درمیان ایک خصوصی فضیلت و شرف اور برتری رکھتی ہے نہایت ہی وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ علماء اہلِ کتاب آپ کی معرفت پہلے ہی سے رکھتے تھے۔ چنانچہ جو بھی ان حضرات میں سے اخلاص اور طلب ہدایت کے ارادہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا وہ پہلی نظر پڑتے ہی یقین کر لیتا تھا کہ یہ اسی پیغمبر برحق کا چہرہ ہے جو تورات و انجیل میں مکتوب ہے۔

زمانۂ نبوت و بعثت ہی نہیں بلکہ اس زمانے سے بہت پہلے جن انصاف پسند اور صاحب فہم علماء اہل کتاب کی نظریں آپ پر پڑیں۔ انھوں نے اسی وقت ان تمام فضائل و کمالات اور سید الانبیاء والمرسلین ہونے کی گواہی دیدی۔ چنانچہ جامع ترمذی۔ باب بدء النبوت میں بحیرا راہب کا آپ کی طرف بے اختیار متوجہ و مائل ہونا اور دیکھتے ہی ان تمام باتوں کی شہادت دینا مذکور ہے۔ جبکہ آپ کی عمر بارہ سال تھی اور اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے۔ یہ قافلہ جب اس راہب کے صومعہ (گرجا) کے قریب اترا تو اس نے آپ کی صورت دیکھتے ہی پہچان لیا۔ وہ فوراً آپ کے قریب آیا۔ حالانکہ کبھی وہ کسی کی طرف التفات بھی نہ کرتا تھا اور سب پر متجسانہ نظریں ڈالتے ہوئے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا:

هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ	یہی ہے سردار جہانوں کا یہی ہے رسول رب
يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً	العالمین کا جس کو خداوند عالم تمام جہانوں

للعالمین " کے واسطے رحمت بناکر بھیجے گا۔

قریش کے سردار دریافت کرنے لگے کہ آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی۔ راہب نے جواب دیا کہ جس وقت آپ سب لوگ گھاٹی سے نکلے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا باقی نہیں تھا جس نے سجدہ نہ کیا اور یہ شجر و حجر نبی کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ میں آپؐ کو اس مہر نبوت کے ذریعہ سے بھی پہچانتا ہوں جو ایک سیب کے مشابہ آپؐ کے شانے کے نیچے واقع ہے۔ چنانچہ حضورؐ کے شانہ مبارک سے چادر ہٹا کر اس مہر نبوت کو دیکھا اور ان لوگوں کو بھی دکھایا اور محض آپ کی ہی وجہ سے تمام قافلہ کے لئے کھانا تیار کرایا کھانے کے وقت آپ موجود نہ تھے اونٹوں کو لیکر جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے۔ آپ جب تشریف لائے تو پہلے سے تمام لوگ درخت کے سایہ میں بیٹھ چکے تھے اور کوئی جگہ سائے کی باقی نہ تھی جس کی وجہ سے آپ کو دھوپ میں بیٹھنا پڑا۔ مگر آپ کا بیٹھنا تھا کہ وہ درخت آپ کی جانب جھک گیا جس کی وجہ سے فوراً آپ پر سایہ ہوگیا۔ راہب نے اپنے دعوے کی تصدیق کے طور پر تمام حاضرین کو اسکی طرف متوجہ کیا اور کہا دیکھو یہ درخت کس طرح آپ کی طرف مائل ہوگیا ہے اور جس وقت آپ تشریف لا رہے تھے تو راہب نے دیکھا کہ ایک ابر آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔

راہب چونکہ یقین کامل کر چکا تھا کہ یہی نبی آخر الزماں ہیں۔ جن کی بشارتیں کتب سماویہ میں موجود ہیں اس وجہ سے کھڑے ہو کر حاضرین کو قسمیں دینے لگا اور کہا کہ آپ لوگ ان کو روم کی طرف ہرگز نہ لے جائیں۔ رومی اگر ان کو دیکھ لیں گے تو دیکھتے ہی صفات و علامات سے پہچان لیں گے اور عداوت و دشمنی کی وجہ سے قتل کر ڈالیں گے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ راہب کی اچانک نظر پڑی۔ دیکھا کہ روم کے سات آدمی کسی کی تلاش میں اسی طرف آ رہے ہیں۔ راہب انکی طرف متوجہ ہوا اور دریافت کیا کہ تم لوگ کس کی تلاش میں نکلے ہوئے ہو۔

رومیوں نے کہا ہم اس نبی کی تلاش میں نکلے ہیں جس کی توریت و انجیل میں بشارت مذکور ہے کہ وہ اس مہینہ میں سفر کے لئے نکلنے والا ہے۔ ہر طرف ہم نے اپنے آدمی

دوڑا دیئے ہیں۔

راہب نے کہا اچھا یہ بتاؤ جس شئی کا خداوند ذوالجلال نے ارادہ کرلیا ہو۔ کیا اس کو کوئی رد کرسکتا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں۔

اس کے بعد رومیوں نے بحیرا راہب سے عہد کیا کہ اب ہم اس کے درپے نہ ہوں گے اور انھوں نے اسی راہب کے پاس قیام کرلیا۔

راہب نے دریافت کیا کہ ان کا ولی کون ہے اور اس بات پر مجبور کیا کہ انکو مکہ مکرمہ واپس بھیجدیں چنانچہ ابوطالب نے آپ کو واپس بھیج دیا۔ راہب نے آپؐ کے ناشتہ کیلئے روٹی اور زیتون کا تیل ساتھ کردیا۔

سیرت کے اس معروف و مسلم واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کی معرفت اس درجہ اہل کتاب کو حاصل تھی کہ نبوت سے برسوں قبل کے احوال سفر اور یہ بھی جانتے تھے کہ کس زمانے میں کہاں کا سفر کرلیا تھے۔ جس پیغمبر کی پیغمبری سے اٹھائیس سال پہلے اہل کتاب اس قدر معرفت تامہ رکھتے ہوں کیسے ممکن ہے کہ آپؐ کی بعثت نبوت کے بعد آپ کو نہ پہچانیں

اسی طرح کی ایک اور شہادت نسطورا راہب کی سیرت کی روایات میں مذکور ہے۔ وہ بھی نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے جبکہ آپؐ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت ان کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کی طرف لے جا رہے تھے۔ مقام بُصریٰ پر پہنچے تو ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ وہاں نسطورا راہب رہتا تھا۔ وہ آپؐ کو دیکھتے ہی آپؐ کی طرف آیا اور آپؐ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ عیسیٰ بن مریم کے بعد سے اب تک اس جگہ آپؐ کے سوا کوئی نبی نہیں اترا۔ پھر میسرہ سے کہا کہ انکی آنکھوں میں یہ سرخی ہے۔ میسرہ نے کہا کہ یہ سرخی آپ کی آنکھ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔

یہ سن کر راہب فوراً بولا۔

هُوَ هُوَ وَهُوَ نَبِيٌّ وَهُوَ آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ۔

(کہ یہ تو وہی ہیں جن کی بشارت تورات وانجیل میں ہے) اور یہ بے شک نبی ہیں۔ اور اللہ کے پیغمبروں کے

آخری پیغمبر ہیں ۔

میسرہ یہ بھی کہتے ہیں اس سفر میں یہ بھی میں نے دیکھا کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی کی شدت ہوتی تو دیکھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ کر لیتے ۔

جب آپ شام سے واپس مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو دوپہر کا وقت تھا اور دو فرشتے آپ پر سایہ کئے ہوئے تھے ۔ حضرت خدیجہ نے بالاخانہ سے جب آپ کو اس شان سے آتے ہوئے دیکھا تو قریب کی تمام عورتوں کو یہ منظر دکھایا ۔

ایک یہودی عالم کا خوب پرکھنے اور عملی تجربہ کر لینے کے بعد آپکی نبوّت پہچاننا اور آپ پر ایمان لانا

بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت بیان کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم کے کچھ دینار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ تجھ کو دوں۔ وہ بولا تو پھر میں اے محمد تم سے جدا نہ ہوں گا تاوقتیکہ تم مجھ کو میرا قرض نہ دیدو۔ آپ نے فرمایا تو میں تیرے ساتھ یہاں بیٹھا ہوں وہ یہودی آپ کے ساتھ بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی۔ پھر عصر کا وقت ہوا تو عصر کی نماز پڑھ لی یہاں تک کہ مغرب اور عشار کی بھی۔ اور وہ آپ کے ہی ساتھ بیٹھا رہا۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور صبح کی نماز بھی آپ نے پڑھ لی۔

اس یہودی کے اس طرح ساتھ لگے رہنے سے صحابہؓ کو گرانی ہوئی اور اس کو ڈانٹنے لگے کہ ایسا غلط اور نازیبا طریقہ کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہودی کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ صحابہؓ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ایک یہودی شخص آپ کو روکے ہوئے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھ کو منع کیا ہے اس بات سے کہ میں کسی معاہد یا غیر معاہد پر ظلم کروں۔ غرض جب دن بلند ہوگیا تو یہودی نے کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اور کہا کہ میرا آدھا مال اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ آگاہ ہو جاؤ میں نے یہ کام جو کچھ کیا کسی وجہ سے نہیں، بجز اس کے کہ میں آپکی ان صفات کو دیکھ لوں جو توارت میں مذکور ہیں۔ اس میں یہ ہے۔ (وہ پیغمبر) محمد بن عبداللہ جن کا وطن مکہ اور ہجرت گاہ طیبہ ہے (مدینہ منورہ) اور ان کا ملک علاقہ شام ہے۔ نہ سخت مزاج اور سخت دل ہیں اور نہ بازاروں میں چلّانے والے ہیں نہ متصف ہیں کسی بری چیز کے ساتھ اور نہ فحش بات کہنے والے ہیں۔ "اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله" گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔

اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

ایک یہودی عالم نے خوب پرکھ کر اور تجربہ کرنے کے بعد آپ کی نبوت کو پہچانا اور پھر اس بات کی گواہی دی۔ اگرچہ یہ روایت اہل اسلام کے ذخیرۂ حدیث میں بیان کردہ ایک حدیث ہے۔ لیکن بہرکیف جس وقت یہ اعلان ایک یہودی عالم کا ہوا تو علمار تورات اور اہل کتاب کے متبحر راہب دنیا میں موجود تھے۔ اگر یہ بات حقیقت کے خلاف ہوتی تو تاریخ ضرور بالضرور اس چیز کو نقل کرتی کہ ایک یہودی عالم کی طرف سے بیان کردہ یہ بات غلط ہے اور اس تاثر کا جواب یہ ہے۔ لیکن گذشتہ کسی دور میں تو اسکی کیا نظیر ملے گی۔

آج بھی کسی کو قدرت نہیں کہ حدیث کے بیان کردہ اس امر کو رد کر سکے۔ ظاہر ہے کہ تورات وانجیل میں تحریفات کے ثبوت کے بعد عقلی طور پر اس امر کی قدرت ہی نہیں ہو سکتی چنانچہ تورات وانجیل کی بیان کردہ وہ بشارت اس مضمون کی تائید کر رہی ہے جو آج بھی بائبل میں موجود ہے۔ اور ان بے شمار تحریفات کے ثبوت کے بعد اس عبارت میں نام نہ ہونے کا عذر قابل التفات نہ ہو سکے گا۔ جبکہ بشارتوں کے تمام مضامین کا صرف آپ ہی کی ذات پر منطبق ہونا ممکن ہے لہٰذا یہ بات اصول طور پر واضح ہو گئی ہے کہ تمام اہل کتاب پر خواہ وہ یہودی ہوں یا نصرانی ہوں اپنی اپنی کتابوں اور اپنے پیغمبروں کی ہدایات کے مطابق عمل کرنے کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ آنحضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اگر ایمان نہیں لاتے تو وہ لوگ پہلے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے منکر و کافر ہیں۔ اور پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

وَاللّٰہُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط

مذہب کے قابل اعتبار ہونے کے بنیادی اصول

یہ بات محتاج وضاحت نہیں ہے کہ مذہب انسانی زندگی کا سب سے زائد اہم اور مقدس پہلو ہے۔ اس بنا پر یہ ممکن نہیں ہے کہ ایسے عظیم اور مقدس شعبۂ زندگی کے لئے کوئی بنیاد اور معیار نہ ہو جس سے عقلاً و فطرۃً اس کی حقانیت سمجھی جاسکے۔ مثلاً ایک ایسا شخص جو کسی مذہب سے تعلق نہ رکھتا ہو اور اس کو اس کی طرف دعوت دیجائے کہ وہ خالق کائنات کی اطاعت و فرمانبرداری کے واسطے کوئی طریق زندگی اختیار کرے تو ظاہر ہے کہ اس کا قلب کسی ایسے ہی مذہب کو قبول کر سکتا ہے جو جامع[۱] بھی ہو۔ محفوظ[۲] بھی ہو۔ معقول[۳] بھی ہو۔ اور مقبول[۴] بھی تو اس مذہب کی جامعیت، حفاظت، معقولیت اور مقبولیت اس کو آمادہ کرے گی کہ وہ اس مذہب کا متبع اور فرمانبردار ہو جائے۔ اور جس وقت اس کے سامنے متعدد مذاہب پیش کئے جائیں گے تو اگران اوصاف میں وہ متعدد مذاہب مشترک بھی ہوتے تو بھی وہ یہ جانچے گا کہ یہ اوصاف کس میں زائد ہیں۔ اور جس مذہب میں یہ خوبیاں علی وجہ الاکمل پائی جائیں گی لامحالہ وہ اسی کو اختیار کرے گا

تو اس معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے بلا کسی تامل کے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اوصاف قرآن اور اسلام کے علاوہ نہ یہودیت میں ہیں اور نہ نصرانیت میں۔ جامعیت میں تو قرآن کریم کے ساتھ دوسری آسمانی کتابوں اور صحیفوں کا حال معلوم ہو چکا کہ بہت سے صحیفوں میں صرف ایک آدھ کوئی قصہ ہے کسی میں صرف تحمید و تسبیح اور مناجات مع اللہ ہے تو کسی میں صرف چند عقائد کا بیان ہے اور اگر کسی میں اللہ کی معرفت کے کچھ مضامین ہیں تو کسی میں چند احکام غزوات اور حدود و قصاص مذکور ہیں۔ مگر اس کے بالمقابل قرآن کریم کی جامعیت کی کوئی حد و نہایت نہیں کہ انسانی زندگی کے جملہ شعبوں کو بتمام و کمال محیط ہے۔ طہارت سے لے کر عدالت اور عبادات و عقائد سے لے کر معاشرت و اخلاق تک کے جملہ اصول ایسی تفصیل و جامعیت سے موجود ہیں کہ تمام عالم کے واسطے قیامت تک آنے والی نسلوں کو کافی و وافی اور شافی ہے۔ جس قرآن میں وہ اصول و ضوابط ہیں۔ عالم دنیا میں کوئی نیا

پیش آنے والا واقعہ ایسا نہیں ہو سکتا اس کا حکم ان اصول کے ذریعہ معلوم نہ کیا جا سکے۔

اسی طرح حفاظت کا وصف قرآن کریم میں ایک ایسے مقام پر پہونچا ہوا ہے کہ کسی بھی کتاب آسمانی کو اس کے بالمقابل پیش کرنا قابل تصور معلوم نہیں ہوتا۔ کہاں یہ توریت وانجیل جن میں تحریفات کی کوئی حد وانتہا نہیں حتی کہ اہل کتاب (درعلیہ) کے پادری تک بھی ان تحریفات . . . . کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آخر کہاں تک یہ کہتے رہیئے کہ یہ سہو کاتب ہے یہ بھی سہو کاتب ہے[1] پادری فنڈر نے مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد میں ایک لاکھ سے زائد تسلیم کئے ہیں چنانچہ صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں کہ اور ڈاکٹر گریساخ نے ایسے غلط مقامات تین سو پچیس نسخوں کا مقابلہ کرنے سے ڈیڑھ لاکھ شمار کئے اور انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ بیان سکریچر میں لکھا ہے کہ فاضل ڈسلیٹن نے ایسے مقامات دس لاکھ سے زائد گنے ہیں[1]۔ مگر اس کے بالمقابل قرآن کریم کہ امت کے سینوں میں اسکا محفوظ ہونا خود ایک معجزہ ہے کہ زمانہ نزول سے لیکر آج تک اس طرح محفوظ ہے کہ ایک زبر اور زیر کا بھی فرق نہیں آیا اس وقت بھی روئے زمین پر لاکھوں حفاظ قرآن کریم کے موجود ہیں جو صدور هم اناجیلهم[2] کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ جبکہ کسی ایک انجیل کا کوئی ایک پادری بھی کچا پکا حافظ نہیں ہے۔ تمام انجیلیں یا کوئی ایک انجیل تو در کنار انجیل کے ایک باب کا بھی کوئی حافظ آج تک نہیں دیکھا گیا۔ تو شان حفاظت میں توریت وانجیل کا اس قرآن کریم سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے جو آج بھی مسلمانوں کے الواح قلوب پر اسی طرح نقش ہے جس طرح کہ اللہ کے پاس وہ لوح محفوظ میں تھا۔ تو گویا یہ کلام الٰہی لوح محفوظ سے آثار کر امت کے سینوں میں اور ان کے الواح قلوب میں محفوظ کر دیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

"بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ"

جو انشاء اللہ[3] اسی طرح قیامت تک باقی رہے گا۔

---

[1] بحوالہ مقدمہ تفسیر حقانی ص ۵۷

[2] امت محمدیہ کی علامات میں سے ایک علامت جو انبیاء سابقین سے منقول ہے کہ ان کے سینے انکی انجیلیں ہونگی۔

[3] ہندوستان میں جب انگریزوں کا تسلط ہوا اور یورپ کے پادری ہندوستان پہنچے تو انھوں نے عام مسلمانوں اور تاجروں اور اہل مکاتب سے قرآن شریف کے نسخے

(بقیہ ص ۶۱ پر)

علیٰ ہذا القیاس مقبولیت میں بھی اسلام اور قرآن کے برابر دنیا میں نہ کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اسلام کو حق تعالیٰ نے وہ مقبولیت عطا کی ہے کہ تاریخ عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ ہجرت کے صرف دس سال بعد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر حجۃ الوداع میں ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ سے زائد تھے۔ نہ صرف یہ کہ عرب ہی آپ کی فتوحات سے حلقہ بگوش اسلام ہو چکا ہو بلکہ عرب سے باہر بھی اسلام تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔

خلفائے راشدین کے دور خلافت کے صرف پچیس سالہ عرصہ میں پرچم اسلام عرب سے لے کر اسپین تک اور دوسری طرف سندھ اور سمرقند تک لہرا رہا تھا۔ جبکہ بائیبل یہ بتاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے اور ان میں ایک وہ بھی تھا جس نے چند درہم رشوت لے کر حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کرایا اور صولی پر لٹکوایا جیسے کہ نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہے (جو اپنے خداوند یا خدا کے بیٹے کے بارے میں قائم کئے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ اسلام کی خوبی ہے اس نے اس غلط

بقیہ حاشیہ۔ نہایت گراں قیمت پر خریدنے شروع کر دیئے۔ بلکہ ایک ایک قصبہ اور گاؤں پھرنے لگے اور کئی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ فرماتے ہیں۔ میرے ایک دوست نے کسی پادری سے دریافت کیا کہ آپ لوگ اس قدر زائد مقدار میں قرآن شریف کے نسخے کس لئے خرید رہے ہیں۔ اس پادری نے انکو مجبوراً نہایت رازدارانہ طریق پر یہ بتایا کہ ہمارے مشن کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں سے قرآن کے تمام نسخے خرید لئے جائیں پھر جب وہ نایاب ہو جائیں تو لندن سے قرآن کے مختلف نسخے طبع کر کے بھیجے جائیں جن میں تحریف کر دی جائے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں بڑا اختلاف پڑ جائے گا۔ اور اس راستے سے ہم کو دین مسیحی کے پھیلانے کا موقعہ ہاتھ آجائے گا۔ اس نے اس پادری سے کہا کہ یہ تم لوگوں کا ایک خبط ہے تمہیں خبر نہیں کہ ہندوستان کا کوئی شہر اور قصبہ دیہات اس سے خالی نہیں وہاں قرآن کے حفاظ موجود نہ ہوں۔ اگر تم دنیا بھر کے نسخے بھی خرید لو گے تب بھی تم اپنی اس تدبیر میں کامیاب نہ ہو سکو گے کیونکہ اوراق پر لکھے ہوئے میں رد و بدل کر سکتے ہو لیکن جو حافظوں کے سینوں میں ہے تم اس کا کیا کرو گے اس جواب پر اسکو حقیقت سمجھ میں آئی اور مزید خریداری بند کی ۔۱۲۔ حاشیہ مقدمہ تفسیر حقانی ج ا ص ۶۲۔

اعتقاد کا رد کرتے ہوئے صاف اعلان کر دیا ہے کہ یہودیوں نے نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ انکو سولی دی بلکہ انکو تو اللہ نے اٹھالیا" آسمانوں" پر۔ یہ موضوع علیحدہ محتاج، تفصیل ہے جس کے لئے انشاء اللہ ایک مستقل رسالے میں کچھ تفصیلات ہدیہ ناظرین کی جائیں گی؎
بہرکیف اسلام کی مقبولیت کے سامنے ایسے مذہب کی مقبولیت کا کیا مقام ہو سکتا ہو خود جسکی مذہبی کتاب اپنے متبعین اور مخلصین کے یہ اعداد و شمار ظاہر کر رہی ہو۔اسی طرح معقولیت کا وصف بھی اہل کتاب کی تحریفات اور اپنے دین کو مسخ کرکے توحید وہدایت کی جگہ تثلیث و الوہیت مسیح اور ابنیت جیسے مشرکانہ اور گمراہ کن اعتقادات قائم کر دینے کی وجہ سے ختم ہو گیا ظاہر ہے کہ یہ سب باتیں وہ ہیں جو کسی بھی صاحب فہم کی سمجھ میں نہیں آسکتیں جس کی قدرے تفصیل آئندہ سطور میں قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں گے۔اس کے بالمقابل قرآن اور اسلام کا ہر حکم دلائل عقلیہ کے ساتھ مدلل ہے اور ہر ہر بات میں اسرار اور حکمتوں کے ڈھیر موجود ہیں۔
غرض عقلی اور فطری طور پر اسلام کے بعد کسی اور مذہب میں قابل اعتبار ہونے کا وصف مفقود ہے۔اس لئے انسان جس کسی معیار سے بھی مذہب کو پرکھے گا ہر معیار سے انشاء اللہ اسلام ہی حق مذہب نظر آئے گا۔(اور اگر ہمارے اس دعوے میں کسی کو تردد ہو تو وہ اس کے بالمقابل کوئی برہان و دلیل پیش کرکے دکھائے۔)

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

؎ خداوند عالم جلد ہی اسکی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شریعت محمدیہ کا شریعت موسویہ اور شریعت عیسویہ سے تقابل

چند گذشتہ کلمات سے یہ بات اصولی طور پر معلوم ہوگئی کہ تمام ادیان اور شرائع میں صرف شریعت محمدیہ ہی ایسی شریعت ہے جس میں قبولیت کا معیار ہر طرح سے کامل طریقہ پر پایا جا رہا ہے۔ اس حیثیت سے یہ دعویٰ صحیح ہے کہ نجات اور کامیابی کا راستہ اب بجز اسلام کے اور کوئی نہیں۔

بیان کردہ امور کے علاوہ شریعت محمدیہ کے افضل الشرائع اور اکمل الملل ہونے کی یہ بھی دلیل ہے کہ اس کے تمام اصول وقوانین عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے عین مطابق ہیں۔ اس کا ہر قانون مدلل ہے اور اس کا ہر حکم دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے مبرہن ومحکم ہے۔ بخلاف یہود و نصاریٰ کے ان کے پاس کوئی عقلی دلیل اور نہ دلیل نقلی۔ محض اپنے آباؤ اجداد کی کورانہ تقلید ہے۔ چنانچہ بائیبل میں خداوند قدوس کی ذات وصفات کے متعلق اور حضرات انبیاء ومرسلین اور ملائکہ کے متعلق ایسے مضامین ہیں کہ جن کے محال وباطل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا مثلاً العیاذ باللہ خدا تعالیٰ کا انسان کو پیدا کر کے پچھتانا اور دلگیر ہونا اور آدم کے ہمیشہ زندہ رہنے سے خدا کو خوف اور اندیشہ کا لاحق ہونا۔ خدا تعالےٰ کا حضرت یعقوب علیہ السلام سے رات بھر کشتی لڑتے رہنا اور مثلاً حضرات انبیاء کا شراب پینا، جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، زنا وبدکاری شرک وبت پرستی وغیرہ وغیرہ اور اسی قسم کے وہ مضامین جو عہد عتیق میں مذکور ہیں جس کو یہود الہامی کتاب کہتے ہیں بھلا کون شخص دنیا میں ادنیٰ بھی فہم رکھنے والا اس قسم کے مضامین کو ایک لمحہ کے لئے خداوند قدوس اور اس کے پیغمبروں کے بارے میں تصور کرسکتا ہے۔

نصاریٰ کی شریعت کا بھی حال اس سے کچھ کم نہیں۔ مسیحی شریعت کے بنیادی اصول دو ہیں ایک مسئلہ تثلیث اور دوسرا مسئلہ کفارہ۔

پہلے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک تین ہیں اور تین ایک ہیں۔ اور دوسرے

مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ بندوں کے گناہوں کی سزا میں ایک بے گناہ معصوم کو پھانسی دے دیجائے۔ اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب اور پیارے بیٹے کو دنیا کے تمام زانیوں شرابیوں چوروں اور بدکاروں کے کفارے میں پھانسی دلوادی۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ؂

عقلی حیثیت سے ان دو بنیادی اصولوں کا جو درجہ ہے وہ محتاج بیان نہیں جب بنیادی اصول کا یہ حال ہے تو باقی شریعت کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔ علماء نصاریٰ خود بھی اس فلسفے کو سمجھانے سے قاصر ہیں۔ چنانچہ پادری سیل نے ترجمۂ قرآن میں یہ وصیت کی ہے کہ جو مسائل ہمارے مذہب میں خلاف عقل ہیں ان کا مسلمانوں کے سامنے ذکر نہ کرنا مسلمان احمق نہیں ہیں جو تم ان پر ان کے خلاف عقلی مسائل کو پیش کر کے غالب آجاؤ ؂

نیز ۲ شریعت محمدیہ کے افضل اور برتر ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ یہ شریعت تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا لباب اور خلاصہ ہے اور تمام حکماء کی حکمتوں کا نچوڑ اور جوہر ہے مزید برآں اس میں ایسے محاسن اور خوبیاں ہیں جن کے باعث انسان دین و دنیا کی ہر خیر اور سعادت سے بہرہ ور ہو سکتا ہے اور ہر شر و برائی سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔

نیز ۳ یہ کہ شریعت محمدیہ کا ہر حکم نہایت ہی اعتدال اور توسط کے مقام پر واقع ہوا ہے۔ اس میں افراط و تفریط کا ذرہ برابر نام و نشان نہیں۔ نہ تو شریعت موسویہ کی طرح اس میں شدت و سختی ہے اور نہ شریعت عیسویہ کی طرح انتہائی تخفیف و سہولت ہے کہ نہ عملی کوئی پابندی ہو اور نہ کسی کوتاہی پر دارو گیر اور نکیر ہو۔

نیز ۴ یہ کہ شریعت محمدیہ سے پیشتر جس قدر شریعتیں گذری ہیں وہ تمام شریعتیں خاص وقت اور خاص زمانے کے ساتھ محدود و موقت اور قوم کے ساتھ مخصوص رہی ہیں مگر شریعت محمدیہ ایک دائمی اور ابدی شریعت ہے جو تمام عالم کے لئے قیامت تک کے واسطے نازل کی گئی ہے۔ یہی مطلب ہے حضرت مسیح کے اس فرمان کا۔

"میں باپ سے درخواست کرونگا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بھیجے کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶)

؂ اسلام اور نصرانیت ۱۲

؂ تفسیر حقانی۔

اور قدیم نسخوں میں مددگار کے بجائے فارقلیط کا لفظ ہے جس کی تفصیل گذر چکی۔

نیز۵ یہ کہ شریعت محمدیہ صدر اول سے لے کر آج تک برابر محفوظ ہے، اس شان کے ساتھ کہ ہر ایک حکم دلیل و برہان اور اپنی پوری تفصیل و تنقیح کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے بالمقابل اہل کتاب کے ہاتھ میں جو شریعت ہے وہ نہ محفوظ ہے اور نہ قابل وثوق و اعتماد جن کا زمانۂ تصنیف بھی مجہول اور مصنفین بھی مجہول ظاہر ہے کہ ایسی مجہول چیز کا پسند کرنا کسی مجہول قوم کے لئے ہی زیب دیتا ہے۔ اہل کتاب تو اللہ کے فضل سے علم اور فہم رکھنے والی قوم ہے ان کو چاہیئے کہ وہ ایسی واضح اور معلوم اور مدلل و محکم کتاب و ہدایت کی طرف رجوع کریں جس کا ہر لفظ محفوظ اور ثابت اور جس شریعت کا ہر حکم معقول و مدلل ہے۔

نیز۶ یہ کہ مذہب اسلام نے عالم ظہور میں قدم رکھتے ہی جس سرعت و تیزی کے ساتھ دنیا پر اپنی صداقت و حقانیت کا سکہ جمایا اس کی نظیر دنیا کا کوئی بھی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ دنیا میں اسلام کی صداقت و حقانیت پھیلنے کے دو سلسلے ہیں ایک مذہبی اور دینی نشر و اشاعت اور دوسرا ملکی فتوحات۔ مذہب اسلام کیا تھا؟ گویا ایک آفتاب عالم تاب تھا کہ فاران کی پہاڑیوں سے طلوع ہوتے ہی اس نے اپنی شعاعوں سے تمام عالم کو منور کر دیا اور اس کے انوار و تجلیات سے روئے زمین جگمگا اٹھی ملکی فتوحات کو دیکھئے تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک سیلاب عظیم تھا جس کے سامنے قیصر و کسریٰ کی عظیم اور طاقت ور سلطنتیں بھی خس و خاشاک بن گئیں اور چند ہی سالوں میں تمام دنیائے اسلام کے زیر نگیں آگئیں اور حضرت داؤد و سلیمان اور ذوالقرنین کی خلافت و سلطنت اور عزت و شوکت کا دور عالم میں قائم کر دیا۔

اور دنیا کی نظروں کے سامنے توریت سفر استثناء باب ۳۳ کی یہ بشارت "خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا" حقیقت بن کر آگئی۔

ان سب باتوں سے بڑھ کر اسلام کی برتری اور فضیلت کا یہ معیار ہے کہ اسلام نے حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق نفس اور تہذیب اخلاق و معاشرت کی مکمل تعلیم پیش کی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہی مذہب جامع اور کامل ہو سکتا ہے جس میں حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق نفس کی پوری رعایت اور اس کے متعلق جملہ ہدایات ہوں۔ جو مذہب ان پہلوؤں سے خالی یا ناقص

ہو وہ انسانی زندگی کے لئے کامل رہنمائی نہیں کرسکتا۔ یہود نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ یا عین خدا یا ثالث ثلٰثۃ کا اعتقاد اختیار کرکے خداوند عالم کی تسبیح وتقدیس اور تنزیہہ کا کیا حق ادا کردیا؟ جس مذہب میں رہبانیت (ترک نکاح وعلائق دنیویہ) یا اپنے اعضا ہاتھ پاؤں کا مفلوج وبے کار کرڈالنا، ناخن اور بالوں کا بڑھالینا عبادت ہو وہ مذہب نفس انسانی کے کیا حقوق ادا کرسکتا ہے اور جو مذہب دنیا بھر کے گناہ گاروں زانیوں اور بدکاروں کے بدلے ایک معصوم کو قتل کرنا اور سولی پر لٹکوا دینا جائز رکھتا ہو بلکہ اس کو جزو اعتقاد قرار دیتا ہو وہ مذہب کیا حقوق العباد ادا کرسکتا ہے۔

بحمد اللہ شریعت اسلامیہ میں ہر حق کامل ومکمل طور پر ادا ہو رہا ہے۔ خدا کی توحید کبریائی تحمید وتمجید اور تسبیح وتنزیہہ ایسی کہ اس کی کوئی حد وانتہا نہیں۔ حقوق العباد کی اس قدر حفاظت کہ اعلان نبوی:

"الا ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا"

کہ خبردار ہو جاؤ اے مسلمانو! بے شک تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر ایسی ہی واجب الاحترام ہیں جس طرح کہ تمہارے اس محترم مہینہ ذوالحجۃ الحرام اور تمہاری اس محترم ومقدس سرزمین بلدۃ الحرام مکہ مکرمہ میں ہے۔

جان ومال اور آبروؤں کے تحفظ کا یہ قانون مذہب کے اس شعبہ کے کمال وعظمت کو بخوبی نمایاں کررہا ہے۔

بہرکیف یہ چند وجوہ اور اصول یہودیت ونصرانیت کے بالمقابل اسلام کی عظمت و برتری کو سمجھنے کے واسطے کافی ہیں۔

قارئین کرام کو اگر تفصیل درکار ہے تو قبلہ والد محترم کا اس موضوع پر تالیف فرمودہ رسالہ محاسن اسلام مطالعہ فرمائیں۔

سرورِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء

اور خاتم النبیین ہونے کا عقلی ثبوت

اس مقام پر ہم حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا ملخص ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو تحقیق اور تدقیق کا منتہیٰ اور گمراہوں کے لئے پیغام ہدایت اور نسخۂ شفاء ہے وھو ہٰذا۔

نبی میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے اوّل یہ کہ اخلاص اور محبت خداوندی ان کے رگ وپے میں اس درجہ جاری اور ساری ہو کہ ارادۂ معصیت کی گنجائش ہی نہ ہو سراپا اطاعت ہو ایک بات بھی ان میں خلاف مرضی خداوندی نہ ہو اور قلب میں ارادہ معصیت کی گنجائش ہی نہ ہونے کا نام عصمت اور معصومیت ہے اسی وجہ سے اہل اسلام حضرات انبیاء کو معصوم کہتے ہیں دنیا کے تقرب کے لئے سراپا اطاعت ہونا ضروری ہے۔ اپنے مخالفوں کو اپنی بارگاہ میں کون گھسنے دیتا ہے اور مسند قرب پر کون قدم رکھنے دیتا ہے لہٰذا منصب نبوت ورسالت کے لئے کہ جس سے بڑھ کر بارگاہ خداوندی میں کوئی تقرب کا مرتبہ نہیں معصومیت بدرجہ اولیٰ ضروری اور لازم ہوگی۔ لہٰذا مقربین بارگاہ خداوندی کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ ظاہراً اور باطناً، خداوند ذوالجلال کے مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ مگر چونکہ خداوند علیم وخبیر ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے اس کے علم میں غلطی ناممکن ہے۔ اس لئے انبیاء کرام منصب نبوت سے معزول نہیں ہوتے۔ حق تعالےٰ ایسے ہی لوگوں کو اپنا مقرب بناتا ہے جو ظاہراً و باطناً اس کے فرمانبردار ہوں بخلاف دنیا کے بادشاہوں کے ان کو فرمانبردار اور نافرمان کے سمجھنے میں بسا اوقات غلطی ہوتی ہے۔ آج کسی کو مطیع سمجھ کر اپنا وزیر ومشیر اور مقرب بناتے ہیں اور بعد میں جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل ہمارا مخالف ہے، تو اس کو معزول کر دیتے ہیں۔ دوم یہ کہ اخلاق حمیدہ اور پسندیدہ ہوں، سوم یہ کہ عقل اور فہم میں کامل اور یکتا ہوں کیونکہ اوّل تو بدفہمی

ے بحوالہ اسلام اور نصرانیت ۱۲۔

خود ایک ایسا عیب ہے کہ کیا کہئے ۔ دوسرے تقرب مقربین خود اس غرض سے ہوتا ہے کہ بات کہے تو سمجھ جائیں اور سمجھ کر خود بھی تعمیل کریں اور دوسروں سے بھی کرائیں ۔

الغرض نبوت کا مدار ان تین باتوں پر ہے ۔ نبوت معجزات پر موقوف نہیں بلکہ معجزات نبوت پر موقوف ہیں ۔ نبوت کے بعد عطا کیئے جاتے ہیں تاکہ عوام کو بھی انکی نبوت کا یقین آجائے اور معجزات نبی کے حق میں بمنزلہ سند اور دستاویز کے ہوتے ہیں اس لیئے اہل حق کو چاہیئے کہ اوّل عقل کامل اور اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ پر نظر کریں ۔ عقل اور فہم ، اخلاق اور اعمال کو میزان عقل میں تولیں اور پھر بولیں کہ کون نبی ہے اور کون نہیں ہے ۔ مگر عقل اور اخلاق میں دیکھا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل اور اعلیٰ پایا ۔ عقل اور فہم میں اولیت اور افضلیت کے لیئے اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ آپ بذات خود امی تھے جس ملک میں پیدا ہوئے اور جہاں ہوش سنبھالا بلکہ ساری عمر گذاری ، وہاں نہ علوم دینی کا پتہ نہ علوم دنیوی کا نشان نہ کوئی کتاب آسمانی نہ کوئی کتاب زمینی ۔ پھر ایک شخص امی نے ایسے ان پڑھ ملک میں ایسا دین اور ایسا آئین اور ایسی لاجواب کتاب پیش کی کہ جس نے عرب کے جاہلوں کو الٰہیات یعنی علوم ذات وصفات خداوندی میں جو تمام علوم سے مشکل ہے اور علم عبادات اور اخلاق اور علم سیاسیات ، اور علم معاملات اور علم معاش ومعاد میں رشک ارسطو اور افلاطون بنا دیا ۔ جس کے باعث جہلاء عرب حکماء عالم ہوگئے ۔ چنانچہ ان کے کمال علمی پر آج تک اہل اسلام کی بے تعداد تصانیف شہادت دے رہی ہیں ۔ کوئی بتلائے تو سہی کہ ایسے علوم کس قوم اور کس فریق میں ہیں جس کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ شاگردوں کا یہ حال ہے ، تو سمجھ لو کہ ان کے استادِ اوّل اور معلم اوّل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہوگا ۔

اور اخلاق کی یہ کیفیت کہ آپ کہیں کے بادشاہ نہ تھے ، امیر نہ تھے ، امیرزادے نہ تھے نہ تجارت کا سامان تھا نہ زراعت کا ۔ ایسے افلاس میں عرب کے گردن کشوں کو ایسا مسخر کرلیا کہ جہاں آپ کا پسینہ گرے وہاں اپنا خون بہانے کو تیار ہوں ۔ پھر یہ بھی نہیں کہ ایک دو روز کا ولولہ تھا نکل گیا ۔ ساری عمر اسی کیفیت سے گذاری یہاں تک کہ گھر چھوڑا ، باہر چھوڑا

زن و فرزند چھوڑے، مال و دولت چھوڑا۔ آپ کی محبت میں سب پر خاک ڈال کر اپنوں سے آمادہ جنگ و پیکار رہتے۔ کسی کو آپ مار کسی کے ہاتھ سے آپ مارے گئے یہ تسخیر اخلاق نہ تھی تو اور کیا چیز تھی۔ یہ زورِ شمشیر کس تنخواہ سے آپ نے حاصل کیا تھا۔ ایسے اخلاق کوئی بتائے تو سہی کہ کس میں تھے یہ تو عقل اور اخلاق کی کیفیت تھی۔ زہد کی یہ حالت کہ جو آیا وہی لٹایا نہ کھایا نہ پہنا نہ مکان بنایا تو پھر کون عاقل کہدے گا کہ حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السّلام تو نبی ہوں۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہ ہوں۔ انکی نبوت میں کسی کو تامل ہو کر نہ ہو، پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اہل عقل و انصاف کو ذرہ برابر تامل کی گنجائش نہیں۔

آپ کے کمالات علمی جو آفتاب کی طرح روشن ہیں اور ہر خاص و عام کو نظر آتے ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ تمام انبیاء کے قافلہ سالار اور تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل اور سب سے خاتم ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ حضرات انبیاء سے جو کمالات اور معجزات ظہور میں آئے وہ سب عطیۂ الٰہی اور فیض خداوندی ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی استاد جامع کمالات سے مختلف شاگرد فیض یاب ہو کر آئیں اور پھر کسی شاگرد سے معقول کا اور کسی سے منقول کا اور کسی سے طب کا اور کسی سے ہندسہ اور حساب کا فیض جاری ہو تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ استاد کے فلاں کمال نے اس میں ظہور کیا ہے۔ اسی طرح حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کہ جن کو بارگاہِ خداوندی سے فیض حاصل ہے۔ ان کے مختلف کمالات اور مختلف معجزات کو دیکھکر

ے تاریخ اسلام کی یہ خصوصیت خود مستقل اسلام کی افضلیت اور برتری کی دلیل ہے کہ ایک قوم اس طرح پروانہ وار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ کوئی عقل والا انسان بغیر کسی خاص خوبی اور برتری کے دیکھے ہوئے اپنی زندگی کی سب سے زیادہ محبوب چیزیں وطن مال و دولت اور حتیٰ کہ اہل وعیال چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہو سکتا اور پھر ایک دو شخص نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کا یہی حال ہوتا چلا رہا ہو تو ان سب کا یہ ایثار و قربانی جس کی کوئی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی اور اسلام کی خاطر اپنی بیویوں، اولاد، وطن، جائداد اور مال و دولت کو چھوڑ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ انھوں نے اسلام کو ایک ایسی عظیم الشان نعمت اور سعادت سمجھا کہ اس کے حاصل کرنے کے لئے ان سب محبوب چیزوں پر لات ماردی۔ ۱۲۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی خدا تعالےٰ کی کون سی صفت سے مستفید ہے اور وہ نبی خدا کی کون سی صفت سے مستفیض ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے معجزہ عصا سے صفت تقلید و تبدیل کا سراغ نکلتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزہ احیائے موتی و شفا امراض سے جاں بخشی کے مضمون کا پتہ چلتا ہے مگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کمالات علمیہ اور خاص کر معجزہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صفت علم سے مستفیض ہیں اور بارگاہِ علمی میں باریاب ہیں۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ علم وہ صفت ہے کہ تمام صفات اپنی کارگذاری میں اسکی محتاج ہیں مگر علم اپنے کام میں کسی صفت کا محتاج نہیں کون نہیں جانتا کہ ارادہ قدرت وغیرہ بغیر علم وادراک کے کام نہیں کرسکتیں روٹی کھانے کا جب ارادہ کرتے ہیں تو پہلے یہ جان لیتے ہیں کہ یہ روٹی ہے، کوئی اور شے نہیں مگر روٹی کا جاننا اور سمجھنا کھانے کے ارادہ پر موقوف نہیں۔

القصہ علم کو اپنے معلومات کے تعلق میں کسی صفت کی ضرورت نہیں۔ مگر باقی صفات کو اپنے تعلقات میں علم کی حاجت ہے۔ غرض جو صفات غیر سے متعلق ہوتی ہیں۔ ان سب میں اوّل علم ہے اور صفات متعلقہ بالغیر کے تمام مراتب صفت علم ہی پر ختم ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ نبی جو صفت علم سے مستفید ہو اور بارگاہِ علمی تک باریاب ہو وہی نبی انبیاء سے مراتب میں زیادہ اور رتبہ میں سب سے اوّل اور سب کا سردار ہوگا اور سب اس کے تابع ہوں گے اور اسی پر کمالات کے مراتب منتہی اور مختتم ہوں گے اس لئے وہ نبی خاتم الانبیاء بھی ضرور ہوگا اور جس طرح وزیر اعظم پر تمام عہدوں کے مراتب ختم ہو جاتے ہیں اور کوئی اس کے احکام کو توڑ نہیں سکتا ایسی ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں۔ جو ہوتا ہے، وہ اسی کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے اس کے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہوں گے اور دوسرے حکّام کے احکام اس کے احکام کے ناسخ نہ ہوں گے اس لئے ضروری ہوا کہ وہ نبی خاتم زمانی بھی ہو۔ اس لئے کہ اس کا حکم سب کے بعد اور آخر میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی اور نبی نے دعوائے خاتمیت نہیں کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے بجائے دعویٰ خاتمیت یہ فرمایا کہ صرف میرے بعد جہان کا سردار آنے والا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے نہ صرف اپنی خاتمیت کا انکار کیا بلکہ خاتم الانبیاء کے آنے کی بشارت دی۔ کیونکہ سب کا سردار خاتم الحکّام ہوا کرتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ ختم ہوا۔ تفصیل کیلئے حضرات ناظرین حجۃ الاسلام اور مباحثہ شاہجہاں پور کی طرف مراجعت کریں۔

انجیل مقدس اور عیسائیوں کی تصنیف کردہ انجیلوں کا کچھ تاریخی حال

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خداوند عالم نے ایک کتاب نازل فرمائی تھی جس کا نام انجیل ہے۔ اہلِ اسلام اس پر ایمان ویقین رکھتے ہیں کہ بیشک یہ اللہ کی کتاب تھی جیسے کہ اللہ رب العزت کا فرمان مبارک ہے:

• وَاٰتَیْنَاہُ الْاِنْجِیْلَ ۔ "کہ اور ہم نے دی عیسیٰ کو انجیل"۔

لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کتاب کتنی بڑی تھی اور کس طرح اور کس وقت لکھی گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کی موجودگی میں وہ کس کے پاس رہتی تھی۔ البتہ اس قدر بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے الہامات کو جمع کرایا تھا۔ اور یہی وہ کتاب مقدس ہے جس پر اہل اسلام کو ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ بحمد اللہ مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنی کتاب انجیل عیسیٰ، علیہ السلام پر نازل فرمائی ہے۔ مگر یہ چیز عجائب میں سے ہے کہ خود حضرات نصاریٰ اس بات کو نہیں تسلیم کرتے وہ کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام پر کوئی خاص کتاب نہیں نازل ہوئی تھی اور نہ آپ نے اہتمام سے الہامات کو جمع کرایا تھا جس کے گم کر دینے کا الزام ہم پر لگایا جاتا ہے بلکہ الہامات کو مسیح علیہ السلام کے بعد ان کے حواریوں نے جمع کیا تھا اور حواریوں کی جمع کردہ کتابیں ہی انجیل ہیں۔ عام طور پر نصاریٰ کے اس گمان کی تردید پولس کے خطوط سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ پولس کے خطوط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں خود حضرت عیسیٰ ؑ کی کوئی کتاب تھی۔ پولس اپنے اس خط میں جو گلیتون کو لکھا تھا اس کے اول باب کے ۶ جملے سے آٹھ تک کہتا ہے:

"میں تعجب کرتا ہوں تم اتنی جلدی اس سے جس نے تمہیں مسیح کے فضل میں بلا دیا پھر کے دوسری انجیل کی طرف مائل ہوئے۔ سو وہ دوسری انجیل تو نہیں مگر بعض ہیں جو تم کو گھبراتے ہیں اور مسیح کی انجیل کو الٹ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم یا کوئی آسمان کا فرشتہ سوائے اس

ـه تفسیر حقانی جلد ہفتم ص۱۰۱ ومقدمہ تفسیر حقانی۔ تفصیل کے لئے "البیان فی علوم القرآن" صفحہ ۵۶ کی مراجعت فرمائی جائے۔

انجیل کے جو ہم نے سنائی دوسری انجیل تمہیں سنائے سو ملعون ہے۔ (انتہیٰ)

یہ لوگ کہ جن سے پولس اس خط میں خطاب کر رہا ہے دوسرے عیسائی واعظوں کے تابع ہو کر بدعات کی طرف متوجہ ہو گئے تھے تو پولس ان کو حضرت عیسیٰؑ کی انجیل کی پیروی پر آمادہ کر رہا ہے۔ اس زمانہ میں ان چار انجیلوں کا جو اب، انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا اور انجیل یوحنا کے نام سے موسوم ہیں ان کا وجود بھی نہ تھا کیونکہ یہ انجیلیں اس خط لکھنے کے بعد لکھی گئیں جیسا کہ تواریخ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ پولس کے ہاتھ میں جو انجیل تھی جس کو وہ حضرت مسیح کی انجیل کہہ رہا ہے یہ وہی انجیل ہے جس کو ہم نے بیان کیا۔

اور اسی طرح انجیل مرقس کے باب ۱۶ درس ۱۵ میں بھی اسی انجیل کا ذکر ہے جیسے کہ بیان کیا:

'اور اس نے کہا کہ تم دنیا میں جاکے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔'

اور پھر یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مصیبت کے سفر میں توریت لکھیں حضرت یوشع علیہ السلام کو اس لڑائی کے وقت کتاب لکھنے کی فرصت مل جائے اسی طرح اور انبیاء علیہم السلام کے صحیفے بھی ان کے روبرو لکھے جاویں مگر یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ فرصت ملے اور نہ وہ حکم الٰہی سے اس ضروری کام پر مامور ہوں؟

اور پھر اگر انجیل صرف چند بشارتوں اور تعلیم ہی کا نام تھا اور درحقیقت اس نام کی کوئی کتاب نہ تھی تو حواریوں کو یہ کس نے بتایا کہ وہ اپنی کتاب کا نام انجیل رکھیں اور اس کی انکو کیوں ضرورت پیش آئی اور کس بات نے ان کے دلوں کو اس چیز کی طرف مائل کیا اور ان کے بعد پھر سیکڑوں انجیلیں کس طرح پیدا ہو گئیں۔؟

یقیناً یہی سمجھنا پڑے گا کہ ضرور اس نام کی کوئی کتاب تھی جو خاص حواریوں کے پاس رہتی تھی جس پر انھوں نے بھی اپنی کتابوں کے نام تبرکاً اور اس وجہ سے کہ وہ قابل اعتبار سمجھی جائیں رکھ لئے۔ اور پھر بعد میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا مگر پولس کے زمانے کے بعد سے خصوصاً جبکہ یہ چاروں انجیلیں مشہور ہوئیں۔ اس اصل انجیل کا نام ونشان بھی ختم ہو گیا۔ اور اس کے مفقود ہو جانے کا زمانہ وہ معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ اوّل ہی صدی میں عیسائیوں پر بے انتہا مصائب اور آفات واقع ہوئیں۔ دشمنانِ دینِ مسیحی نے حواریوں سے وہ نسخہ چھین کر تلف کر دیا۔ اس کے بعد

حواریوں نے یادداشت کے طور پر اس کے مضامین اور حضرت مسیح علیہ السلام کے تاریخی واقعات جمع کرکے اس کا نام انجیل رکھ دیا اور کوئی تعجب نہیں کہ ہر ایک نے اپنی انجیل کی ترویج و اشاعت کے لئے اس اطمینان پر کہ میری انجیل میں بہر کیف اصل کے مضامین ہیں اصل نسخہ کو طاق نسیاں میں ڈال دیا ہو جو شدہ شدہ مفقود ہو گیا ہو بہر کیف جو بھی کوئی صورت ہو۔ مگر یہ ضرور ہے کہ حضرت مسیح کی عبرانی زبان میں ایک کتاب انجیل یقیناً تھی جس کا دوسری صدی عیسوی سے کوئی نام و نشان نہیں قلمی نسخوں کی قلت تھی اور حافظے بھی اہل اسلام کی طرح نہ تھے کہ خدا کے کلام کو محفوظ رکھتے جیسے کہ اللہ کے محض فضل سے مسلمانوں نے خدا کے کلام کو جدا اور احادیث رسول کو جدا اور تاریخ کو علیحدہ محفوظ رکھا۔ اور اصل راز تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہی کو اپنی حکمت بالغہ سے یہ منظور تھا کہ اسکی حفاظت ہو تو جس مصلحت سے اس خداوند نے دیگر انبیاء کے صحیفوں کو مفقود ہونے دیا۔ اسی حکمت سے اس کتاب انجیل کو بھی اسے مفقود ہونے کو مقدر فرمایا بظاہر اس وجہ سے کہ انکی ترتیبیں دائمی اور ابدی نہ تھیں اسلام چونکہ ایک ابدی دین تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور قرآن کریم کی حفاظت کے اسباب پیدا فرما دیئے۔ یہی وہ راز اور حکمت ہے جس کے پیش نظر اہل کتاب سے تو ان کی کتابوں کی حفاظت کو طلب کیا گیا کہ تم ان کی حفاظت کرو جیسے کہ ارشاد فرمایا گیا:

"بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ"

اس کے برخلاف قرآن کریم کے حق میں یہ فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ "کہ بے شک ہم نے ذکر (قرآن) کو اتارا اور یقیناً ہم ہی ضرور بالضرور اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں"

اب عیسائی اور پادری حضرات جن مجموعوں کو انجیل کہتے ہیں وہ انجیل متی، انجیل لوقا، انجیل مرقس، انجیل یوحنا، حواریوں کے اعمال، یعنی تاریخ پولس کے خطوط یعقوب کا خط وغیرہ وغیرہ ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات اور اقوال و افعال درج ہیں۔ طرز تحریر یہ بتاتا ہے کہ یہ باتیں وہ احوال ہیں جو آنکھوں سے دیکھے یا سنائے ہیں یہ دعویٰ ہے کہ . . . . وہ الہامی ہیں اور نہ ہی طرز الہام معلوم ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں واقعات کی نسبت کمی زیادتی بھی ہے اور مخالفت بھی پائی جاتی ہے۔ اور عیسائی انکو منزل من اللہ سمجھتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ نہ ان کے مصنفوں کی ثبوت ثابت ہے اور نہ ہی ان سے کوئی معجزہ سرزد ہوا۔ اس سے بڑھ کر

عجیب تر یہ بات ہے کہ لوقا اور مرقس حواری بھی نہیں ہیں۔ اور متی و یوحنا جو حواری ہیں ان کا مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حواریوں میں بڑا نہیں ہے۔ ان سے مرتبہ میں بڑے حواری[۱] شمعون پطرس وغیرہ[۲] تھے۔

ان انجیلوں کے علاوہ اور بھی بہت سی انجیلیں ہیں جن کا عدد تقریباً ایک سو تیس ہے جن کے بارے میں عیسائیوں کے درمیان اختلاف ہے یا یہ کہیئے کہ اختلاف تھا۔ بعض کو الہامی مانتے تھے اور بعض کو نہیں انہی کتابوں میں سے ایک برناباس حواری کی بھی ہے۔ متی حواری نے انجیل عبرانی زبان میں لکھی تھی لارڈ نر نے اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۲۷ء لندن کے صفحہ ۷۴، ۵ جلد دوم میں ارجن کے تین قول نقل کیئے ہیں جن سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسکی انجیل عبرانی میں تھی۔ اور بارن مفسر نے اپنی تفسیر جلد چارم میں متعدد اقوال نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ اسکی تصنیف ۳۷ء یا ۳۹ء میں ملک یہودیہ میں ہوئی اور پھر ۶۱ء میں اس کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہوا۔

---

[۱] حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارہ[۱۲] حواریوں کے نام یہ ہیں۔

شمعون[۱] جس کو پطرس بھی کہتے ہیں۔ اندریاس[۲] جو پطرس کا بھائی تھا۔ زبدی[۳] کا بیٹا یعقوب[۴]۔ اس کا بھائی یوحنا[۵]۔ فیلبوس[۶]۔ برتھولما[۷]۔ تھوما[۸]۔ متی[۹]۔ یعقوب[۱۰] لفار کا بیٹا۔ لبی[۱۰] جس کو تھدی بھی کہتے تھے۔ شمعون[۱۱] کنعانی۔ یہودا[۱۲] اسکریوتی، جس نے چند درہم رشوت لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو گرفتار کرایا۔ ان کے علاوہ چند مرد اور عورتیں بھی حواریوں میں شمار کی گئی ہیں۔ ۱۲ (البیان فی علوم القرآن)

[۲] ہارن مفسر اپنی کتاب کی چوتھی جلد میں کہتا ہے کہ قدیم علماء کا قول ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی زبان میں ایک صحیفہ تھا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حالات درج تھے اور انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نقل کیا۔ متی نے زیادہ اور لوقا و مرقس نے بہت کم۔

فاضل لوزرٹن نے اپنی کتاب "علم الاسناد" مطبوعہ ۱۸۳۷ء شہر بوسٹن کے دیباچے جلد اوّل میں اکھارن کا قول نقل کیا ہے کہ ابتداء ملّتِ مسیحی میں ایک کتاب تھی، ممکن ہے کہ وہی اصل انجیل ہو۔ ۱۲۔ حاشیہ تفسیر حقانی ج ۷ ص ۱۰۱۔

لیکن تحقیق یہی ہے کہ متی نے نہیں بلکہ کسی اور نے ترجمہ کیا ہے۔ پادری فانڈر اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد سنہ ۱۸۵۵ء کے صفحہ ۳۷ میں لکھتا ہے کہ:

"یا حواریوں کے کسی مرید نے اس کا ترجمہ یونانی میں کیا ہے"

اصل انجیل متی عبرانی کا صدیوں سے کہیں نام و نشان نہیں اور اس کے مفقود ہونے پر تمام عیسائی متفق ہیں۔ اور رہا ترجمہ یونانی تو اول مترجم کا حال معلوم نہیں کہ وہ کس لیاقت کا تھا۔ صاحب دیانت تھا یا نہیں۔ پھر یہ بھی متعین نہیں کہ در اصل یہ اس کتاب عبرانی کا ترجمہ ہے۔ یا مستقل کوئی نئی کتاب ہے۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط ہے تو کس قدر ہے کیونکہ یہ تمام باتیں جب ہی طے ہو سکتی ہیں کہ جب کہ اصل نسخہ کے ساتھ مطابقت کر کے دیکھا جائے اور حال یہ کہ اصل کا دنیا میں نام و نشان نہیں اور اس انجیل یونانی کے اول اور دوسرے باب کو عیسائیوں کے ایک محقق ڈاکٹر ولیمس وغیرہ اور عیسائیوں کا ایک فرقہ یونی ٹرن جعلی اور الحاقی کہتا ہے۔

انجیل مرقس۔ مرقس حواری کی انجیل ہے۔ جس کا صحیح حال اب تک بھی عیسائیوں کو نہیں معلوم ہو سکا کہ کس ملک میں پیدا ہوا اور کب عیسائی ہوا۔ البتہ اس قدر معلوم ہے کہ وہ پطرس حواری کا شاگرد ہے اور پطرس وغیرہ جیسے حواریوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات معلوم کئے اور ان کو ضبط کیا۔ اور اس کا سن تالیف بھی یقینی طور پر معلوم نہیں ہے۔ غالباً یہ تصنیف سنہ ۵۶ء اور سنہ ۶۳ء کے درمیان ہوئی شہر روم میں اس نے لکھی اسی وجہ سے رومی زبان، لاطینی میں اس کو لکھا۔ مگر اس کے اصل نسخہ کا بھی کوئی پتہ نہیں۔ البتہ اس کا یونانی ترجمہ موجود ہے

بہر حال مرقس کی نبوت و الہام کا تو کیا ذکر ہے اس کا تو حواری ہونا بھی ثابت نہیں۔ اصل راوی اس انجیل کے پطرس اور پولس ہے۔ مگر ان شیوخ کا اس کتاب میں کوئی ذکر تک بھی نہیں۔ تو وہ مجموعہ جس میں اصل شیوخ کا نام بھی نہ ہو کس درجہ قابل اعتبار ہو سکتا ہے؟ ظاہر ہے۔

(انجیل لوقا) لوقا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے نہیں ہے بلکہ پولس کا شاگرد ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کہاں کا باشندہ تھا اور کس کے ہاتھ پر یہ دین میں داخل ہوا اور اس کی اصل زبان کیا تھی اور یہ کب لکھی گئی اور پھر یہ کہ جب انجیل متی اور مرقس تصنیف ہو چکی تھیں تو اس کے بعد انہی باتوں کو قلمبند کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی۔ اس کا سن تالیف قیاسی طور

پر ۶۴ء بیان کیا گیا ہے۔

(انجیل یوحنا) یہ انجیل یوحنا حواری کی طرف منسوب ہے۔ اس کا زمانۂ تالیف بھی تقریباً ۱۰۰ء یعنی عروج عیسیٰ علیہ السلام سے ستر برس بعد ہے یہ بھی الہام کا مدعی نہیں ہے اور اس کے طرز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مبالغہ سے کام لیا ہے چنانچہ اس انجیل کے باب ۲۱ درس ۲۵ میں ہے:۔

مسیح کے حالات میں کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سماتیں۔ جس میں مبالغہ ظاہر ہے۔

نیز یہ کہ دوسری صدی کے لوگوں نے انجیل یوحنا میں کلام کیا ہے کہ یہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص کی تصنیف ہے ان کی طرف اس کی نسبت کر دی گئی۔ اس زمانے میں ایک شخص آرنیوس جو پولی کارپ کا شاگرد تھا اس کی تصنیف ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا شاگرد تھا مگر آرنیوس نے اپنے دادا استاد کی کتاب پر شہادت نہ دی جس سے یہ معلوم ہوا کہ خود اس کو بھی اس میں شک تھا۔ بعض دوسرے محققین کہتے ہیں کہ انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم کی تصنیف ہے۔[1]

تو جب ان چاروں انجیلوں کی یہ کیفیت ہے تو اور کتابوں کا ذکر ہی کیا؟ پولس کے خطوط اور بعض دیگر رسائل جواب عہد عتیق میں شامل ہیں۔ ان کو تو عرصۂ دراز تک عیسائیوں میں غیر معتبر سمجھا جاتا رہا۔[2]

انجیلوں کا یہ مختصر سا تاریخی حال ان کے معتبر یا ناقابل اعتبار ہونے کا بخوبی فیصلہ کر رہا ہے ہر صاحب فہم ادنیٰ غور و فکر سے یہ سمجھ سکتا ہے جس مذہب کی کتاب الہامی کا یہ حشر ہو اس کے بارے میں یہ کیسے

---

[1] یہ سب تفصیل تفسیر حقانی ج ۷، از ص ۱۰۶ تا ص ۱۰۹ میں مذکور ہے

[2] ہارن مفسر اپنی تفسیر کی جلد چہارم کے حصہ دوم کے باب دوم میں اس تصریح کے بعد کہ اناجیل کی تصنیف کا زمانہ غیر معین ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ سب سے پہلی انجیل ۳۷ء یا ۳۸ء یا ۴۳ء یا ۴۸ء یا ۶۱ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء ..... اور دوسری انجیل ۵۶ء سے ۶۵ء تک غالباً ۶۰ء یا ۶۳ء میں ..... اور تیسری انجیل ۵۳ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء میں ..... اور چوتھی انجیل ۶۸ء یا ۶۹ء یا ۷۰ء یا ۹۷ء یا ۹۸ء عیسوی میں تالیف ہوئی ہے۔ ۱۲۔

(بحوالہ البیان فی علوم القرآن ص ۵۷۶)

تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف سے صحیح ہدایت ہے ۔ ہدایت وہی ہے جو ہر قسم کے اوہام و شکوک اور ظنون سے پاک ہو اور جس چیز کی تاریخی سند کا یہ حال ہو اس پر مذہب کی بنیاد قائم کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے ۔

اس تاریخی خاکہ کے پیش کر دینے کے بعد ضرورت باقی نہیں رہتی کہ انجیلوں میں مزید تحریفات کا ذکر کیا جائے ناقابل اعتبار ہونے کے واسطے بس اسی قدر بہت کچھ ہے لیکن پھر بھی اور طمانیت قلب کے لئے انجیلوں کی تحریف کا بھی کچھ حال اشارۃً بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

انجیل مقدّس میں تحریفات کا تاریخی ثبوت

بیان کردہ تفصیل سے یہ بات خود بخود عیاں ہو گئی کہ اس طرح کی تصنیف کردہ انجیلیں جن میں کوئی بات بھی مستند اور قابل اعتبار نہیں یہاں تک کہ ان کے مصنفین کا مسئلہ بھی اشتباہ و تردد میں پڑا ہے کہ درحقیقت مصنف کون ہے ایسی صورت میں مزید تحریف کے ثبوت کی کوئی خاص حاجت نہیں رہتی ۔ یہ صورت حال بذات خود ایک کتاب کو قطعاً ناقابل اعتبار کر دینے کے واسطے کافی ہے چہ جائیکہ ایسے ابہام اور اختلاف و تحیر کے باوجود اس کو مذہبی اور الہامی کتاب کہنے کا تصور کیا جائے ۔ لیکن مزید برآں جو اور تحریفات ان میں واقع ہوئیں ان سے رہا سہا اعتبار بھی ختم ہو گیا ۔

اور عیسائیوں کے مقدس لوگوں میں خاص کر پہلی ہی صدی سے اس بات نے (کہ " جھوٹ بول کر بھی دین میں کوشش کرنا پسندیدہ چیز ہے " جیسا کہ پولس کہتا ہے) نہ صرف یہ کہ تحریفات کا دروازہ اور وسیع کر دیا ہو بلکہ اس قول نے دنیا میں کتب مقدسہ کی جو کچھ توہین و تذلیل کی وہ ظاہر ہے اور مزید اس طوفان بدتمیزی نے ــــــــــــ کہ خود تصنیف کرنا اور اس کو مقبول و مروج بنانے کے لئے کسی کی طرف اس کی نسبت کر دینا ، اور بھی جعل سازی کا بازار گرم رکھا تھا ۔ جیسے کہ ان یونانیوں کا یہ قدیم شیوہ تھا ۔ پھر پہلی صدی عیسوی ہی میں جبکہ عیسائیوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے اور روئے زمین ان کے واسطے تنگ تھی اور روم کے ظالم بت پرست بادشاہ ان پر اور دوسرے مظالم کے ساتھ ساتھ تلاش کر کر کے ان کی کتابیں نذر آتش کر رہے تھے ۔ حتیٰ کہ

اگر کسی کے پاس کوئی ایک آدھ ورق بھی نکل آتا تو اسکو شکنجہ میں کھینچ دیا جاتا تو ایسے، وقت میں عیار اور نفس پرست لوگوں کو یہ موقع بہت اچھا ہاتھ آگیا کہ خود غلط سلط باتیں گھڑتے رہیں اور ان کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواریوں میں سے کسی کی طرف کر دیں۔ نہ تو کوئی تحقیق کرنے والا تھا اور نہ ہی کوئی کتاب محفوظ تھی کہ اس کے مطابق کر کے حق اور باطل کا امتیاز ہو جائے۔ اور نہ یہ صورت تھی کہ نصاریٰ کے سینوں میں ان کی انجیل محفوظ ہو جس طرح کہ مسلمانوں کے سینوں میں قرآن کریم محفوظ ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ باوجود تمام نسخوں اور صحیفوں کی اشاعت و بربادی کے بھی پھر اصل انجیل مقدس دنیا کے سامنے پیش کی جا سکتی۔ لیکن دنیا کو معلوم ہے۔ کبھی بھی نصاریٰ میں ایک شخص بھی حافظ انجیل نہیں ہوا۔

غرض اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے صدہا مصنفین اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں سینکڑوں انجیلیں نکل پڑیں اور حواریوں کے خطوط اور ملفوظات کا تو کچھ شمار ہی نہ رہا کسی جواں مردنے تو ایک خط گھڑ کے یہ بات اڑا دی کہ یہ آسمان سے گرا ہے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھ کر بھیجا ہے اس پر مختلف علاقوں اور شہروں میں علماء کی مجلسیں اور مشورے ہوتے رہے۔ لیکن حل کچھ بھی نہ نکلا۔ بجز اس کے کہ پہلی مجلسوں کے حکم رد کر کے چند اور کتابیں کتب مقدسہ میں داخل کر لی گئیں۔ یہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر قدیم و جدید انجیلوں کے نسخوں میں اس قدر اختلاف پیدا ہو گیا کہ اسکی کوئی حد و انتہا نہیں۔ انجیلوں کے نسخوں میں یہ شدید اختلاف جو آج بھی موجود ہے جس کا دل چاہے مختلف سالوں میں انجیل کے طبع شدہ نسخوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لے اس حقیقت کی ایک واضح دلیل اور قطعی ثبوت ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر مل نے جو عہد جدید کے نسخے مقابلہ کئے تو تیس[۳] ہزار اختلاف پائے۔

---

[۳] بحوالہ تفسیر حقانی حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ جلد ہفتم۔

. . . . ۔اور ڈاکٹر گریباخ نے جو اور زیادہ نسخوں کا مقابلہ کیا یعنی تین سو پچپن نسخوں کا تو ڈیڑھ لاکھ اختلاف ملے ۔ اگر اور زائد نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا تو اور بھی اختلافات معلوم ہو سکتے تھے ۔ اس بات کو پادری فنڈر نے تسلیم کر لیا ہے ۔ (اختتام مباحثہ دینی مطبوعہ اکبر آباد)

پادری صاحب کی پوری عبارت اس طرح ہے :

"اگرچہ ہم قائل ہیں کہ بعض حروف و الفاظ میں تحریف وقوع میں آئی اور بعض آیات کے مقدم و موخر اور الحاق کا شبہ ہے تو بھی انجیل کو بے تحریف کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس کا مضمون اور مطلب نہیں بدل گیا۔"

نیکلس صاحب ڈاکٹر ٹیلی کا قول اپنے عہدِ جدید کے دیباچہ جلد اول کے صفحہ ۲۶۳ میں نقل کرتے ہیں :

"جن لوگوں کے پاس صرف ایک ہی قلمی نسخہ بچا ہوا تھا جیسے رومی اور یونانی ان میں یہودی معلموں کے نسبت تصور پائے گئے ہیں اور ان کی اصلاح میں ایسے عیب ملے ہیں کہ باوجود دو پوری صدیوں کے نہایت عالم اور تیز فہم نکتہ چینیوں کی محنتوں کے وہ کتابیں اب تک غلطیوں کا انبار ہیں اور اسی طرح رہیں گی ۔

الفاظ و حروف کے تغیر و تبدل، آیات کے تقدم و تاخر و الحاق و اضافات اور ایسی غلطیوں کے انبار "جو ہر چند ازالہ کی کوشش کے بعد بھی نہ ختم ہوئیں اور نہ آئندہ ہونگی" کے ہوتے ہوئے بھی پادری صاحب کو اختیار ہے کہ وہ اپنی کتاب کو بلا تحریف کہتے رہیں اگر یہ سب کچھ بھی تحریف نہیں تو پھر نہ معلوم تحریف کس شے کا نام ہے ۔ پھر عجیب بات یہ کہ پادری فنڈر صاحب صفحہ ۱۳۰ میں بھی فرماتے ہیں ۔ :

"یہ بات سچ ہے کہ ویریس ریڈنگ (کتابت کی غلطیاں) بہت ہیں اور ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے ۔"

خیر یہ تو جو کچھ ہونا تھا وہ سب کچھ ہوا ان سب باتوں سے بڑھ چڑھ کر یہ کہ جب پوپوں کا دور دورہ ہوا اور بت پرستی اور جہالت کی گھٹا عیسائیوں پر چھائی اور ۲۷ء کے قریب شمالی

جانب سے بت پرست وحشی جاہل اور ظالم قوموں نے قیصروں پر حملہ کیا تو جس جگہ انکو غلبہ ہوا انھوں نے مدرسوں، کتب خانوں اور علم دین کی کتابوں کو جلا کر نیست و نابود کرنا شروع کر دیا اور یہی دور مصائب و آفات کا عیسائیوں پر باقی رہا۔ اور ظلم و استبداد اور جہالت کی یہ تاریک گھٹائیں ان پر مسلط رہیں یہاں تک کہ آفتاب ہدایت سرزمین مکہ فاران کی پہاڑیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔

اسکی تصدیق کے لئے بشپ والٹن کا یہ بیان کافی ہے:

"عیسائیوں میں جعل سازی کا بازار تو پہلے ہی صدی عیسوی سے گرم ہو گیا تھا۔ چنانچہ پولس کے عہد میں جھوٹی انجیل اور جھوٹے واعظ پیدا ہو گئے تھے اور خود پولس بھی دین کے رواج دینے کے لئے جھوٹ بولنا پسند کرتا ہے"

دیکھو وہ خط جو رومیوں کو لکھا تھا اس کا ۳ باب:

"اور جب دوسری صدی میں مباحثے کے بعد اس کی رائے کو مان لیا گیا کہ غیر قوموں سے مباحثے کے وقت حکمار کا طور اختیار کر لینا چاہیے اس سے عیسائیوں کی راست بازی میں فرق آنے لگا اور اسی سبب سے جعلی تصانیف پیدا ہونے لگیں کیونکہ نیلسوف جب کسی کے طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو اسی کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے مشہور کر دیتے تھے۔ یہ دستور کئی سو برس تک رہا اور رومی کلیسا میں جاری رہا جو بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھا" (تاریخ کلیسا)

ہارن صاحب اپنی تفسیر کی دوسری جلد مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کے صفحہ ۳۳۱ میں لکھتے ہیں:

بلاشک بعض خرابیاں (تحریفات) جان بوجھ کر ان لوگوں نے کی ہیں جو کہ دیندار مشہور تھے اور اس کے بعد انھیں تحریفات کو ترجیح دی جاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوت دیں۔ یا اعتراض اپنے اوپر آنے نہ دیں"

اس موضوع پر اور بھی بہت سے شواہد و دلائل اور تاریخی نقول موجود ہیں بطور نمونہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ چند حوالے کافی ہیں۔

گھر کے بھیدیوں کے بتائے یہ راز کوئی معمولی وزن رکھتے ہیں۔ نہایت ہی افسوس اور حیرت کا مقام ہے۔ جعل سازی اور تحریفات کا یہ بازار گرم کرنے کے بعد پادری حضرات

ایسی شریعت اور قرآن (جس کا ایک ایک زبر اور زیر بھی محفوظ ہے اور آج تک اس میں کوئی تغیر نہ آسکا اور نہ قیامت تک آسکے گا) کے بالمقابل یہ محرّف و ناقابل اعتبار انجیلیں لئے پھرتے ہیں اور صاحب انجیل حضرت مسیح بن مریم کے حکم کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں ان کا تو فرمان تھا کہ نبی آخر الزماں پر تم خود ایمان لانا۔ مگر انھوں نے خود بھی ان کا کفر کیا اور دوسروں کو بھی اسی غلط راستے کی طرف دعوت دینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ افسوس صد افسوس۔!

تورات اور عہد عتیق کی تحریف و بربادی کی بھی ایسی افسوسناک تاریخ ہے تفصیل کے کے لئے اہل علم حضرات مقدمہ تفسیر حقانی البیان فی علوم القرآن کی مراجعت فرمائیں۔

پیش نظر تحریر اگرچہ عموماً تمام اہل کتاب کو خطاب ہے۔ لیکن بالخصوص نصاریٰ اس پیغام ہدایت کے مخاطب ہیں۔ اس وجہ سے انجیلوں کی تحریفات کی کچھ تاریخ اور اس کے کچھ اسباب بیان کر دیئے گئے۔

(سلسلہ حاشیہ صفحہ ۸۰) تفسیر حقانی مقدمہ تفسیر حقانی اور البیان فی علوم القرآن میں اس موضوع پر حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کی، عظمت و بلندی کی کوئی انتہا نہیں۔ دلائل و شواہد کی قوت سے عیسائیت و نیچریت کا الیار د فرمایا ہے کہ مجال دم زدنی باقی نہ چھوڑا۔ حق تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ اہل علم حضرات تفصیل کے لئے اصل کی جانب رجوع فرمائیں۔ ۱۲

کتب مقدسہ میں تحریفات کے چند نمونے اور انکے ذریعہ

صفاتِ خداوندی اور شانِ انبیاء کا حال

توریت کتاب پیدائش باب ۶ درس ۵ – ۶ میں ہے

"تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا – اھ"

اس عبارت سے اوّل تو معاذ اللہ خدا کی جہالت لازم آتی ہے کہ اس کو پہلے سے اس کا علم نہ تھا۔ نیز اس کا نادم اور پشیمان اور دلگیر اور افسردہ ہونا معلوم ہوتا ہے جو خدا کے لئے ممکن نہیں۔

اور زبور (۱۰۶) درس ۴۵ میں ہے :-

"اور اپنی رحمتوں کی فراوانی کے مطابق پچھتایا" اھ

اور کتاب یرمیاہ کے باب ۱۵ ورس ۶ میں ہے :-

"پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا" اھ

کتاب پیدائش باب ۳۲ درس ۲۴ میں ہے :-

"کہ یعقوب سے صبح صادق تک تمام رات خدا کشتی کرتا رہا اور صبح کو جب جانا چاہا تو یعقوب نے بغیر برکت لئے جانے نہ دیا"

اوّل کتاب السلاطین باب ۲۲ کے ۲۱ درس میں ہے :-

"ایک روح نکل کر خدا کے سامنے آکھڑی ہوئی – وہ بولی میں روانہ ہوں گی اور جھوٹی روح بن کے اس کے سارے نبیوں کے منہ میں پڑونگی – اور وہ بولا تو اسے ترغیب دیگی اور غالب بھی ہوگی روانہ ہو اور ایسا ہی کر – سو دیکھ خداوند نے تیرے لئے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی ہے"

کتاب پیدائش باب ۳ درس ۲۲ میں ہے :-

"اور خداوند نے کہا، دیکھو! انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کے مانند ہوگیا اور اب ایسا نہ ہو کہ اپنا ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے کچھ لیوے اور کھاوے

اور ہمیشہ جیتا رہے " انتہٰی۔

العیاذ باللہ! اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ کئی خدا ہیں کہ جو حضرت آدمؑ ان میں سے ایک کے مانند ہو گئے۔ نیز بندے کا خدا کے مماثل اور مانند ہونا لازم آتا ہے۔ تیسرے یہ لازم آتا ہے کہ خدا تعالٰی کو حضرت آدمؑ کے ہمیشہ زندہ رہنے سے خوف اور اندیشہ پیدا ہو گیا۔

اور کتاب یسعیاہ کے باب ۳ درس ۱۸ میں ہے:۔

" خدا ان کے اندام نہانی کو کھاڑے گا " اھ

ناظرین اس باب کو آخیر تک ملاحظہ فرمائیں اور کتاب یسعیاہ باب ۴۷ درس ۲ میں ہے:۔

" چکی لے اور آٹا پیس۔ اپنا نقاب اتار اور ساڑی سمیٹ لے اور ٹانگ ننگی کر اور ندیوں سے ہو کر پیدل جا۔ تیرا بدن ننگا کیا جائے گا۔ بلکہ تیرا ستر بھی دیکھا جائے گا " الخ

اور کتاب پیدائش باب ۲۹ درس ۳۱ میں ہے:۔

" جب خداوند نے دیکھا کہ لیاہ سے نفرت کی گئی۔ اس نے اس کا رحم کھولا پر راحل بانجھ رہی "

اور کتاب پیدائش کے باب ۳۰ درس ۲۲ میں ہے:۔

" خداوند نے اس کے رحم کو کھولا اور وہ حاملہ ہوئی " اھ

اور کتاب یوسیع کے باب اول درس دوم میں معاذ اللہ ایک زنا کار عورت اور زناکی لڑکی لینے کے متعلق خدا کا حکم مذکور ہے۔ یہ پورا باب قابل دید ہے۔

اور اسی کتاب کے باب ۳ درس اول میں ہے:۔

" خداوند نے مجھے فرمایا کہ پھر جا اور ایک عورت سے جو اس کے دوست کی پیاری ہے اس پر زنا کرتی ہے، محبت کر " اھ

اے پادریو خدا سے ڈرو۔ کیا یہ چیزیں خدائے قدوس کی قدوسیت کے خلاف نہیں۔

اور یہ کتاب اشعیا باب ۲۱ درس ۳ میں ہے:۔

" خدا کا کلام اسی طرح مذکور ہے۔ میری کمر میں ٹیس ہے۔

اور کتاب اشعیاء باب ۶۴ درس ۷ میں ہے۔

" اے خداوند! تو ہمارا باپ ہے۔ ہم مائی ہیں ..... اور تو ہمارا کمہار ہے " اھ

ان حوالوں سے بخوبی یہ ظاہر ہوگیا کہ ان کتب مقدسہ کے ذریعہ اگر کوئی شخص حق تعالےٰ شانہ کی ذات وصفات کو معلوم کرنا چاہے گا تو اس کو خداوند عالم کی العیاذ باللہ یہ معرفت حاصل ہوگی۔ اسی طرح اگر ان کتب مقدسہ کے ذریعہ اللہ کے پیغمبروں کی شان معلوم کرنا چاہو تو ان مقدس ہستیوں کی جو دیانت وتقویٰ، معرفت وایمان، زہد وعبادت اور محاسن اخلاق واعمال کا پیکر ہیں جن کے فضائل میں قرآن کریم اور احادیث نے ہر جگہ یہی بتایا وہ تمام جہانوں میں خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ بائیبل سے یہ معلوم ہوگا کہ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ یہ سب طالب دنیا شہوت پرست، شرابی کبابی چور زانی شرک وبت پرست تھے۔

چنانچہ مندرجہ ذیل حوالوں کا ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کر لیجیے کہ یہ کتب مقدسہ ہیں یا مغلظات وفواحش کا پلندہ ہیں:۔

(۱) کتاب پیدائش باب ۹ ورس ۲۱:۔

"حضرت نوح علیہ السلام شراب پی کر بدمست اور بدحواس ہوئے کہ تمام ستر برہنہ ہوگیا اور ان کے بیٹوں نے ڈھانکا۔"

(۲) کتاب پیدائش باب ۱۹:۔

"حضرت لوط علیہ السلام نے شراب پی کر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا۔ اور یہ معاملہ دوبار وقوع میں آیا۔"

(۳) کتاب صموئیل ۲ باب ۱۱:۔

"حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بام پر چڑھے اتفاقاً اوریاہ کی جورو (بیوی) بنت سبع کو نہاتے دیکھ کر اس پر فریفتہ ہوگئے اور آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور اس سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوئی۔ پھر اس کے خاوند کو مکروہ تدبیر کر کے مروا ڈالا۔"

دنیا جانتی ہے کہ یہ وہ داؤد ہیں کہ جن کی کتاب زبور کتب مقدسہ میں شامل ہے اور جو عیسائیوں کے خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جد امجد ہیں۔

(۴) کتاب اوّل سلاطین باب ۱۱:۔

"حضرت سلیمان علیہ السلام نے باوجود سخت ممانعت کے عوابی اور عمومی وغیرہ بت پرست

عورتوں کو بیوی بنایا اور خواہش نفسانی کو یہ طغیانی ہوئی کہ سات سو بیگمات اور تین سو حرموں تک نوبت پہنچی ۔ اور پھر ان پر یہاں تک عاشق اور مرید زن ہوئے کہ بتوں کی طرف مائل اور تعمیر بت خانوں میں مصروف اور شامل ہو گئے "

یہ وہ سلیمان ہیں جن کی تصنیفات امثال و غزل الغزلات اہل کتاب میں الہامی مانی جاتی ہیں۔

ان چند حوالوں کو ایک نظر دیکھتے ہی کوئی عاقل شخص ایک لمحہ کیلئے بھی ایسی کتابوں کو الہامی ہرگز ہرگز بھی تصور نہیں کر سکتا بلکہ یقین کرنے پر مجبور ہو گا کہ یہ سب کتابیں محرف اور من گھڑت ہیں اور ان لغویات کا مجموعہ ہیں جن کو ایک مہذب انسان سننا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

مزید برآں ان کتابوں میں فحش مضامین کی بھی کمی نہیں جو نفسانی شہوت کو برانگیختہ کرنے میں ممد و معاون ہیں ۔ بطور نمونہ ایسی چند عبارتیں بھی ملاحظہ فرمایئے ۔

کتاب یسعیاہ باب ۴۲ میں ہے :۔

" خدا کا کلام یہ ہے ۔ میں بہت مدت چپ رہا ، میں خاموش رہا ۔ آپ کو روکتا گیا پر اب میں اس عورت کی طرح جسے درد زہ ہو چلاؤں گا اور ہانپوں گا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لوں گا "

اور نوحہ یرمیاہ کے باب ۳ میں خدا کو ریچھ اور شیر بتایا ہے ۔ اور کتاب حزقیل باب ۲۳ میں ہے :۔

" خداوند کا کلام مجھ کو پہنچا اور اس نے کہا اے آدم زاد! دو عورتیں تھیں ، جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئیں انھوں نے مصر میں زنا کاری کی ۔ وے اپنی جوانی میں یار باز ہوئیں وہاں انکی چھاتیاں ملی گئیں اور وہاں ان کے بکر کی پستان چھوئی گئی ۔ ان میں کی بڑی کا نام اہولا اور اس کی بہن اہولیبہ وے میری جورواں ہوئیں اور بیٹے بیٹیاں جنیں "

اور کتاب یرمیاہ باب ۳ میں ہے :۔

" کہاوت ہے کہ کوئی مرد اگر اپنی جورو نکالے اور وہاں سے جاکر دوسرے مرد کی ہو جائے کیا وہ پہلا اس کے پاس پھر جائے گا ۔ کیا وہ زمین ناپاک نہ ہو گی ۔ لیکن تو نے بہت یاروں کے ساتھ

زناکیا، تب بھی میری طرف پھرا۔" انتہیٰ۔

اور کتاب یسعیاہ باب ۲۳ میں ہے :۔

"اور پھر وہ خرچی کے لئے جائے گی اور ساری زمین کی مملکتوں سے زنا کرائے گی لیکن اس کی تجارت اور خرچی خداوند کے لئے مقدس ہوگی الخ بلکہ اسکی تجارت کا حاصل ان کے لئے ہوگا جو خدا کے حضور رہتے ہیں کہ کھا کے سیر ہو دیں، نفیس پوشاک پہنیں الخ "

سبحان اللہ! مقدس لوگوں کو کیسا پاک مال کھلوایا اور کیسی نفیس پوشاک پہنوائی۔ الہامی بیان اسی کو کہتے ہیں

اور کتاب حزقیل کے باب ۲۳ ورس ۱۹ میں ہے :۔

"تس پر بھی اس نے اپنی جوانی کے دلوں کو یاد کر کے جب کہ وہ مصر کی زمین میں چھنالا کرتی تھی زناکاری پر زناکاری کی۔ ۲۰ سو، وہ پھر اپنے یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا۔" انتہیٰ۔

اور غزل الغزلات، باب ۴ ورس ۱۰ میں ہے :۔

"میری بہن، میری زوجہ، تیرا عشق کیا خوب ہے۔" انتہیٰ۔

اور اس قسم کی بہت سی فحش تشبیہات ہیں جن کے پڑھتے وقت گرجا میں پادری لوگ بلاشبہ آنکھیں نیچی کر لیتے ہوں گے۔ کاش کہ کچھ بھی تدبر سے کام لیتے ہوئے سمجھ جاتے کہ ہرگز یہ کتابیں قابل اتباع اور لائق اعتبار نہیں۔

ف یہ تمام حوالے مقدمہ تفسیر حقانی البیان فی علوم القرآن اور اسلام دلفرانیت سے نقل کئے گئے ہیں۔ ۱۲

نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث وابنیت اور الوہیت کتبِ مقدسہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے

گذشتہ تصریحات سے یہ بات معلوم ہو چکی کہ نصاریٰ جس چیز کے لئے مامور تھے اور حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نے جس آنے والے فارقلیط (نبی آخر الزماں) پر انکا ایمان لانے کا حکم دیا تھا دیدہ و دانستہ اور خوب پہچاننے اور سمجھنے کے بعد بھی انھوں نے اس حکم کی نافرمانی کی ظاہر ہے کہ کسی ایسی قوم کے لئے اپنے مقتدیٰ اور پیشوا کے حکم کی خلاف ورزی کوئی معمولی چیز نہیں یا تو انسان کسی سے اپنے ایمانی اور دینی رشتہ کو وابستہ نہ کرے۔ اور اگر کرتا ہے تو پھر اس پر لازم ہے کہ اسکی اطاعت کرے۔ یہ روش تو خلاف فطرت اور قابل تأسف تھی ہی لیکن اس سے بڑھ کر ظلم وستم یہ کہ نصاریٰ نے جو عقیدے اختیار کئے اور جو کچھ اپنا مذہب دنیا کے سامنے پیش کیا یعنی عقیدۂ الوہیتِ مسیح اور ابنیت اور تثلیث ان میں سے کوئی چیز ہرگز ہرگز اللہ کے کسی بھی پیغمبر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم وتلقین نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہدایت اور ان کے ارشادات کے سراسر منافی ہے جیساکہ آئندہ سطور سے یہ واضح ہو جائے گا۔ حق تعالےٰ کے جتنے پیغمبر جن میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی ہیں۔ اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے ان سب نے اللہ کی توحید کی طرف دعوت دی۔ شرک وکفر اور ہر ایسے عقیدہ سے باز رہنے کے لئے بتاکید واصرار فرمایا جس میں شرک کی ادنیٰ سی بھی جھلک پائی جاتی ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام وحضرت سلیمان علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک نے ایک دفعہ نہیں بلکہ سیکڑوں بار شرک وکفر سے باز رہنے اور حق تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی توحید وعبادت کا حکم فرمایا۔

نصاریٰ کے یہ عقیدے خلاف عقل ہونے کے علاوہ انجیل مقدس کی تصریحات کے بھی خلاف ہیں ۔ خود نصاریٰ اس کے معترف ہیں کہ عقیدۂ تثلیث کے ثابت کرنے کے لئے ۔ ہمارے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ تورات وانجیل کی صریح شہادت ہے اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے کسی نے اس عقیدے کی تعلیم دی ہو۔

بڑے بڑے پادری اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم عقیدۂ تثلیث یعنی اب (باپ) ابن (بیٹا) اور روح القدس (جبرئیل امین) کی الوہیت کے مسئلہ کو سمجھانے اور سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جس پر نہ کوئی دلیل عقلی اور نہ دلیل نقلی اور ایک ایسا گول مول فلسفہ ہے کہ نہ کسی عاقل کی عقل میں آسکتا ہے اور نہ کسی وحشی اور غافل کے حلق کے نیچے اترتا ہے ۔

یہ بات اظہارِ حقیقت سے یقیناً ذرہ برابر متفاوت نہیں ہے کہ عیسائی مشن کی طرف سے عیسائیت کی تبلیغ اصول وقواعد اور مذہبی محاسن اور دلائل حقانیت کو سامنے رکھ کر نہیں ہو رہی ہے بلکہ دولت وثروت اور شہوات کا ایک جال پھیلا ہوا ہے ۔ جس کی وجہ سے ایسے نام نہاد مسلمان "جو صرف اپنے آپ کو مسلمان قوم کا ایک فرد سمجھنے پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے زائد ان کے نزدیک اسلام کا کوئی مفہوم نہیں " محض دولت اور شہواتِ نفس کی خاطر اس جال میں پھنستے ہیں یا یوں کہئے کہ پھنسے ہوئے پہلے ہی ہوتے ہیں ایک نیا کشادہ راستہ شہوت پرستی اور عیاشی کا ان کو نظر آتا ہے اس وجہ سے اس کو اختیار کر لیتے ہیں ورنہ یہ بات ابوسفیان کی شہادت سے ابتدائی سطور میں معلوم ہو چکی کہ کوئی بھی شخص اس دین اسلام کو اختیار کرنے کے بعد بیزار ہو کر اس کو نہیں چھوڑتا ۔ اور یہ بات بحمد اللہ آج اس دور میں بھی ہے جس کے دل میں ایمان سرایت کئے ہوئے ہے اس کو کوئی لالچ دنیا کی کوئی طمع اور خواہشات نفسانیہ کا بڑے سے بڑا جال بھی اپنی طرف مائل نہیں کر سکتا ۔

کیا اس موقعہ پر یہ کہہ دینا درست نہ ہوگا ؟ کہ لالچ اور خواہشات کے جال میں پھنسانا تبلیغ نہیں بلکہ اس کا نام تو اصولاً اغوا ہونا چاہیئے ۔ بہرکیف یہ بات ہر اس شخص کے لئے جو عیسائی تبلیغی اداروں کو ذرا قریب سے دیکھے محتاج وضاحت نہ ہوگی کہ عیسائیت کی تبلیغ دلائل کے بل بوتے پر نہیں ہے مجھ سے خود ایک پادری نے جو اسلام لایا تھا یہ بتایا کہ " ہم لوگ تو یہ عقیدہ کی بحثیں کسی کے سامنے

رکھتے ہی نہیں اور نہ یہ باتیں سمجھنے سمجھانے کی ہیں۔ بلکہ ہم تو صاف صاف یہ کہتے ہیں کہ بتاؤ تم کو کیا چاہیئے ہم وہی مہیا کر دیں گے۔ ایک بڑے پادری کے نوجوان لڑکے جو اسلام لاکر میرے پاس آئے اور اب بھی وہ میرے . . . . ایک دوست کے پاس کراچی میں مقیم ہیں انھوں نے ان اداروں کی اندرونی تفصیلات بتائیں وہ اس قابل نہیں کہ ان کو کسی تحریر کا جزو بنایا جائے ؎۔

؎ اگر کسی صاحب کو اس بات میں تردّد ہو تو میرے پاس تشریف لے آئیں۔ چند سمجھ دار حضرات کی موجودگی میں موصوف سے ان باتوں کی تصدیق کر لیں۔ ۱۲۔

❖

عیسائیوں کے چند مشہور فرقے اور ان کے عقائد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تھوڑے ہی دنوں بعد عیسائیوں میں بہت سخت اختلاف پیدا ہوگیا اور اس وجہ سے ان میں بہت فرقے پیدا ہوگئے جن کا اصول مذہب اور دنیاوی امور میں بھی شدید اختلاف ہے لیکن ان میں زیادہ مشہور چار فرقے ہیں۔ یعقوبیہ۔ ملکانیہ۔ نسطوریہ اور مرقوسیہ۔ ان میں سے فرقہ یعقوبیہ اور ملکانیہ حضرت مسیح کو عین خدا قرار دیتے ہیں ان کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی ذات میں حلول کیا ہے اور اس کے ساتھ متحد ہے اور فرقہ نسطوریہ اور مرقوسیہ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ تین اقنوم (حصّہ) سے مرکب ہے۔ یعنی اس کے تین اجزار ہیں اب (باپ)، ابن (بیٹا)، روح القدس ان میں سے ہر ایک خدا ہے اور ان تینوں کا مجموعہ مل کر ایک خدا ہے یعنی توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید (کہ ایک تین اور تین ایک ہیں) کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس عقیدے کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے مریم کے پیٹ میں جنم لیا اور پھر بندوں کی ابدی نجات کے لئے اپنے اختیار سے مقتول اور مصلوب ہوا اور ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا اور باپ کے دائیں جانب جا کر بیٹھ گیا اور قیامت کے قریب پھر آسمان سے اترے گا تاکہ بندوں کو جزا و سزا دے۔ مسیحی یسوع کو محض خدا نہیں کہتے بلکہ خدائے مجسم کہتے ہیں۔ یعنی خدا جسم میں ظاہر ہوا۔ یہ عجیب قسم کی بھول بھلیاں ہیں کہ ایک تین ہے اور تین ایک ہیں۔ اس عقیدے کے خلاف عقل اور ناقابل فہم ہونے کے ساتھ ہی ساتھ شرک کی گندگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر و تذلیل کا جو مظاہرہ ہو رہا ہے وہ بھی بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کو خدا بھی قرار دیا تو ایسا عاجز و بے کس کہ اس خدا نے اپنے بندوں کے ہاتھوں طمانچے کھائے اس کے منہ پر تھوکا گیا اور پھر مقتول و مصلوب ہوا اور اس کو اتنی قدرت نہ ہوئی کہ وہ اپنے بندوں سے پیچھا چھڑا کر کہیں بھاگ کھڑا ہو۔ معاذ اللہ معاذ اللہ استغفر اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اے مسیحیو سوچو آخر تم نے اپنے اعتقاد میں اپنے خداوند کی کیا درگت بنا رکھی ہے

ے ان فرقوں کی تفصیل کے لئے البیان فی علوم القرآن کی مراجعت فرمائی جائے از ص ۶۱۶ تا ص ۶۳۵

پھر یہ بھی سوچو کہ تم حضرت عیسیٰ کا حق عظمت اور برتری ادا کر رہے ہیں یا وہ مسلمان جن کا قرآن، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی منقبت، بزرگیوں اور ان کے فضائل و کمالات اور انکی والدۂ عفیفہ مریم علیہا السلام کی نزاہت و پاک دامنی کے بیان سے بھرا ہوا ہے؟ ہر صاحب عقل یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ عیسائیوں کے اعتقاد و مذہب کا آئینہ حضرت مسیح کو جبکہ مقتول و مصلوب اور دوسری توہین آمیز خصوصیات کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے تو قرآن اور اسلام ان کو خدا کا ایک مقدس اور برگزیدہ اور باکمال بزرگ ثابت کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں انکی عزت و وجاہت کا اعلان کر رہا ہے۔ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔

ابتدا ہی میں جب اس عقیدے کی نصاریٰ کے درمیان اشاعت ہوئی تو اوس سنجیدہ اور صاحب فہم علماء نصاریٰ مثلاً آریوس نے جو اسکندریہ کا ایک بہت بڑا نامی قسیس (عالم متبحر) تھا۔ بڑی شدت کے ساتھ اس کا رد کیا اور اس نے علی الاعلان حضرت مسیح کی الوہیت سے انکار کیا اور عقیدہ حلول کو لغو اور مہمل قرار دیا۔ وہ صاف طور پر یہ اعلان کرتا تھا کہ خدا ایک ہے اور حضرت عیسیٰؑ خدا کی مخلوق ہیں مگر افضل المخلوقات ہیں وہ اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں۔

آریوس کا بھی یہی عقیدہ تھا آریوس کا یہ عقیدہ جب لوگوں میں شائع ہوا تو اہل تثلیث کو فکر دامن گیر ہوئی اور شہر نائیس میں قسطنطین شاہ روم کے سامنے مجلس مناظرہ منعقد کی۔ آریوس نے اپنے عقیدۂ توحید کی شرح اور تفصیل کی۔ مناظرہ نے طول پکڑا بالآخر مجلس کی اکثریت سے مسئلہ تثلیث طے ہوا اور شاہ قسطنطین نے عقیدہ تثلیث کی حمایت کی اور حکم جاری کیا کہ جو شخص تثلیث سے انکار کرے گا اس کا مال ضبط کیا جائے گا اور اس شخص کو جلاوطن کر دیا جائیگا۔ تب اکثر لوگوں نے بادشاہ کے خوف سے عقیدہ تثلیث پر دستخط کر دیئے اس وقت سے تثلیث کا سلسلہ چلا اور اس عقیدۂ تثلیث پر جو متفقہ تحریر تیار کی گئی اس کا نام امانت رکھا گیا اس امانت کی خیانت کو علامہ آلوسی نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو روح المعانی ص۲۳ ج ۶ پارہ ششم تحت تفسیر ولا تقولوا ثلاثہ۔ و الجواب الفسیح لما لفقہ عبد المسیح از ص۱۶ تا ص۴۱ و لوید جاوید ص۲۵۵ مصنفہ مولانا سید ابو المنصورؒ[۲] ۔

---

[۱] احسن الحدیث فی ابطال التثلیث [۲] بحوالہ احسن الحدیث۔

یونی ٹیرین فرقہ کے لوگ بھی الوہیت کو صرف خدا کے لئے مانتے تھے اور حضرت مسیح کو صرف انسان اور الہام یافتہ کہتے تھے لیکن اب عام طور پر نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالےٰ تین ہیں ایک باپ اور ایک بیٹا اور ایک روح القدس پھر یہ تینوں ایک ہیں اور ایک تین ہیں اور جو نصاریٰ آریوس کی طرح توحید کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قلیل ہیں ؎

بہرکیف نصاریٰ کا یہ عقیدہ تجسیم سراسر عقل کے خلاف ہے۔ معاذ اللہ کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ کسی عورت کے رحم اور شکم میں جنم پکڑے۔ اور پھر اس کے رحم سے اس کی ولادت ہو۔ سُبْحَانَہٗ وتعالیٰ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

پھر آخر یہ بات تو بھی اس تقدیر پر قابل غور ہوگی جو مولود ہوگا وہ والد اور والدہ کی فرع ہوگا اور لامحالہ فرع اصل کا ماتحت ہوتا ہے اس لئے جو مولود ہوگا وہ یقیناً محتاج ہوگا اور بھلا یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ ایک شئی محتاج کو خدا قرار دیا جائے۔ حاشا وکلّا احتیاج اور خدائی ہرگز ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا ایک عورت کا رحم اور اس کا شکم خدا کو اپنے احاطے میں لے سکتا ہے حالانکہ کائنات عالم خدا کا احاطہ کرنے پر قادر نہیں۔

عیسائیوں کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے بیٹا (مسیح) باپ سے متولد ہوا اور ان، دونوں سے روح القدس متولد ہوئے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السّلام تو خدا کے بیٹے ہوئے اور روح القدس (جبریل امین) خدا کے پوتے ہوئے اس لئے کہ بیٹے کا بیٹا پوتا ہی ہوتا ہے۔ عجیب منطق ہے کہ باپ بیٹا اور پوتا سب مل کر خدا ہیں اور تینوں ایک اور پھر ایک تین نیز جبکہ نصاریٰ کے نزدیک خدا تعالےٰ اب (باپ) ہوا اور مسیح خدا کے بیٹے ہوئے اور حضرت مریم کا تو والدہ مسیح ہونا مسلم ہی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسّلام معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا کی زوجہ ہوئیں۔ یہی وہ خلاف عقل اور محال باتیں ہیں جو کوئی سنجیدہ انسان سننے کے واسطے بھی تیار نہیں ہو سکتا۔ حق تعالےٰ ایسے ہی لغو اور مہمل تصورات کا رد فرماتے ہیں

"بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ" "(وہی زمینوں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کے اولاد اور فرزند کہاں اور نہ

؎ بحوالہ احسن الحدیث۔

صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ذَٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۔

اس کی کوئی بیوی ہے اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے جس ذات کی یہ شان ہے وہی تمہارا خدا اور معبود ہے اور پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہر چیز کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو وہی ہر چیز کا کارساز اور نگہبان ہے ۔

کیا نصاریٰ اس بات کی جرأت کریں گے کہ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا اور مریم صدیقہ کو انکی والدہ تسلیم کرتے ہوئے ذات خداوندی کا کسی کے ساتھ زن و شوئی کے تعلقات کا تصور کریں گے اگر ایسی جرأت نہیں کر سکتے تو پھر چاہیئے کہ عقیدہ ابنیت سے توبہ کریں۔

نصاریٰ کا یہ تحیر کہ کبھی تو حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں اور کبھی انکو عین خدا کہتے ہیں اور کبھی خدا کے مساوی اور ہم پلہ بتاتے ہیں اور کبھی یہ کہ وہ خدا کی ایک صفت ہیں۔

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

کا مصداق بنا ہوا ہے۔

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کس وقت اس قوم کو اس حیرت کدۂ ظنون و اوہام کی ظلمتوں سے نجات ملے گی۔ آقانیم ثلثہ کا قول تو اختیار کر لیا لیکن پھر اسکی تاویل میں سرگرداں اور حیران ہیں اقنوم اب کے متعلق کبھی کہہ دیتے ہیں کہ ذات خداوندی مراد ہے۔ کبھی یہ کہ وجود اور کبھی یہ کہ جود لینی کرم اسی طرح اقنوم ابن کے متعلق کبھی یہ کہ کلمہ مراد ہے کبھی یہ کہ علم مراد ہے اور کبھی یہ کہ نطق اور گویائی۔ علی ہذا اقنوم ثالث میں بھی یہی حیرانی ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ حیات مراد ہے اور کبھی یہ کہ قدرت۔ غرض یہ کہ یہ سب متضاد باتیں ہیں اور کسی درجہ میں بھی قابل فہم نہیں۔ ادھر تمام انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عبادت کرنا نماز اور روزہ رکھنا تفرع و زاری کرنا۔ دعائیں مانگنا مذکور ہے تو اگر حضرت مسیح عین خدا ہیں تو عبادت آخر وہ کس کی کرتے تھے کس کو پکارتے تھے اور کس سے مانگتے تھے؟ نصاریٰ جواب دیں۔ سوچیں اور خوب غور و فکر کریں اور خوب مشورہ کر لیں۔ لیکن

خدارا ذرا ہم کو یہ باتیں کچھ تو سمجھائیں۔ ہم جواب کا انتظار کریں گے۔

عقیدۂ تثلیث یا اقانیم ثلثہ کی ایک حقیقی تمثیل۔

ان عقائد وتصورات کا تو وہی حال ہے جو کتاب الفارق بین المخلوق والخالق صہ۳۶۹ میں تین، مجوسیوں کے واقعات کے ضمن میں بیان کیا گیا کہ مجوس میں کے تین آدمی نصرانی بنے اور کسی پادری کی شاگردی میں داخل ہوئے اس پادری نے ان تین اشخاص کو مسیحی مذہب کے ضروری عقائد کی تعلیم دی خصوصاً عقیدۂ تثلیث ان کو اچھی طرح سمجھایا اور بتلایا کیونکہ عقیدۂ تثلیث ان کے مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے۔ چنانچہ یہ تین آدمی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس پادری کی خدمت میں رہ پڑے اتفاق سے اس پادری کا کوئی دوست بغرض ملاقات آگیا۔ دوست نے پادری سے پوچھا کہ کیا اس مدت میں کوئی نصرانی بھی بنا ہے۔ پادری نے کہا ہاں تین آدمی نصرانی بنے ہیں۔ اس دوست نے پوچھا کیا ان اشخاص نے مسیحی مذہب کے کچھ ضروری عقائد بھی سیکھ لئے ہیں۔ پادری نے کہا ہاں۔ اور ان تین میں سے ایک کو بلایا تاکہ دوست کو دکھلائے کہ یہ کیسا لائق ہوگیا۔ جب وہ شخص حاضر ہوگیا تو پادری نے اس سے عقیدۂ تثلیث کے متعلق دریافت کیا اور کہا کہ بیان کرو اس شخص نے بتایا کہ آپ نے مجھ کو یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تین ہیں۔ ایک آسمان میں ہے اور دوسرا خدا مریم عذرا کے بطن سے پیدا ہوا اور تیسرا خدا یعنی (روح القدس) وہ ہے جو کبوتر کی شکل میں (مسیح بن مریم) پر نازل ہوا جبکہ دوسرا خدا تیس برس کا ہوگیا۔ یہ سنکر پادری کو غصہ آگیا اور اس کو نکال دیا اور کہا کہ یہ بالکل نادان اور احمق ہے بعد ازاں دوسرے شاگرد کو بلایا اور اس سے عقیدۂ تثلیث کے متعلق سوال کیا اس نے کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ تعلیم دی ہے کہ خدا تین تھے جن میں سے ایک کو تو صلیب دیدی گئی اور وہ مرگیا اب صرف دو باقی رہ گئے ہیں اس پر بھی پادری صاحب کو غصہ آگیا اور اس کو دھکا دیکر نکال دیا پھر تیسرے شاگرد کو بلایا۔ تیسرا بنسبت پہلے دو کے سمجھ دار تھا اور بڑا شوقین و محنتی تھا۔ عقائد کو خوب یاد کرتا۔ پادری نے اس سے کہا تم عقیدۂ تثلیث کو بیان کرو۔ اس تیسرے شاگرد نے کہا کہ آپ نے مجھ کو جو کچھ سکھایا ہے اس کو میں نے خداوند یسوع کی برکت سے خوب اچھی طرح سمجھ کر یاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک تین ہیں اور تین ایک ہیں۔ جن میں سے ایک صلیب دیدیا گیا اور مرگیا۔ اور پھر

؎ بحوالہ احسن الحدیث فی ابطال التثلیث ۱۲۔

ایک کے مارے جانے سے تینوں خدا مر گئے کیونکہ تینوں خدا ایک ہیں اور باہم متحد ہیں۔ لہٰذا ایک کا مرنا تینوں کا مرنا ہے ورنہ پھر باہم اتحاد نہ رہے گا غرض کہ یہ توحید و تثلیث جب ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مربوط ہیں تو پھر لامحالہ ان تین میں سے کسی ایک کے مصلوب ہونے سے تو انجام یہی ہونا چاہیئے واقعی ان تینوں نے عقیدۂ تثلیث کی بڑی اچھی حقیقت سمجھی۔

عیسائی مذہب کی بناء پر شان خداوندی کا ایک ادنیٰ نمونہ

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نصاریٰ حیارٰی یہ کہتے ہیں کہ خداوند ذوالجلال نے اپنی شان رفعت و اجلال سے اتر کر اوّل اپنی پیدا کی ہوئی (باندی) مریم کے پردۂ رحم میں نزول فرمایا ایک عرصہ تک وہیں مقیم رہا۔ پردۂ رحم میں ہی اپنی باندی کے بطن سے غذا حاصل کر کے نشوونما پاتا رہا اور پھر جس طرح اس کے تمام بندے شکم مادر سے پیدا ہوتے آئے ہیں اسی طرح وہ بھی ایک روز اپنی باندی کے پیٹ سے پیدا ہوا اور عرصہ تک اس کا دودھ پیتا رہا اور اسی کی گود میں پلتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد باندی نے اپنے خدا کا دودھ چھڑایا اور اس کو پڑھایا لکھایا اور تعلیم دی اور اپنے حقوق کا لسے پابند بنایا۔

جب خدا جوان ہو گیا اور اپنے بندوں کے سامنے اپنی خدائی کا اعلان کیا تو اس کے بندوں میں سے یہود بے بہبود جن کو اسی نے پیدا کیا اور اسی نے انکو رزق دیا اور اسی کے حکم سے اب وہ زندہ ہیں اپنے خداوند اور خالق رزاق سے منحرف ہو کر اس کی دشمنی پر آمادہ ہو گئے اور خاطر خواہ اپنے خداوند خالق اور معبود و رزاق کو خوب ذلیل اور رسوا کیا اور اپنے خدا کو قتل کرنے کے لئے خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے درختوں میں سے ایک لکڑی سے کر صلیب تیار کی اور خدا کو اس آفتاب کی تمازت میں لے جا کر کھڑا کیا کہ جو روزانہ اسی خدا کے حکم سے طلوع و غروب ہوتا ہے۔ پھر اس خدا نے اپنے بندوں سے یہ درخواست کی کہ مجھ کو ان چشموں سے جن کو میں نے تمہارے لئے زمین پر جاری کیا ان میں سے ایک گھونٹ پانی لا کر پلا دو۔ مگر بندوں نے ایک نہ سنی اور بجائے پانی کے کچھ سرکہ لا کر پلا دیا۔ جب حوادث اور مصائب نے خدا کو ہر طرف سے گھیر لیا تو گھبرا کر یہ کہنے لگا۔ الہٰی الہٰی!! لمٰ سبقتنی۔ اے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

ف یعنی مبتلائے حیرت ۱۲۔

اس پر بھی بندوں کو رحم نہ آیا اور چوروں کی طرح پکڑ کر سولی دیدی۔ جب خدا مر گیا تو صلیب سے اتار کر اس کو قبر میں دفن کر دیا۔ ایک دو عورت یا مرد کا بیان ہے کہ تین دن کے بعد پھر خدا زندہ ہو گیا۔ پھر اپنی اصلی شان جلال کی طرف عود کر گیا۔

استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سبحانہ
وتعالیٰ عمّا یقول الظالمون علوا کبیرا

یہ خطوط و نقوش تو عیسائی مذہب کے آئینہ میں مسیح بن مریم علیہ السلام کے یا شان خداوندی کے آپنے ملاحظہ کر ہی لئے۔ اس کے ساتھ قدرے ایک جھلک قرآن کریم کی بھی دیکھ جلیئے کہ قرآن کریم حضرت مسیح علیہ السلام کو کس شان عظمت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے سورۂ آل عمران میں مسلسل چند آیات سے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے فضائل اور انکی عزت و شرف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ محترمہ کی عظمت و برتری اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا پسندیدہ اور منتخب ہونا اور تمام جہان کی عورتوں پر انکی فضیلت اور انکی زندگی میں حق تعالےٰ کی عبادت اور تقویٰ جیسے کمالات کو، بیان کیا گیا اس کے بعد ارشاد فرمایا (گویا یہ سب مضامین حضرت مسیح علیہ السلام کی فضیلت کو بیان کرنے کے واسطے بطور تمہید بیان کئے گئے)۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ
اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ
اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ
وَجِیْہًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ
فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ
قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ
وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ۔
قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ

"جبکہ فرشتے بولے اے مریم بیشک اللہ بشارت سناتا ہے تجھ کو ایک کلمہ کی اپنی طرف سے جس کا نام مسیح ہے جو بیٹا ہے مریم کا جو بڑے رتبے والا ہے دنیا میں اور آخرت میں اور وہ اللہ کے مقربوں میں سے ہے اور باتیں کرے گا وہ لوگوں سے جبکہ ماں کی گود میں ہوگا اور اس وقت بھی جبکہ وہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں سے ہوگا۔ مریم بولی اے میرے رب کہاں سے ہوگا میرے

مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰیٓ اَمْرًا
فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ
وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَرَسُوْلًا
اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ قَدْ
جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ
كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ
فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ
وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ
وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ
وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

(آل عمران)

لڑکا اور حال یہ ہے کہ ہاتھ بھی نہیں لگایا، مجھ کو کسی آدمی مرد نے فرمایا اسی طرح پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہے۔ جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو بس یہی کہہ دیتا ہے اسکو ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور سکھائے گا اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور توریت و انجیل اور بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف (بایں طور کہ ان سے اس طرح مخاطب ہوگا) کہ بے شک لے کر آیا ہوں میں تمہارے پاس نشانیاں، تمہارے رب کی طرف سے بنا دیتا ہوں، میں تم کو گارے سے پرندہ جیسی شکل پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا ہوا جانور اللہ کی قدرت سے (اور اس کے حکم سے) اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو، اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں میں تم کو جو چیزیں تم کھاؤ اور جو چیزیں تم رکھ کر آؤ اپنے گھروں میں بے شک اس میں ایک بڑی نشانی ہے تمہارے واسطے اگر تم یقین رکھتے ہو۔"

اسی طرح سورہ مریم میں ہے جبکہ مریم عذرا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور لوگ اعتراض و طعن کرتے ہوئے آنے لگے تو مریم علیہا السلام نے اسی حال میں

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا کہ اس بچے سے پوچھ لو۔ لوگ تو کہہ ہی رہے تھے کہ ہم اس شیر خوار بچہ سے بات کریں جو ماں کی گود میں ہے۔ ..... تو اسی لمحہ . . . . . .

حضرت عیسیٰ بول پڑے ۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۔

کہ میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو بنایا ہے اس نے نبی، اور بنایا مجھ کو برکت والا، جہاں بھی کہیں میں ہوں اور تاکید کی مجھے نماز اور زکوٰۃ کی جب تک کہ میں زندہ ہوں اور سلوک کرنے کی اپنی ماں کے ساتھ اور نہیں بنایا اللہ نے مجھ کو زبردست (سخت دل)، ناکام و محروم رہنے والا ۔

قارئین کرام ! ملاحظہ کر لیا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو عیسائی اس شان کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ ذلیل و حقیر اور ناکام ہوئے دشمنوں نے ستایا اور ترسایا منہ پر طمانچے مارے گئے اور تھوکا گیا اور سولی پر لٹکا یا گیا وہ اللہ کو پکارتے ہی رہے اے اللہ ! اے اللہ ! تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔ قرآن کریم ان ہی مسیح کو عزت و وجاہت، والا بزرگ، برگزیدہ و منتخب اور صاحب سعادت و نیک بخت علمی اور عملی خوبیوں اور کمالات سے متصف اور اللہ کی نشانیوں اور قدرت خداوندی کے دلائل سے مؤید و مضبوط بارگاہ خداوندی میں مقرب اور عزت و شرف کا مالک اور انکو محروم و ناکام نہ ہونے والا ظاہر کر رہا ہے۔ اور بڑی قوت کے ساتھ، اس بات کا ذکر کر رہا ہے کہ دشمن اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوئے بلکہ انکی عزت و آبرو کو اللہ تعالےٰ نے پوری طرح دشمنوں کی سازش سے محفوظ رکھا نہ قتل کر سکے بلکہ اللہ نے انھیں اپنے پاس اٹھا لیا ہے اور وہ آسمان میں زندہ اللہ کے پاس ہیں ۔

آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ حضرت مسیح کی ان عیسائیوں نے جو ان پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں تنظیم و تکریم کی یا اہل اسلام نے انکی سچی عظمت و برتری کا دنیا کے سامنے اعلان کیا۔ اسی برہان کا ایمان ہے اور اسی ایمان و عقائد کی قیامت تک ترجمانی کرتے رہیں گے ۔

کیا اس موقع پر یہ کہدینا صحیح نہ ہوگا۔؟ یقیناً صحیح ہوگا۔ عیسائیوں کی تمام مذہبی اور اعتقادی زندگی کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جس بات کی وصیت اور حکم فرمایا انھوں نے اسکی نافرمانی کی اور جو کچھ انکی تعلیم وہدایت تھی اس کو مسخ کرکے توحید کو شرک کی گندگی سے آلودہ کردیا۔ اللہ نے جو عظمتیں اور فضیلتیں حضرت مسیح کو دی تھیں انھوں نے اس کے برعکس ایسے توہین آمیز قصے ان کے بارے میں وضع کئے کہ کسی قسم کی ذلت اور حقارت کا کوئی درجہ باقی نہ چھوڑا کہ جو ان کے واسطے تجویز نہ کردیا ہو اور حتی کہ ان کے واسطے ایسی ذلت کی موت تجویز کی جو انتہائی بدترین اور ذلیل انسان کی موت ہوسکتی ہے استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

عقیدۂ تثلیث والوہیت مسیح کا کتب مقدسہ سے ابطال:۔

کتب مقدسہ اور انبیاء سابقین کے صحیفوں میں کسی ایک جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں ہے بلکہ خدا کے تمام پیغمبر توحید ہی کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِىْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم اس کی طرف یہی وحی بھیجتے تھے کہ نہیں ہے میرے سوا کوئی معبود پس (اسے لوگو!) تم میری ہی عبادت کرو۔"

توریت سفر استثنار باب ۴ آیت ۳۵ - ۳۶ -

"یہ سب تجھ ہی کو دکھایا گیا تا کہ تو جانے کہ خداوند ہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

توریت سفر استثنار باب ۶ آیت ۴ -

سن لے اے بنی اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔

توریت سفر استثنار باب ۳۲ آیت ۳۹ -

اب دیکھو کوئی معبود میرے ساتھ نہیں اور میں ہی مارتا ہوں اور میں ہی جلاتا ہوں۔

کتاب اشعیاہ باب ۴۶ آیت ۹ -

میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں، میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔

عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث اور الوہیت مسیح کو انجیل مقدس رد کر رہی ہے

جس طرح کہ تمام صحف انبیاء اور توریت میں کسی جگہ بھی تثلیث کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ خداوند عالم کی توحید ہی کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا گیا۔ یہی حال انجیل کا بھی ہے ناقابل فہم ہے یہ چیز کہ ایک قوم بڑی قوت کے ساتھ اپنے اس عقیدے کی اشاعت کرتی ہو اور حال یہ کہ خود اسکی مقدس کتاب اس عقیدے کی تردید کر رہی ہو بلکہ اس کے برعکس جگہ جگہ اعلان توحید پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انجیل میں کسی جگہ بھی لفظ تثلیث موجود نہیں اور نہ حضرت عیسیٰؑ نے اور نہ ان کے حواری نے کسی کو یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو بلکہ انجیل میں جا بجا صاف صاف یہی تعلیم ہے کہ خدا تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے جیسا کہ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

البتہ بے شک کافر ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ مسیح بن مریم اللہ اور خدا ہیں حالانکہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اے نبی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ تحقیق جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ان ظالم مشرکوں کا کوئی مددگار نہیں۔

انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۷

یسوع نے کہا کہ میں اپنے اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔

انجیل یوحنا باب ۱۷ آیت ۳

ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ اھ

خط کشیدہ جملوں سے صاف عیاں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ معاذ اللہ خدا نہیں۔

انجیل مرقس باب ۱۲ آیت ۲۸

اس سے پوچھا کہ سب حکموں میں اوّل کونسا ہے۔ ۲۹۔ یسوع نے جواب دیا کہ اوّل یہ ہے ۳۰۔ اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔

انجیل مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲

اے استاد کیا خوب تو نے سچ کہا ہے کہ وہ۔ ایک ہی ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں۔

انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۷

تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے۔ انتہٰی ۱۲۔ یعنی تمام عیبوں سے منزہ صرف ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات پاک ہے۔

انجیل متی باب ۲۷ آیت ۴۶

یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی۔ لما سبقتنی۔ یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اھ

انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۴

اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اھ یعنی خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا رسول اور فرستادہ ہوں خدا نہیں ہوں۔

انجیل متی باب ۲۳ آیت ۲۴

زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ رکھو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے اھ یعنی خدا ایک ہی ہے۔

انجیل متی باب ۲۳ آیت ۹

یسوع نے شاگردوں سے کہا کہ یہیں بیٹھے رہنا۔ جب تک میں دعا مانگوں اھ۔ اور ظاہر ہے کہ دعا مانگنا بندہ کی شان سے ہے خدا کی شان نہیں کہ وہ دعا مانگے۔

انجیل لوقا باب ۴ آیت ۸،۷

یسوع نے کہا کہ تو اپنے خداوند کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ آھ۔ افسوس کہ نصاریٰ ان نصوص صریحہ اور دلائل عقلیہ کے مخالف ہیں اور تثلیث میں بہکے جا رہے ہیں۔ نصاریٰ میں ایک فرقہ یونی ٹیرین اس وقت بھی امریکہ اور لندن میں موجود ہے جو گروہ تثلیث کا سخت منکر ہے صرف خدا کی عبادت کے قائل ہیں اور یسوع مسیح مریم اور فرشتوں کی عبادت کے قائل نہیں ہیں اور خدا کی عبادت کے قائل ہیں۔

نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا

کا بیٹا قرار دینے کیلئے عجیب استدلال

انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۲۸

توما نے حضرت مسیح کو ان الفاظ سے خطاب کیا اے میرے خداوند اے میرے خدا۔ اھ۔ حضرت مسیح کے سامنے یہ الفاظ کہے پس اگر حضرت مسیح خدا نہ تھے تو یقیناً ان الفاظ کے استعمال سے منع فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح (العیاذ باللہ) خدا ہیں۔

جواب

محاورۂ بائیبل میں لفظ خدا وسیع معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ کبھی خدا بول کر مرشد کے معنی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی فرشتہ اور معلم اور استاد اور رئیس اور ہادی مراد ہوتے ہیں چنانچہ سفر خروج باب ۷ آیت اول میں ہے۔ فقال الرب لموسیٰ اُنظر انا جعلتک الٰھا لفرعون۔ خدا نے موسیٰ سے کہا۔ دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا بنایا۔

اس جگہ الہ سے ہادی اور مرشد کے معنی مراد ہیں اور اردو تراجم میں اس طرح ترجمہ کیا ہے فرعون کے لئے خدا بنایا۔ اھ۔ اگر خدا کے حقیقی معنی مراد ہوتے تو اس تاویل کی کیا حاجت تھی۔ اور زبور باب ۸۲ آیت ۶ میں ہے۔ میں نے تو کہا تم الٰہ ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ اھ اور انجیل یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۲۔ یسوع نے انھیں جواب دیا۔ الی قولہ ۳۴ کیا تمہاری شرلیعت میں یہ نہیں لکھا کہ تم خدا ہو۔ الخ۔ اور اس آیت پر حاشیہ میں (زبور ۸۲ آیت ۶ سے) لکھا ہوا ہے جس کا

حاصل یہ ہے کہ حضرت مسیح ان الفاظ سے نوشتہ زبور کو یاد دلا رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس مقام پر کہ تم خدا ہو اس کے سوا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ تم خدا کے نیک بندے ہو تو معلوم ہوا کہ لفظ خداوند جو پچھلی شریعتوں میں ان معانی میں مستعمل ہوتا تھا تو جیسے وہ دوسرے پیغمبروں کے بارے میں استعمال کیا جانا ان کی الوہیت کی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بھی اس کا استعمال ان کے خدا ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

★ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق خدا کا بیٹا ہونا اس دلیل سے ثابت کرتے ہیں کہ انجیل متی باب ۳ آیت ۱۷۔ آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ (یعنی حضرت مسیح) میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اھ۔ اور ایسا ہی انجیل متی باب ۷، آیت ۲ میں ہے تو اس سے ثابت ہوا مسیح، خدا کے بیٹے تھے۔

جواب

بائبل میں حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے حضرات کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ پس ابنیت مستلزم الوہیت کو ہے تو یہ سب خدا اور الٰہ ہونے چاہئیں۔ انجیل لوقا باب ۳ آیت ۳۸ آدم ابن اللہ۔ سفر خروج باب ۴ آیت ۲۳۔ خداوند نے یوں فرمایا کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ پوٹھا ہے اھ کتاب یرمیاہ باب ۱۳ آیت ۹۔ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پوٹھا ہے۔ یرمیاہ باب ۳۱ آیت ۲۰۔ افرائیم میرا بیٹا ہے۔ تواریخ اول باب ۲۸ آیت ۶ میں نے اسے (سلیمانؑ) چن لیا کہ میرا بیٹا ہو اور میں اس کا باپ ہوں۔ تواریخ اول باب ۲۲ آیت (۱) وہ (سلیمان) میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہونگا۔ زبور باب ۶۸ آیت ۵ یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا ولی۔ اھ

ان آیات کے پڑھنے کے بعد غالباً کسی کو بھی اس میں اشتباہ نہ رہا ہوگا کہ خدا کا بیٹا بول کر یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ خدا کا نیک بندہ ہے جیسا کہ پولس کے خطوط سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ انجیل متی باب ۶ آیت اوّل اور انجیل متی باب ۶ آیت ۱۴ میں خدا کے فرزندوں سے نیک بندے مراد لئے گئے اور انجیل یوحنا باب ۸ آیت ۴۴ میں شیطان کے بیٹوں سے شریر لوگ مراد لئے گئے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ محاورۂ بائبل میں جب لفظ ابن اللہ بولا جاتا ہے تو اس سے ظاہری

معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا سے تعلق رکھنے والا جیسے آل فرعون سے مراد یہ ہوتی ہے کہ فرعون سے تعلق رکھنے والے اور فرزندانِ وطن سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وطن سے تعلق رکھنے والے۔ پس نامعلوم نصاریٰ نے کس طرح حقیقتاً خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ پر یہ عنوان حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے تو مذکورہ بالا حوالوں میں جن جن پیغمبروں کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کیا گیا ہے نصاریٰ کو چاہیئے کہ ان سب کو خدا کا بیٹا قرار دیں۔ نعوذ باللہ۔

نصاریٰ ذرا سوچیں کہ آخر عقل کیا اس قسم کے تصورات قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

دلائلِ ابطالِ تثلیث وعقیدۂ الوہیتِ مسیحؑ

حق تعالیٰ شانہٗ نے نصاریٰ کے ان باطل عقائد کو نہایت قوت اور شدت کے ساتھ عقلی دلائل وبراہین سے رد فرمایا اور ایسے واضح اور روشن دلائل حضرت مسیح کی الوہیت اور عقیدہ تثلیث کے رد کے لئے ذکر فرمائے کہ ادنیٰ غور وفکر سے ہر انسان بخوبی حق سمجھ سکتا ہے اور جس طرح کہ آفتاب طلوع ہونے پر انسان مجبور ہے کہ دن کا وجود تسلیم کرے ورنہ عقل ونظر سے تہی دامنی پر مہر تصدیق کردے اسی طرح یہ دلائل اپنے اس مقصد کو ثابت کر رہے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ
قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ
مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا
اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَمَا

خدا کی قسم کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ مسیح بن مریم خدا ہیں حالانکہ مسیح یہ کہتے تھے کہ اے نبی اسرائیل خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے تحقیق جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک گردانے اس پر اللہ نے جنت کو حرام کیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور شرک کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں اور بے شک کافر ہیں وہ

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ
لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ
وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ
اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا
يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ
نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ
اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اگر یہ اپنے کفر سے باز نہ آئے تو انکو دردناک عذاب پہنچے گا۔ اللہ کی طرف کیوں نہیں رجوع کرتے اور خدا سے کیوں نہیں استغفار کرتے اللہ تعالےٰ تو بڑی مغفرت والا رحم والا ہے مسیح بن مریم صرف اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں اور انکی والدہ صدیقہ ہیں اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ غور تو کرو ہم کس طرح سے دلائل بیان کرتے ہیں اور وہ کہاں سیدھے راستے سے ہٹے جاتے ہیں کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو کہ جو تمہارے لئے کسی نفع اور ضرر کی مالک نہیں اور اللہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ان آیات میں حق تعالےٰ شانہ نے نصاریٰ کے ایمان کی صداقت اور اسکی نوعیت کو بیان فرماتے ہوئے یہ ظاہر اور ثابت فرمایا کہ ان کا عقیدہ تثلیث اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننا خلاف عقل اور خلاف فطرت اور محالات عقلیہ میں سے ہے (اور خود حضرت مسیح کی تصریحات کے بھی خلاف ہے) اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے جس کو دنیا جانتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ معاذ اللہ خدا کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہو سکتا پیدائش الوہیت کے منافی ہے۔ نیز یہ کہ پیدائش وجود بعد العدم پر دلالت کرتی ہے اور یہ حق تعالےٰ کی ذات کے ازلی اور ابدی ہونے کے منافی ہے۔

نیز یہ کہ حضرت مسیح خدا ہوتے تو بنی اسرائیل سے یہ کیسے کہتے کہ اے بنی اسرائیل عبادت

کر وایک اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی جیسا کہ انجیل مرقس باب ۱۲ آیت ۲۹ میں تصریح ہے اے اسرائیل سن ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اسی پر خدا کے تمام پیغمبر متفق ہیں اور توریت وانجیل اسی کی شہادت دے رہی ہیں۔ بالفرض اگر یہ عقیدہ تثلیث الیساحق تھا کہ اس کے بغیر نجات کا امکان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر مسیح علیہ السلام تک کسی بھی پیغمبر نے اس عقیدہ کی طرف "نہ صراحتہً" اور نہ "اشارتاً" متوجہ کیا خود حضرت مسیح نے ایک مرتبہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ خدا تین اقنوم ہیں۔

نیز یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے رسول تھے جس طرح کہ خدا کے دوسرے رسول اور پیغمبر گزرے ہیں اور جس طرح حضرت مسیح سے معجزات کا ظہور ہوا اسی طرح اور انبیاء سے بھی معجزات ظاہر ہوتے رہے تو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات ان کی الوہیت کی دلیل ہیں تو یہ بات اوروں میں بھی تھی بہرکیف جس طرح معجزات اور انبیاء کے لئے دلیل نبوت و رسالت ہیں نہ کہ دلیل الوہیت اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے لئے بھی معجزات دلیل نبوت و رسالت ہوں گے اور اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا الوہیت کی دلیل ہے تو اس وصف میں حضرت آدم اور ملائکہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ وہ تو نہ باپ سے نہ ماں سے پیدا ہوئے اور اگر مردوں کو زندہ کرنا خدائی کی دلیل ہے تو حضرت الیاسؑ اور حضرت الیسع کا بھی کتاب السلاطین باب ۷ میں مذکور ہے اور اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر اٹھ جانا اس کی دلیل ہے تو فرشتے دن رات آسمانوں پر آتے جاتے ہیں۔

نیز اس وجہ سے بھی اعتقاد الوہیت باطل ہے کَانَا یَاکُلٰنِ الطَّعَامَ کہ وہ دونوں مسیح اور ان کی ماں کھانا کھاتے تھے تو جو کھانا کھاتا ہوگا وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے اس لئے کہ یہ احتیاج کی دلیل ہے اور کھانے کا محتاج ہونا۔ حتی کہ اس کے تمام اسباب کا محتاج ہونا کہ ہوا، دھوپ، پانی اور تمام وسائل زراعت کا تو جوان تمام حاجتوں کی جکڑبندیوں میں گھرا ہوا ہو وہ کیونکر خدا ہو سکتا ہے خدا کی شان تو یہ ہے کہ وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو اور سارا عالم اسی کا محتاج و دست نگر۔ فقر و احتیاج عبدیت کا نشان ہے اور استغنا و بے نیازی حق تعالےٰ کی خصوصیت ہے۔

یَاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۔

احتیاج اور خدائی ان دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا محالات عقلیہ میں سے ہے اور اگر اس۔

احتیاج کے باوجود حضرت مسیح کو خدا مانا جاسکتا ہے اور نصاریٰ اس کے ساتھ اپنے کو خدا پرست بھی کہتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہندو سری رام اور کنہیا جی کو معبود مان لینے کی وجہ سے مشرک کہلائیں۔

نیز اس وجہ سے بھی الوہیت مسیح باطل ہے کہ خدا کی شان نفع اور ضرر کا مالک ہونا ہے اور مسیح علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ میں تمہارے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔ اور بقول نصاریٰ حضرت مسیح نے صلیب پر چیخ چیخ کر جان دیدی، اور وہ اپنی جان بھی نہ بچا سکے تو کسی اور کو ضرر سے کیا بچالیں گے؟ جواب ظاہر ہے۔

غرض ان آیات میں ایسے ہی دلائل کی طرف اشارہ ہے جن کی بنا پر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح کی الوہیت کا اعتقاد باطل اور سراسر عقل کے خلاف اور کل انبیاء مرسلین کی تعلیم اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صریح ارشادات کے منافی ہے۔

الوہیت عیسیٰ بن مریم ؑ کے بارے میں نصارائے نجران کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ

عیسائیوں کا بظاہر یہ خیال تھا کہ ہم اہل کتاب اور صاحب علم و فضل ہیں نبی امی ہم سے کیا مناظرہ کر سکیں گے؟ اپنے اس خیال و زعم میں ساٹھ عیسائیوں کا ایک معزز و موقر وفد نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں چودہ آدمی خاص طور پر نہایت ہی معزز اور صاحب حیثیت تھے اور ان چودہ میں تین شخص خصوصی امتیاز اور اپنی قوم میں سیادت و سرپرستی کا مقام رکھتے تھے ایک شخص امیر و سردار عبدالمسیح دوسرا اس کا وزیر اہم جو رائے اور تدبیر میں اپنی تمام قوم کا مرجع الامر تھا تیسرا ابوحارثہ بن علقم جو ان کا سب سے بڑا عالم اور لاٹ پادری تھا سلاطین روم نے اس کی مذہبی اور علمی صلاحیتوں کو دیکھ کر اس کی بڑی تعظیم و تکریم کے علاوہ بیش بہا مالی امداد دی اس کے واسطے گرجے تعمیر کئے اور مذہبی امور میں سب سے اعلیٰ منصب پر

وفد نصارائے نجران کے مناظرہ کی یہ تفصیل والد محترم حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی وامت فیوضہم کے رسالے احسن الحدیث فی ابطال التثلیث سے ماخوذ ہے۔ مزید تفصیل کے لئے تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی رح کی مراجعت فرمائی جائے۔

اس کو فائز کیا۔

یہ وفد بڑی شان وشوکت اور آن بان سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کے لئے آیا جس کی پوری تفصیل سیرت محمد بن اسحٰق میں منقول ہے۔ سورۂ آل عمران کی ابتدائی (۸۳) آیتیں اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئیں وفد نے آنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے بارے میں گفتگو کی۔ گفتگو کرنے والے یہی تین لوگ تھے۔ عبدالمسیح۔ ایہم۔ اور لاٹ پادری ابوحارثہ بن علقم۔ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے استدلال میں یہ کہا۔

(۱) عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔

(۳) عیسیٰ علیہ السلام غیب کی باتیں بتاتے تھے۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام مٹی کی مورتیں بناتے اور پھر ان میں پھونک مارتے اور وہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زندہ ہوکر پرند بن جاتے اور ان تمام چیزوں کا قرآن کریم نے اقرار کیا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ خدا تھے۔

اور حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے پر اس طرح استدلال کیا کہ۔

(۱) وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے، معلوم ہوا کہ وہ خدا کے بیٹے تھے۔

(۲) نیز حضرت عیسیٰ نے گہوارہ میں کلام کیا۔ ان سے پیشتر کسی نے گہوارہ مادر میں کلام نہیں کیا۔ یہ بھی خدا کے بیٹا ہونے کی دلیل ہے۔

اور مسئلہ تثلیث یعنی حضرت عیسیٰ کے ثالث ثلاثہ ہونے پر یہ استدلال کیا کہ حق تعالےٰ جا بجا یہ فرماتے ہیں فَعَلْنَا وَ اَمَرْنَا خَلَقْنَا وَ قَضَیْنَا۔ ہم نے یہ کام کیا ہم نے یہ حکم دیا، ہم نے یہ پیدا کیا۔ ہم نے یہ مقدر کیا۔ یہ تمام صیغے جمع کے ہیں اور جمع کا اقل درجہ تین ہے۔ پس اگر خدا تعالےٰ ایک ہوتا تو صیغۂ جمع کا استعمال نہ ہوتا بلکہ بجائے صیغہ جمع کے مفرد کا صیغہ استعمال ہوتا اور یوں کہا جاتا فَعَلْتُ وَ اَمَرْتُ وَ خَلَقْتُ وَ قَضَیْتُ، میں نے کیا۔ میں نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا۔ میں نے مقدر کیا اس وفد کے یہ مایۂ ناز استدلال تھے جس پر ان کو اپنے علم

پر فخر اور ناز تھا۔ جن کی حقیقت اہل عقل اور اہل فہم کی نظر میں اوہام اور خیالات سے زیادہ نہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات اور ارشادات سنیئے۔

(۱) فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ لَا يَكُوْنُ وَلَدٌ اِلَّا وَهُوَ يُشْبِهُ اَبَاهُ قَالُوْا بَلٰى

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ وفد نے کہا کیوں نہیں اور یہ سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ خدا تعالےٰ بے مثل اور بے چون وچگون ہے کوئی شے اس کے مشابہ نہیں

(۲) قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَاَنَّ عِيْسٰى يَاْتِيْ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ قَالُوْا بَلٰى۔

بعد ازاں آپ نے وفد سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے کبھی بھی اس کو موت نہیں آسکتی اور عیسیٰ ؑ کو ضرور موت اور فنا آنے والی ہے یعنی قیامت سے پہلے۔

وفد نے اقرار کیا کہ بے شک یہ صحیح ہے، ایک نہ ایک وقت ان پر موت اور فنا ضرور آئے گی اور ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ پر موت اور فنا کا طاری ہونا ناممکن ہے

(تنبیہ) نصاریٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ مصلوب ومقتول ہو کر مر چکے ہیں۔ لیکن حضور پر نور نے ان کے الزام کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے عقیدے کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو موت آچکی ہے۔ وہ خدا کیسے ہوئے کہ یہ امر خلاف واقعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ مقتول ہوئے، نہ مصلوب ہوئے۔ بلکہ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور چند روز کے بعد وفات پائیں گے جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے واضح ہے اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وہی کلمہ نکلا جو واقعہ کے

موافق تھا۔ خلافِ واقعہ چیز کا نبی برحق کی زبان سے نکلنا مناسب نہیں۔ اگرچہ اس کا ذکر محض بطور الزام ہو۔ اور عجب نہیں کہ نصاریٰ نے اس کا اقرار اس لئے کیا ہو کہ ہمارے عقیدے کے مطابق ہم پر الزام اور حجت اور بھی ہو جائے گی نیز نصاریٰ میں مختلف فرقے ہیں۔ ایک فرقہ کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے نزدیک آسمان سے نازل ہونے کے بعد وفات پائیں گے۔ تو ممکن ہے کہ اس وفد کے لوگ اسی عقیدے کے ہوں جو اسلام کے مطابق ہے۔

(۳) قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علیٰ کل شیئٍ یکلؤہ ویحفظہ ویرزقہ قالوا بلیٰ قال فھل یملک عیسیٰ من ذالک شیئا قالوا لا۔

پھر آپ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ حق تعالےٰ ہی ہر چیز کے وجود کے بنانے والے اور اس کے محافظ و نگراں اور رزق رساں ہیں۔ انھوں نے کہا بیشک آپ نے فرمایا تو بتلاؤ کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں سے کسی چیز کے مالک اور قادر ہیں یعنی کیا عیسیٰ علیہ السلام نے بھی مخلوقات کو وجود عطا کیا ہے اور اپنی قدرت سے ان کے لئے سامان بقا پیدا کیا ہے انھوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو ان چیزوں پر قادر نہیں۔

(۴) قال افلستم تعلمون ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیئٌ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ قال فھل یعلم

پھر آپ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ پر زمین اور آسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں انھوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے بجز اس چیز کے جس کا اللہ تعالےٰ نے ان کو علم دے دیا تھا کوئی

عیسیٰ من ذالک شیئاً الا ما عُلِّم قالوا لا ۔

کوئی اور شے بھی جانتے تھے انہوں نے کہا نہیں یعنی اقرار کیا کہ حضرت عیسیٰ عالم الغیب نہ تھے ۔

(۵) قال فان ربنا صوّر عیسیٰ فی الرحم کیف شاء

پھر آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے عیسیٰ علیہ السلام کی مریم کے رحم میں اپنی مرضی کے موافق صورت بنائی کہا ہاں ۔

(۶) الستم تعلمون ان ربنا لا یأکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلیٰ ۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدائے تعالےٰ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ پاخانہ اور پیشاب کرتا ہے ۔ انھوں نے کہا بے شک ۔

(۷) قال الستم تعلمون ان عیسیٰ حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثُمّ وضعتہٗ کما تضع المرأۃ الصبی ثم کان یأکل الطعام و یشرب الشراب و یحدث الحدث قالوا بلیٰ ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اسی طرح حاملہ ہوئیں جس طرح ایک عورت اپنے بچے کو پیٹ میں رکھتی ہے ۔ اور پھر اس طرح عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور بچوں کی طرح ان کو غذا دی گئی اور پھر بڑے ہوئے اور وہ کھاتے اور پیتے تھے اور پیشاب اور پاخانہ کرتے تھے ۔ وفد نے کہا بے شک ایسے ہی کرتے تھے ۔

(۸) قال فکیف یکون ھٰذا

آپ نے فرمایا جب تم کو ان سب باتوں

کما زعمتم فعرفوا ثم ابوا الا جحودًا فانزل اللّٰہ الٓمّٓ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم عن الربیع تفسیر درمنثور۔

کا اقرار ہے تو بتاؤ کہ ایسا ہو کر عیسیٰ خدا کیسے ہو سکتے ہیں جیسا کہ تمہارا زعم ہے۔ پس آپ کے ارشاد کے بعد انھوں نے حق کو خوب پہچان لیا مگر جان بوجھ کر انکار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل فرمائیں الٓمّٓ اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم الخ۔

پوری آیتیں جو اس بارے میں نازل ہوئیں وہ یہ ہیں۔

الٓمّٓ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ نَزَّلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ۔ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ھُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور سارے عالم کا کارساز ہے اور نگہبان ہے۔ اسی نے آپ پر ایک برحق کتاب نازل کی جو تمام کتب سماویہ کی تصدیق کرنے والی ہے اور اسی نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اور زبور کو لوگوں کی ہدایت کے لئے اتارا۔ جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ بڑا زبردست اور بدلہ لینے والا ہے۔ تحقیق اللہ پر کوئی شے آسمان اور زمین کی پوشیدہ نہیں وہی ہے جو رحم مادر میں جس طرح چاہتا ہے صورت بناتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی غالب اور حکیم ہے۔

حق جل شانہ نے ان آیات میں دو مسئلوں کو بیان فرمایا ایک الوہیت مسیح کا ابطال

اور دوسرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات اور نہایت ایجاز اور اختصار کے ساتھ ہر مسئلہ کے دلائل اور براہین کی طرف اشارہ کیا۔ اول ہم مسئلہ الوہیت مسیح کو لیتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱) یہ دعویٰ ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ خدا کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حی ہو یعنی ازل سے لیکر ابد تک زندہ ہو موت اور فنا کا اس پر طاری ہونا محال ہو اور ظاہر ہے کہ یہ بات حضرت مسیح پر صادق نہیں۔

(۲) دوم یہ کہ خدا کی شان یہ ہے کہ وہ قیوم یعنی سارے عالم کا کارساز، نگہبان، محافظ اور رزاق وہی ہو نصاریٰ کے زعم کے مطابق حضرت مسیح تو اپنی بھی حفاظت اور نگہبانی نہ کر سکے۔ اور بھوکے پیاسے صلیب پر جان دیدی سارے عالم کے محافظ اور رزاق کہاں ہو سکتے ہیں۔

(۳) تیسرے یہ کہ وہ خدا ہے جو غالب اور قاہر ہو اور اپنے دشمنوں سے بدلہ اور انتقام لینے پر پورا پورا قادر ہو اور نصاریٰ کے عقیدے پر حضرت مسیح یہود سے اپنا انتقام نہیں لے سکے عجب نہیں کہ۔ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ میں اسی طرف اشارہ ہو۔ دشمنوں کو سزا تو کیا دے سکتے اپنے آپ کو ظالموں کے پنجے سے بھی نہ چھڑا سکے بس ایک عاجز مخلوق کو خدا اور خدا کا بیٹا کہنا باپ اور بیٹے دونوں پر عیب لگانا ہے۔

(۴) چوتھے یہ کہ خدا کا علم اس درجہ محیط ہو کہ آسمان اور زمین کی کوئی شے اس پر پوشیدہ نہ ہو۔ کما قال ان اللہ لا یخفی علیہ شئ فی الارض ولا فی السماء

اور انجیل سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔ چنانچہ انجیل لوقا کے چوتھے باب کے پہلے درس میں ہے۔

"کہ یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردن سے لوٹا اور چالیس دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا۔ اھ"

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح عالم الغیب نہ تھے ورنہ کسی کی رہنمائی اور ہدایت کی کیا حاجت تھی نیز انجیل لوقا کے باب ہشتم درس ۴۳ میں ہے۔

۰ کہ ایک بیمار عورت نے پیچھے سے آکر حضرت مسیح کی پوشاک کا کنارا چھوا، فوراً اچھی ہوگئی حضرت مسیح نے دریافت کیا کس نے مجھے چھویا" الیٰ آخرہ۔

پس اگر عالم الغیب تھے تو پوچھنے اور تحقیق کرنے کی کیا ضرورت تھی خود بخود معلوم ہو جاتا۔

پانچوں یہ کہ خدا کی قدرت ایسی کامل ہونی چاہئیے کہ رحم مادر میں جیسی صورت چاہے ویسی ہی بنا سکے خواہ ماں اور باپ دونوں کے ملنے سے یا صرف عورت سے پیدا کر دے اس میں عیسائیوں کے اس سوال کا بھی جواب ہو گیا کہ جب حضرت مسیح کا کوئی ظاہری باپ نہیں تو بجز خدا کے کس کو باپ کہیں اس کا جواب ہو گیا ہے کہ خدا کو قدرت ہے کہ جس طرح چاہے رحم میں تصویر بنائے اور ظاہر ہے کہ حضرت مسیح میں یہ قدرت نہ تھی خود انھیں کی تصویر رحم مادر میں بنی پس وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔

وفدان سب باتوں کو بلاچون وچرا تسلیم کر رہا تھا اور ظاہر ہے کہ روز روشن کی طرح واضح دلائل میں کس کو بولنے کی مجال ہو سکتی ہے۔ مگر انسان کی فطرت عجیب ہے اپنی بات کی ضد میں ہر حقیقت کو ٹھکرا دینے پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔

نصاریٰ نجران پر حق تو واضح ہو گیا مگر دیدہ و دانستہ اسکو قبول کرنے سے انکار کیا۔

دوسرا مسئلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ہے اس کے اثبات کی طرف بھی ان آیات میں عجیب طرح سے اشارہ فرمایا۔ وہ یہ کہ توریت اور انجیل کا کتاب الٰہی اور صحیفۂ آسمانی ہونا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا نبی ہونا تو تم کو مسلم ہے پس جس دلیل سے توریت اور انجیل کا کتاب الٰہی ہونا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا نبی اور رسول ہونا مانتے ہو اس سے کہیں زیادہ قرآن کریم کے کتاب الٰہی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے کی دلیلیں موجود ہیں۔

قرآن کریم کہ جو علوم ہدایت، فصاحت اور بلاغت سعادت اور شقاوت حلت اور حرمت مکارم اخلاق اور محاسن آداب، مبدأ اور معاد سیاست ملکیہ مدنیہ کی تشریح اور تفصیل میں بے مثل اور بے نظیر ہے جس کا ہر حکم عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہے۔ تمام کتب الٰہیہ کا مُصدِّق ہے اور تمام حضرات انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ اور لباب ہے ایسی کتاب کے کتاب الٰہی ہونے میں کیا شک ہے۔ اور جس نبی پر ایسی جامع کتاب نازل ہوئی ہو اس کے نبی اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت پر اگر کوئی دلیل نہ ہوتی تو

فقط قرآن کریم ہی آپ کی نبوت کی کافی دلیل تھا لیکن حق جل وعلا نے قرآن کریم کے علاوہ اس قدر بے شمار آیات بینات اور دلائل نبوت آپ کو عطا فرمائے کہ اگر تمام انبیاء و مرسلین کے معجزات جمع کئے جائیں تو آنحضرت کے معجزات سب سے بڑھے رہیں گے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ جو کتاب تمام کتابوں سے ہر شان میں افضل و اعلیٰ ہو اور جو نبی علوم ہدایت اور دلائل نبوت میں تمام انبیاء سے افضل اور برتر ہو اس کو نہ مانا جائے اور جو کتاب قرآن کے ہم پلہ نہ ہو اور جو نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ نہ ہو اس کو نبی مان لیا جائے۔ یہ بعینہ ایسا ہی ہے کہ یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مانا جائے اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو نہ مانا جائے۔ یا حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا کو تو خدا کا پیغمبر مانا جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے اور رسالت سے انکار کر دیا جائے۔

حکیم اجمل خاں کو طبیب حاذق مان لیا جائے مگر ابن سینا اور جالینوس کے طبیب تسلیم کرنے میں تامل ہو۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آیات میں ذکر فرمودہ دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا بھی رد فرمایا اور اس کے ساتھ ہی دلیل و برہان سے اپنی نبوت کا اثبات بھی فرمایا کہ جس دلیل سے خدا کے تمام پیغمبروں کی نبوت ثابت ہے اس سے زیادہ اعلیٰ و اکمل دلیل سے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہے۔

وفد کے نمائندہ گفتگو کرنے والے بہر کیف دوران گفتگو یہ سمجھ چکے تھے کہ بیشک آپ اللہ کے نبی مرسل ہیں اور آپ کی نبوت اور رسالت کی حقانیت ان کے دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ اس وقت تو پورے وفد کے ساتھ واپس چلے گئے۔ مگر سب سے پہلے ابو حارثہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ پر اسلام لائے جو بعد میں کسی معرکہ میں شہید ہوئے۔

چند روز بعد عبد المسیح اور ایہم بھی مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور ابو ایوب انصاری رضؓ کے مکان پر ٹھہرے تھے۔ تفصیل کے لئے کتب سیرت کی مراجعت فرمائی جائے۔

(خلاصۂ کلام)

ان بیان کردہ دلائل اور تفصیلات سے بہر کیف مقصد واضح ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام اور انجیل مقدس اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی بشارتیں سناتے رہے۔ اور بنی اسرائیل کو ان پر ایمان لانے کا حکم دیتے رہے تو ہر وہ شخص جو فہم اور عدل و انصاف سے کام لے گا اس کو اس مقصد کے سمجھنے اور قبول کرنے میں کسی قسم کا تردد نہیں ہو سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والوں پر لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

اور یہ کہ عیسائیوں نے جو کچھ عقائد اختراع اور ایجاد کئے وہ سراسر عقل اور نقل اور حضرت مسیح کی ہدایات و تعلیم کے خلاف ہیں اور جن کتب مقدسہ پر ایمان لانا ضروری سمجھتے ہیں ان میں تحریفات کی کوئی حد و انتہا نہیں رکھی۔

امید ہے کہ انصاف پسند حضرات ہماری اس تحریر پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے دنیا انصاف پسندوں سے کبھی خالی نہیں رہتی۔

اختتام تحریر پر مناسب سمجھتا ہوں کہ مسیحی مبلغین حضرات کی طرف سے اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں ان کے جواب بھی پیش کر دوں تاکہ اس نوع کے کئے جانے والے اعتراضات سے قلوب میں جو اوہام و شکوک پیدا ہوں تو ان کا ازالہ ہو جائے۔

اسلام پر عیسائیت کے حملے اور ان کا جواب

کچھ عرصہ ہوا حیدر آباد سے ایک صاحب کا خط موصول ہوا تھا جس میں انھوں نے کسی پادری صاحب سے سنے ہوئے چند اعتراضات اسلام پر لکھ کر بھیجے تھے کہ وہ ان اعتراضات کو سن کر کچھ تردد اور شبہ میں پڑ گئے ہیں۔ جواب کے لئے انھوں نے یہ خط لکھا۔

بطور جواب خط ناچیز نے جوابات لکھ کر بھیج دیئے تھے جس کی اشاعت پر علمی حلقوں کی طرف سے پسندیدگی کا اظہار کیا گیا۔ مناسب سمجھا کہ ان سوالات اور ان کے جوابات کو اس تحریر کا جزو بنا دیا جائے۔ کیونکہ بالعموم پادری صاحبان اسی قسم کے اعتراضات سے مسلمانوں کے

دلوں میں اوہام وشکوک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

سوالات

(۱) حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ کو قرآن شریف نے صدیقہ کہا ہے اور انکی شان میں ، واصطفٰک علی نساء العالمین بیان کر کے بتا دیا کہ اسکو تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت دی ہے ۔ اس کے برخلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں آیا ۔

(۲) حضرت مسیح علیہ السلام کو گود میں ہی کتاب دی گئی جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے ۔ انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب ۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال بعد خداوند کریم نے کتاب دی ۔

(۳) قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے ۔ لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہ قرآن کریم میں اور نہ ہی کسی حدیث صحیح میں مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر آیا ہے ۔

(۴) حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر دو ہزار سال سے بیٹھے ہیں اور قرب قیامت مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے نازل ہوں گے بخلاف اس کے آنحضرت صلعم فوت ہو کر زمین میں دفن ہیں ۔

(۵) قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات بیان کئے گئے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کریم میں کوئی معجزہ بیان نہیں کیا گیا ۔

(۶) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے پرندے بنائے بخلاف اس کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پرندہ نہیں بنایا ۔

(۷) مسیح علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا نہیں کہا گیا ۔

(۸) اللہ تعالٰی نے تمام نبیوں کو استغفار کا حکم دیا ہے سوائے مسیح علیہ السلام کے ۔

(۹) قرآن کریم میں مسیح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ علم غیب جانتے تھے لیکن رسول کریم

صلعم کے متعلق علم غیب سے لاعلمی ہی کا قرآن کریم میں ذکر ہے نیز لکھا ہے کہ سوائے خدا کے کوئی بھی غیب کے متعلق خبر نہیں رکھتا۔

(۱۰) قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے متعلق دیگر اقوام پر قیامت تک غالب رکھنے کا وعدہ ہے مسلمانوں پر بھی ان کا غلبہ ثابت ہے۔

(۱۱) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول ہوگا جب تمام اہل قرآن ان پر ایمان لائیں گے۔ یہ تمام مندرجہ بالا حوالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مسیح علیہ السلام افضل ہیں۔ پادری صاحب نے الوہیت مسیح ثابت کی ہے۔

مندرجہ بالا اعتراضات پادری صاحب نے کئے تھے۔ میں نے یہاں علماء سے بھی رجوع کیا تھا لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کرنا پڑرہا ہے کہ میری تسلی ان کے جوابات سے نہیں ہوئی۔ بعض دوستوں نے ان سوالات کے حل کے لئے آپ کا اسم گرامی بتایا ہے۔ اس لئے جناب کی خدمت میں تحریر ہے کہ ان اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیکر مشکور فرمائیں۔ میری اور میرے دوستوں کی بے چینی دور فرمائیں جو کہ ان غلط فہمیوں کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے۔ آپ نے بھی ان اعتراضات کا جواب نہیں دیا تو میں پادری صاحب کو حق پر سمجھوں گا۔

(المرسل) فیض محمد بی۔اے

۲/۲۷۵ رسالہ روڈ حیدرآباد

باسمہٖ تعالےٰ

جوابات

مکرمی جناب فیض محمد صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

آپ کا مکتوب موصول ہوا جو چند سوالات پر مشتمل ہے جن کا حاصل وہ چند وجوہ ہیں جنکی بنا پر بعض عیسائی مبلغوں نے حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی فضیلت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فضیلت و برتری پر جو حق تعالےٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر عنایت فرمائی اعتراضات کیے ہیں ان تمام سوالات یا اعتراضات کے جواب سے قبل ایک بات تمہید کے طور پر سمجھ لینا ضروری ہے وہ یہ کہ مذکورہ سوالات کے ضمن میں جو تمام فضائل مسیح بن مریم علیہ السلام کے ذکر کیے ہیں وہ تمام قرآن شریف سے ہی ثابت ہیں اس قرآن جسے تمام عالم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سنا تو یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ان سب فضیلتوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہے اور انھیں کے واسطے سے دنیا کو مسیح بن مریم کے یہ کمالات معلوم ہوئے گویا ان فضائل اور کمالات کی بخشش و عنایت بارگاہِ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ محسن اس سے افضل ہے جس پر احسان کیا جارہا ہے پھر عقلاً یہ بات بھی مسلم ہے کہ کسی کے کمال کا اظہار خود اس ظاہر کرنے والے کے کمال کی دلیل ہے کہ اس ذات کو کسی کے کمال و فضیلت کے بیان اور اظہار میں کوئی جھجک اور ادنیٰ تامل بھی نہیں یہ ایثار و احسان اسکی طرف سے ہوتا ہے جس کی فضیلت دنیا میں مسلم ہو۔

اگر قرآن ان فضائل کو بیان نہ کرتا تو دنیا کو مسیح بن مریمؑ اور انکی والدہ کی فضیلت تو کیا معلوم ہوتی اہل کتاب کی محرف اور بے بنیاد باتوں اور بیہودہ خیالات کی اشاعت کی وجہ سے تو آنے والی نسلیں نہ معلوم مریم علیہا السلام اور مسیح بن مریم علیہ السلام کے متعلق کیا کیا نظریات قائم کرتیں۔ تمام عیسائیوں پر یہ احسان صرف قرآن اور صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کاہے کہ سیدتنا مریم علیہا السلام کی پاکدامنی اور نساء عالمین[1] پر انکی برتری کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور کمالات نبوت سے دنیا کو روشناس کرایا اور ان کے دشمنوں کے جو لغو اعتراضات اور بیہودہ خیالات تھے انکی بڑی تفصیل و وضاحت سے تردید کی اگر قرآن اور صاحب قرآن کا یہ احسان عظیم نہ ہوتا تو دنیا مسیح علیہ السلام کی نبوت و فضیلت تو درکنار ان اور انکی والدہ کی عفت و پاکدامنی اور شرافت نسبی سے بھی ناواقف ہی رہتی ۔ بائیبل و انجیل سے دنیا کو مسیحی مذہب سے متعلق سوائے اوہام و شکوک اور چند ناقابل فہم اور خلاف عقل باتوں کے اور کچھ نہ ملتا ۔ یا پھر کچھ ایسی ہی چیزیں پائی جاتیں جو عام بازاری ۔ شہوت پرست ۔ عیاش اور بد اطوار انسان کے سوا کسی میں قابل تصور نہیں ہو سکتیں ۔ ان فحش اور غیر مہذب حوالوں کے لئے مقدمہ تفسیر حقانی از صـ۵۷۶ ملاحظہ کیا جائے ۔ وہ وہ فحش تشبیہات ہیں کہ نہ معلوم پادری لوگ گرجاؤں میں کس طرح انکو سناتے ہوں گے یا شرم سے اپنی آنکھیں نیچی کر لیتے ہوں گے ۔ عیسائیوں کو اپنی کتاب سے اگر کچھ ملتا تو وہ یہی کہ ان کے پیغمبر بیت اللحم کے اصطبل کے اندر پیدا ہوئے جیسا کہ انجیل لوقا کے دوسرے باب میں تصریح ہے ۔ مسیح بیت اللحم کے اصطبل کے اندر پیدا ہوا ۔ یا پھر یہ نظر آتا کہ یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب انکی ماں مریم کی منگنی یوسف سے ہوئی تو انکے جمع ہونے سے پہلے وہ حاملہ پائی گئی ۔ تب ان کے شوہر یوسف نے چاہا کہ انھیں چپکے سے چھوڑ دیں الخ بحوالہ تفسیر حقانی ج ۱ صـ۵۸ (اس بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے مسیح بن مریم کا بزعم نصاریٰ خدا کا بیٹا ہونا تو کیا ثابت ہوگا ۔ صحیح نسب کا مسئلہ حل ہونا بھی مشکل ہوگا) ۔

اس کے مقابل قرآن کریم جس عظمت و احترام سے حضرت مسیح کی ولادت اور پاکدامنی اور نزاہت کا ذکر کرتا ہے ۔ قرآن کی ان آیات کو دیکھکر ہر انسان اپنے قلب کو ہر دو کی عظمت و فضیلت و عفت و پاکدامنی سے لبریز پاتا ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے سورۂ مریم ، آل عمران اور سورۂ تحریم) اور اگر عیسائیوں کو اپنی کتاب میں اپنے پیغمبر کے بارے میں کچھ ملتا ہے تو وہ ایسے شرمناک الفاظ ہیں کہ کوئی عاقل انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ان اقوال کی نسبت نہیں کر سکتا مثلاً انجیل یوحنا کے باب ۱۶ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے "مجھ سے پہلے جس قدر

---

[1] اس زمانے کی عورتیں مراد ہیں جس زمانے میں مریم علیہا السلام موجود تھیں ۔ ۱۲

انبیاء آئے سب چور و رہزن تھے۔ پھر اسی قول کی تقلید کرتے ہوئے پولوس مقدس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب میں کیا گستاخی کرتے ہیں۔ ہم موسیٰ کی مانند عمل نہیں کرتے جس نے اپنے چہرہ پر پردہ ڈالا تھا تاکہ بنی اسرائیل بخوبی نہ دیکھ سکیں۔ الخ

معاذ اللہ کیا یہ اقوال ایسے ہیں کہ کسی پیغمبر کی طرف انکی نسبت کی جائے۔ الغرض قرآن کا یہ بڑا احسان براہ راست نصاریٰ پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ کی حقیقی فضیلت اور برتری کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور کمالات نبوت اور دلائل نبوت کو بھی بیان کر دیا بس یہی ایک سبب بہت کافی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء سے افضل ہونے کے لئے کہ آپ کی کتاب کے ذریعے خدا کے پیغمبروں کی سچی اور پاکیزہ شخصیت پہچانی جاتی ہے۔

جسطرح قرآن دوسرے انبیاء کے فضائل کو واضح طریق پر بیان کرتا ہے ایسا ہی مسیح علیہ السلام تک جتنے پیغمبر گذرے ہیں سب ہی کے فضائل ایک سے ایک نرالے انداز میں قرآن بیان کر رہا ہے

انتشار۔ یہ تمام فضائل کا ذکر اپنے ایک ایک حرف کے ساتھ گواہی دے رہا ہے۔ کہ ان سب فضیلتوں سے بڑھ کر خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے جنکی وحی انبیا علیہم السلام کی نبوت ان کے کمالات اور معجزات پر ایک مُہر ثبوت ہے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اصل سوالات کے جواب نمبروار تحریر ہیں۔ یہ جواب چونکہ صرف ایک خط کے جواب کی حیثیت سے ہیں اس لئے ان میں بعض ایسی تفصیلات کی گنجائش نہ تھی جو دین کے اصول موضوعہ کے درجہ میں ہیں۔ اور ان میں بعض امور ضمنی اعتبار سے قدرے محتاج توضیح و تشریح ہیں انکی تشریح موجب طول ہوتی اس بناء پر اجمالی طور پر مختصراً بقدر ضرورت جواب تحریر کر رہا ہوں۔ آپ کی تحریر سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ بفضل تعالےٰ آپ حق کے متلاشی ہیں اس لئے عرض ہے کہ اگر تحریر ہذا کے پڑھنے کے بعد کوئی خلجان یا شبہ باقی رہ جائے تو کسی وقت زبانی اس کو حاصل فرمالیں اس ضمن میں آپ انشاء اللہ مزید امور پر بخوبی مطلع ہو سکیں گے۔

جواب نمبر ۱

بیشک۔ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰؑ کی والدہ کا ذکر کیا اور انکو صدیقہ کہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں لیکن اس سے مسیح کی حضورؐ پر

فضیلت لازم نہیں آتی حضرت مسیحؑ کی والدہ کے ذکر کی وجہ تو یہ ہے کہ یہودان پر بہتان لگاتے تھے اس بناء پر انکی عفت و پاکدامنی کا ذکر کیا گیا اس کے برخلاف حضورؐ کی والدہ کے بارے میں کوئی دشمن بھی ایک حرف بدگمانی کا نہیں لگاتا تھا اس وجہ سے انکے ذکر کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرت عیسیٰؑ کی ولادت حق تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے بلا باپ کے ہوئی تھی قرآن نے اوجہ سے انکی ولادت کا خاص اہتمام سے ذکر کیا برخلاف دیگر انبیاء کے کہ انکی ولادت کا مسئلہ کسی اعتراض یا شبہ کا محل نہ تھا۔ اس لئے قرآن نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

جواب نمبر ۲

حضرت مسیح علیہ السلام کو نبوت اور کتاب انجیل ماں کی گود میں نہیں دی گئی البتہ گفتگو بے شک ماں کی گود میں انھوں نے کی جس کا قرآن نے ذکر کیا ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ماں ہی کی گود میں کتاب و نبوت دونوں چیزیں شیر خوارگی کی حالت میں دے دی گئیں۔ تو بھی آنحضرت صلعم پر اس وجہ سے فضیلت لازم نہیں آتی۔ عقلی اعتبار سے اس سے بڑھکر کمال تو یہ ہے کہ ایک توم کسی شخص کو چالیس برس کی طویل مدت تک اسی طرح دیکھتی رہے کہ نہ وہ ایک حرف لکھ سکتا ہے اور نہ پڑھ سکتا ہے اور پھر ناگہاں اسی کی زبان سے علوم ہدایت اور معارف و حقائق کے سمندر جاری ہو جائیں اور وہ کلام جو دنیا کو اپنے مقابلے کا اعلان چیلنج کرے اور تمام دنیا اس کے مقابلے سے عاجز رہے۔ عرب کے فصیح و بلیغ اس جیسی ایک سطر بھی پیش نہ کر سکیں یقیناً یہ کلام ماں کی گود میں کلام کرنے سے بڑھ کر ہے۔ پھر یہ بات بھی ثابت ہے کہ مسیحؑ کی طرح، ماں کی گود میں دو اور بچوں نے بھی کلام کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:-

ماں کی گود میں سوا تین بچوں کے اور کوئی نہیں بولا۔ ایک حضرت عیسیٰؑ۔ دوسرا وہ بچہ جو جریج کے زمانے میں تھا۔ تیسرا ایک اور بچہ۔ واقعہ کی تفصیل کے لئے صحیح مسلم کی مراجعت کیجائے جریج عابد و زاہد شخص تھا جو اپنی ماں کی ایک غلط بددعا کی وجہ سے ایک فتنہ میں مبتلا ہوا کہ ایک بدکار عورت اس کے گرجا کے قریب پناہ لینے والے چرواہے سے زنا کر کے حاملہ ہوئی اور ولادت پر یہ کہہ دیا یہ تو جریج سے پیدا ہوا ہے۔ اس نو مولود بچہ نے لوگوں کے سامنے گواہی دی کہ میرا باپ تو وہ چرواہا ہے دوسرا ایک اور بچہ جو ماں کی گود میں دودھ پی رہا تھا اس

کی ماں نے ایک شہسوار کو گزرتے دیکھ کر تمنا کی کہ اے اللہ تو میرے بیٹے کو ایسا ہی بنا دے۔ تو اس بچے نے کہا کہ اے پروردگار! تو مجھے ایسا نہ بنا۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۳۔

تو معلوم ہو گیا کہ ماں کی گود میں بات کرنا عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت نہیں یہ چیز تو عام بچوں کے لئے بھی قدرت خداوندی نے ظاہر کی ہے۔

جواب نمبر ۳:-

مادر زاد نابیناؤں کو تندرست اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ حضرت عیسیٰ ع کو اس وجہ سے دیا گیا کہ اس زمانے میں طب کو بہت عروج تھا اور خداوندِ عالم کی یہ سنّت رہی ہے کہ جس زمانے میں جو چیز سب سے زائد معیار ترقی اور عروج پر ہوتی اسی نوع کا انبیاء کو معجزہ دیا جاتا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ یہ کمال طاقتِ بشریہ سے بالا و برتر ہے اور اس کا ظہور صرف قدرت خداوندی کی طرف سے ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری کا فن شباب پر تھا تو حضرت موسیٰ کو وہ معجزے دیئے گئے کہ جن کے سامنے بڑے بڑے جادوگر عاجز رہے اور اس کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اسی چیز کو ملحوظ رکھتے ہوئے سمجھ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فصاحت و بلاغت کا زور تھا تو اس مناسبت سے آپ کو قرآن کا معجزہ دیا گیا جس کی فصاحت و بلاغت نے عرب کے مایۂ ناز شعراء کو عاجز کر دیا نیز اگر کوئی ایک معجزہ کسی پیغمبر کو دیا گیا اور کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا تو یہ بات اس دوسرے پیغمبر کی تنقیص کی دلیل نہیں۔

اگر حضرت موسیٰ ع کو اور حضرت عیسیٰ ع کو تخت سلیمانی نہیں دیا گیا تو یہ حضرت موسیٰ ع و عیسیٰ ع میں، نقصان کا باعث نہیں۔ اسی طرح اگر حضرت سلیمان ع ید بیضاء اور عصاء کے معجزہ سے خالی رہے تو وہ بھی انکی تنقیص کی دلیل نہیں اور اگر عقل و دانش سے کام لیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ درحقیقت قرآن کا، معجزہ اس قسم کے تمام معجزات سے بڑھ کر ہے۔ اوّل تو اس لئے کہ قرآن ایک عقلی معجزہ ہے اور مردوں کو زندہ کرنا عصا اور ید بیضا وغیرہ معجزاتِ حسیہ ہیں اور ظاہر ہے کہ حسی معجزے صرف انہیں انبیاء کے زمانے تک محدود رہے جب تک وہ انبیاء دنیا میں رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نہ کسی نے ید بیضاء کا معجزہ دیکھا اور نہ عصاء کا اسی طرح آج عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ

کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے ہماری نظروں کے سامنے نہیں ہے اور قرآن کا معجزہ قیامت تک دنیا دیکھتی رہے گی اور اس پر ایمان لاتی رہے گی اسی بنا پر آپ کا فرمان ہے کہ خدا کے ہر پیغمبر کو ایسے معجزے دیئے گئے جن پر لوگ ایمان لاتے رہے اور جو چیز مجھ کو دی گئی وہ وحیٔ خداوندی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے روز میری اُمت کی تعداد زائد ہوگی (صحیح مسلم میں اس مضمون کی حدیث موجود ہے)

تاریخ شاہد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ایسا کامیاب رہا کہ دنیا اس کی نظیر نہیں پیش کر سکی کہ صرف ۲۳ سال کے عرصہ میں پورا عرب حلقہ بگوش اسلام ہوگیا حجۃ الوداع میں سوا لاکھ صحابہؓ آپ کے ساتھ خادم دجاں نثار تھے اور پچیس سال کے عرصہ میں حضورؐ کی وفات کے بعد پرچم اسلام عرب سے لے کر اسپین تک اور دوسری طرف سندھ اور سمرقند تک لہرانے لگا۔ جب کہ بائیبل یہ بتاتی ہے کہ عیسیٰ کے سب معجزات ناکام رہے بارہ حواریوں کے سوا ان پر کوئی ایمان نہ لایا اور بارہ میں ایک حواری ایسا بھی تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرا کر سولی پر چڑھوا دیا۔ پھر یہ کہ اس قسم کے معجزات بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آپؐ سے ظاہر ہوئے مثلاً کھانے کا اور سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا۔ پتھروں کا آپ کو سلام کرنا۔ اونٹ کا آپ سے گفتگو کرنا۔ ستونِ حنّانہ (وہ ستون جو مسجد نبویؐ میں تھا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لیکر خطبہ فرماتے تھے) کا رونا جب کہ آپ نے منبر پر پہلا خطبہ دیا آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ کی طرح جاری ہونا۔ ایک کھلے میدان میں دو درختوں کا دور سے آکر آپؐ کی قضاء حاجت کے لئے جڑ جانا پھر آپؐ کے حکم سے انکا علیحدہ ہو جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک درخت کو آواز دینا جو اپنی جگہ سے اکھڑ کر آپ کے سامنے آتا ہے اور تین مرتبہ اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دیتا ہے جبکہ ایک شخص نے آپ سے پرزور لفظوں میں یہ مطالبہ کیا کہ آپ کی رسالت کی گواہی کون دے سکتا ہے آپ نے فرمایا یہ درخت اور اس کو اس طرح بلایا اور اس نے گواہی دی۔ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیڑیئے کا ایک شخص سے گفتگو کرنا اور آنحضرتؐ کی بعثت پر اس کو مطلع کرنا۔

معجزۂ معراج کہ ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر

تشریف لے جانا اور آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا یہ تمام واقعات جو قرآن سے اور اسانید صحیحہ سے ثابت ہیں کسی طرح بھی عیسیٰ ؑ کے معجزات سے کم نہیں بلکہ بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ یہ تمام باتیں ایسے طور پر واقع ہو رہی ہیں کہ انکی نوع میں عقلاً اسکی ذرہ برابر بھی صلاحیت نہ تھی مردوں کے زندہ کرنے کے واقعات میں کوئی سنکر کہہ بھی سکتا ہے کہ جس مردہ کو زندہ کیا تھا وہ درحقیقت مرا ہی نہ تھا بلکہ اسکو سکتہ کی بیماری تھی وہ دور ہو گئی لیکن سنگریزوں کی تسبیح پتھروں کا سلام۔ انگلیوں سے پانی کے چشموں کا جاری ہونا۔ ستونِ حنانہ کے رونے اور درخت کا اپنی جگہ سے اکھڑکر دربر حاضر ہونے کے بعد گواہی دینے کی عقلاً کیا تاویل ممکن ہے کوئی شخص ان واقعات میں بعید سے بعید احتمال بھی نہیں نکال سکتا تو معلوم ہوا کہ یہ تمام باتیں

؎ یہ ستون وہ ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لیکر خطبہ ارشاد فرماتے تھے جب آپ کا منبر تیار ہوا اور آپ نے بجائے اس ستون کی ٹیک لئے منبر پر خطبہ دیا تو یہ ستون بے اختیار رونے لگا حتیٰ کہ اس کے رونے کی آواز تمام مجمع نے سنی آنحضرت منبر سے اترے اور اسکو تھپکا سینہ سے لگایا تو بتدریج آواز کم ہونے لگی یہاں تک کہ اس کا رونا بند ہوا۔ آنحضرت ؐ کے یہ حسی معجزات بھی انبیاء سابقین کے معجزوں سے کم نہیں۔ قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر غزوۂ احد میں دشمن کا ایک تیر آکر لگا جس سے ان کی ایک آنکھ کی پتلی نکل پڑی وہ اس کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اس پر دعا پڑھی اور اپنے دست مبارک سے آنکھ کے حلقہ میں اسکو رکھ دیا فوراً آنکھ درست ہو گئی قتادہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز نظر ہو گئی۔ (زرقانی خصائص کبری) محمد بن سلمہ رضؓ کی پنڈلی ٹوٹ گئی تھی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اسکو جوڑ دیا پھر مدت العمر اس میں درد بھی نہ ہوا (صحیح بخاری) سیرت کی روایات میں ہے کہ معاذ بن عفراؓ کی بیوی کو برص کی بیماری تھی آپ نے اپنا عصا ان پر پھیرا وہ تندرست ہو گئیں۔

فدیک بن عمر رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے۔ آپ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا۔ حق تعالےٰ نے انکی بینائی لوٹا دی۔ غرض ایسے معجزات کی کوئی کمی نہیں اگر ان کا احاطہ کیا جائے تو اس کے واسطے ایک مستقل کتاب درکار ہے۔

؎

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے کم تو کیا بلکہ بڑھ کر ہی ہیں پھر مردوں کو زندہ کرنے جیسا واقعہ اور کرامت تو آپ کے غلاموں اور غلاموں کے غلاموں کو بھی حاصل ہوئی ہے حضرت سلمان فارسیؓ سے دو ہرنوں کو قم باذن اللہ کہکر زندہ کر دینا ثابت ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مرغ کی ہڈیوں کو جمع کر کے قم باذن اللہ فرما کر زندہ کر دینا ثابت ہے۔ حسین بن منصور حلاج کا خلیفہ کے بیٹے کا مردہ طوطا زندہ کرنا بھی تاریخ بغداد میں موجود ہے اسی طرح بکثرت واقعات سند اور تاریخ سے ثابت ہیں (تاریخ بغداد)۔

جواب نمبر ۴:-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب نازل ہو کر مسلمانوں کی رہنمائی کرنا مسیح علیہ السلام کی آنحضرت سے افضل ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہ تو خود خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ انکا نزول آنحضرت کے دین اور آپکی شریعت کی ترویج اور خدمت اور عیسائی مذہب کو مٹانے کے لئے ہوگا وہ صلیب کو توڑیں گے تو اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ثابت ہوئی پھر کیا آنحضرت کی فضیلت کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں تشریف لاکر اپنی بعثت و نبوت کے اغراض و مقاصد میں یہ فرمایا تھا کہ میں ایک آخر الزماں پیغمبر کی (جن کا نام احمد ہے) بشارت سنانے کے لئے آیا ہوں: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (سورہ صف) اور ظاہر ہے کہ جس کی بشارت دی جائے وہ بشارت دینے والے سے بڑا ہوگا جب کہ اسکی بعثت کا مقصد ہی بشارت دینا ہو۔

معترض کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ ہیں بخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو کر زمین میں دفن ہیں۔

تو اس بات سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آنحضرت صلعم پر فضیلت ثابت نہیں ہوتی اول تو اس لئے کہ جو چیز آسمانوں میں ہو اس کا افضل ہونا لازم نہیں ہے چاند، ستارے اور سورج سب آسمانوں میں ہیں اور انسان زمین پر لیکن دنیا کے تمام عقلاء ان کو اشرف المخلوقات تسلیم کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور ان میں خاتم الانبیاء کا مقام تو بہت بلند و بالا ہے نوع ملائکہ بھی

اہل حق کے نزدیک مجموعی طور پر اہل ایمان سے افضل نہیں ہیں ملائکہ آسمانوں پر ہیں اوران میں سے حاملین عرش بھی ہیں مگر باایں ہمہ وہ زمین پر مبعوث ہونے والے اور زمین پر ہی رہنے اور اسی میں دفن ہونے والے تمام انبیاء کے واسطے سفیر و خدام رہے ۔

جبرئیل ع ومیکائیل ع ملائکہ میں سب سے افضل ہیں لیکن آنحضرت صلعم کے یہ دونوں وزیر تھے جیساکہ ارشاد ہے کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں وہ ابوبکر صدیق رض اور عمر فاروق رض ہیں اور دو وزیر آسمانوں میں ہیں وہ جبرئیل ع ومیکائیل ع ہیں تو معلوم ہوگیا کہ آسمانوں پر ہونا یہ کوئی فضیلت کی دلیل نہیں ہے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو آسمانوں میں بھی اس قدر بلند ہے کہ وہاں تک جبرئیل ع کی پرواز بھی ممکن نہ رہی اور بول اٹھے ؎

اگر یک سرموئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

پھر یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ انبیاء علیہم السلام زمین میں دفن ہونے کے بعد زمین ہی کے اندر ہیں بلکہ وہ آسمانوں میں بھی ہیں اور ملاء اعلیٰ کے بلند مقامات کی سیر بھی ہمہ وقت جاری ہے کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام اس دنیا سے رحلت کرنے کے بعد بھی زندہ ہیں اور حیات دنیوی کی طرح اس عالم میں بھی انکی عبادات ذکر وتسبیح کا سلسلہ قائم دباقی ہے ۔ معراج کے وقت حضرت زکریا ع حضرت یحییٰ ع ۔ حضرت موسیٰ ع ۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت عیسیٰ ع سب ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال وخوش آمدید کہنے کے واسطے آپ کے منتظر تھے ۔ جب تمام پیغمبر حضرت عیسیٰ ع کے علاوہ بھی آسمانوں پر ہیں ، تو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کیسے فرض کرلیا گیا کہ زمین کے ایک محدود حصہ میں آپ محدود ومقید ہیں ۔

غرض یہ تمام فرشتے ہمیشہ آسمانوں میں رہتے ہیں اور خدا کے تمام پیغمبر زمین پر رہے ۔ لیکن کسی نے آج تک یہ تصور نہیں کیا کہ فرشتوں کے آسمانوں پر ہونے کی وجہ سے ان کا درجہ پیغمبروں سے بڑھ گیا تو اسی طرح یہ دعوے کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اس لئے وہ آنحضرت صلعم سے افضل ہوگئے ۔

جواب نمبر ۵ :۔

قرآن میں بہت سے معجزات بیان کئے گئے ہیں معراج کا معجزہ، شق القمر کا معجزہ، فتح مکہ کی خبر جبکہ مسلمان کمزور و مغلوب تھے۔ روم کے غلبہ کی خبر اہل ایران پر (تفصیل کے لئے ان آیات کا مطالعہ کیجئے) اور قرآن کی ہر آیت خود مستقل معجزہ ہے۔ جس کے مقابلے سے دنیا عاجز ہے پھر قرآن کی طرح روئے زمین پر کوئی کتاب بھی محفوظ نہیں اسکی سورتیں آیتیں، کلمات، و حروف تک گن لئے گئے ہیں اور وقت نزول سے اب تک لاکھوں حافظ ہر زمانے میں ہوتے رہے ہے۔ جبکہ انجیل و تورات کا کوئی ایک کچا پکا بھی حافظ روئے زمین پر نہیں ہوا اور نہ ہوگا اصل انجیل لاپتہ ہے دنیا میں اس کا کہیں پتہ نہیں اور کمیشنوں کے ذریعہ جو انجیل پاس ہوئی اس میں بھی لاکھوں اختلافات موجود ہیں۔

جواب نمبر ۶ :-

اس سوال کا جواب گذر چکا ہے۔

جواب نمبر ۷ :-

کلمۃ اللہ کہا جانا کوئی ایسی فضیلت نہیں کہ اس سے یہ ثابت کیا جائے کہ مسیح علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور آنحضرت کو نہیں کہا گیا اسوجہ سے مسیح افضل ہیں کیونکہ خانہ کعبہ کو بیت اللہ اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو بھی ناقۃ اللہ کہا گیا ہے اور کلمۃ اللہ یہ اضافت تشریف ہے شرف اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے افضلیت پر نہیں اور اللہ کا کلمہ تو ہر مخلوق پر بولا گیا ہے چنانچہ ایک طرف تو یہ ہے اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ دوسری طرف یہ ہے اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ تو ظاہر ہوا کہ جس طرح کلمہ کن سے دنیا میں ہر مخلوق پیدا کی گئی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کلمہ کن سے پیدا کئے گئے (آباؤ اجداد کے سلسلۂ انساب واصلاب سے نہیں) پھر تو ہر مخلوق کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر قرار دینا چاہیئے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی پادری نے ایک عالم کو قرآن کی یہ آیت پڑھتے سنا۔ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ۔ تو بولا دیکھو اس آیت میں حضرت عیسیٰ کو روح منہ کہا گیا یعنی وہ اللہ[1] میں سے ایک روح ہیں اس سے معلوم ہوا

---

[1] لفظ اس پادری کے زعم اور اعتقادِ فاسد کی ترجمانی ہے۔

کہ وہ خدا کا ایک حصّہ ہے۔ لہٰذا خدا کے بیٹے ہوئے یا خدائی میں شریک ہوئے یا عین خدا۔
مسلمان عالم نے فوراً ایک اور آیت تلاوت کی وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ کہ اس آیت میں کائنات کی ہر چیز کو منہ یعنی اللہ ہی سے فرمایا گیا ہے تو ہر چیز کو خدا کی اولاد قرار دو اس پر وہ نصرانی متحیر و خاموش ہوا پھر اسلام لے آیا۔

جاننا چاہیئے کہ انسان کا سب سے بڑا شرف اور کمال عبدیت ہے جس کا اعلان مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا۔ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ اور یہی عبدیت کا اعلان جو مسیح کی طرف سے ہوا ہے خاتم الانبیاء کے حق میں خود رب العالمین کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى۔ اور۔ وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا۔ وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ۔ گویا ہر جگہ خداوند عالم اپنی ہی جانب سے اس شرف اور امتیاز کو آپ کے حق میں بیان فرما رہا ہے۔

یہ بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

وہ اگر کہدے مجھے اپنا غلام ——— سب سے پیارا نام ہو میرا یہی

جواب نمبر ۸:-

استغفار کا اگر حکم تمام انبیاء کو دیا گیا تو کیا اس سے آپ کے نزدیک العیاذ باللہ۔ ان کا گناہ گار ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ استغفار کاملین کی نشانی ہے اور ہر کمال کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے استغفار کا ذکر کیا ہے۔ قرآن کی آیات سے تو یہ بات لازم آتی ہے کہ جن جن کے حق میں استغفار کا ذکر ہے ان میں کمال و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ اللہ کے خاص بندے رات کو کم سوتے تھے اور صبح کے قریب استغفار کرتے تھے اور جن کے متعلق نہیں ہے ان میں تصور لازم آیا پھر یہ غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو استغفار کا حکم نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں:- اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ صلوٰۃ خود مجموعہ تمام اذکار و ادعیہ و استغفار و توبہ کا ہے۔ نیز یہ زکوٰۃ کا لفظ کیا ہے۔ زکوٰۃ کے معنی طہارت و پاکی کے ہیں اور قلبی پاکی سوائے توبہ و استغفار کے اور کس طرح ہو سکتی ہے۔ قرآن نے زکوٰۃ مال کے ادا کرنے کا حکم۔ ایتاء زکوٰۃ کے عنوان سے فرمایا

ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو زہد و قناعت کی دنیا میں ایک امتیازی نشان تھے ان کے پاس کیا دولت جمع تھی کہ اس آیت میں اسکی زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا جاتا لامحالہ اس آیت میں زکوٰۃ کا مفہوم طہارت و پاکی ہے اور وہ توبہ ہی سے ممکن ہے تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی استغفار کا حکم ہے اس کے علاوہ نصاریٰ کے نزدیک تو حضرت عیسیٰ تمام گناہوں کا کفارہ بنے اور تین دن تک جہنم میں رہے مسلمان تو اس عقیدے کے تصور سے بھی کانپتے ہیں۔

جواب نمبر ۹:۔

قرآن سے جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ علم غیب نہیں بلکہ اطلاع غیب ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی حضرت عیسیٰ کو بعض غیبی امور پر مطلع کیا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَاءُ ۔ اطلاع علی الغیب حضرت عیسیٰؑ کی خصوصیت نہیں تمام انبیاء کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر ہیں اور یہ وصف یوسف علیہ السلام کے لئے بھی قرآن سے ثابت ہے قَالَ لَا یَاْتِیْکُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِہٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُکُمَا بِتَاْوِیْلِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَکُمَا اور اگر یہ فرمانا مسیح علیہ السلام کا کہ اے لوگو! میں تم کو بتا دوں گا وہ چیز جو کل تم کھاؤ گے اور جو ذخیرے تم نے اپنے گھروں میں رکھ رکھے ہیں موجب کمال ہے تو اس سے بڑھ کر کمال ان تمام فتنوں کا اور حوادث اور علاماتِ قیامت دجال کا ظہور یاجوج ماجوج کا نکلنا ۔ یاجوج ماجوج کے مقابلے کی خبریں اور فتنۂ دجال کے ایک غلط اعلان پر جو حضرات مدینہ کی طرف گھوڑوں پر دوڑیں گے ان شہسواروں کے نام اور ان گھوڑوں کے رنگ و روپ بتا دیا گیا اس سے بڑھ کر کمال نہیں ہے سب کچھ باتیں آنحضرت کے لئے احادیث مشہورہ سے ثابت ہیں۔

جواب نمبر ۱۰:۔

یہ غلط ہے بلکہ خدا تعالےٰ نے تو دین محمدی کے غلبہ اور قیامت تک تمام دنیا کے ادیان پر غالب رہنے کی خبر دی ہے ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۔

دلیل قطعی ہے کہ ہر دین و مذہب پر اللہ نے دینِ اسلام اور شریعتِ محمدیہ کو غالب بنایا ہے۔
اور قرآن میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (کہ عیسیٰ میں تمہاری پیروی کرنے والوں کو ان لوگوں کے اوپر رکھوں گا جو تم سے کفر کرتے ہیں قیامت تک اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو یہود پر غالب رہنے کی بشارت ہے۔ کیونکہ یہود ہی عیسیٰ علیہ السلام سے کفر و انکار کرتے ہیں۔ اہل اسلام تو ان کو مانتے انکی تعظیم کرتے اور انکو اللہ کا رسول جانتے ہیں ان کے اور انکی والدہ کے نام پر علیہا السلام کہتے ہیں اور وہ جس رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینے آئے تھے ان پر بھی ایمان لاتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام سے کفر کرنے والے درحقیقت یہود ہیں اور وہ عیسائی جو حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ہیں جن کی بشارت دینے کے لئے، عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تھے چنانچہ ایک ہزار برس تک مسلمان دنیا میں سب پر غالب رہے۔

جواب نمبر ۱۱:-

یہ غلط ہے کہ اہل قرآن حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائیں گے قرآن شریف تو یہ کہتا ہے کہ اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا لقب ہے قرآن کا محاورہ یہی ہے وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اہل قرآن تو شروع ہی سے حضرت عیسیٰؑ کیا خدا کے تمام پیغمبروں پر بلا کسی تفریق کے ایمان رکھتے ہیں اہل قرآن اور مسلمان وہی ہے جو خدا کے تمام پیغمبروں پر ایمان لائے اسلام کی تعلیم کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے اس کا حکم یہی ہے تمام پیغمبروں کو برحق سمجھتے ہوئے نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ یہ پہرا تو صرف عیسائیوں کے سر ہے کہ وہ کھلم کھلا اصل تعلیم مسیح کے خلاف لوگوں کو آنحضرت کی نبوت سے بھٹکاتے رہیں یہ حضرت عیسیٰؑ پر اس زمانے میں ایمان لانا ہو گا بلکہ حضرت عیسیٰؑ تو قرآن کے داعی اور شریعت محمدیہ کے علمبردار ہو کر آئیں گے اور بحیثیت اُمتِ محمدیہ کے ایک فرد و مجدد اور قرآنی فیصلوں کو جاری کرتے ہونگے ان پر ایمان لانا انکی نبوت پر ایمان لانا نہیں ہوگا کیونکہ وہ اس وقت آنحضرتؐ کی شریعت کی پیروی کرنے والے ہوں گے اسی بنا پر حق تعالیٰ کی حکمت یہ ہوگی کہ وہ اُتر کر پہلی نماز امام مہدی کے پیچھے پڑھیں گے تاکہ دنیا دیکھے کہ مسیح شریعت محمدیہؐ کی اقتدار کرنے والے ہیں۔ (جیسا کہ صحیح بخاری

اور مسلم میں بکثرت روایات سے ثابت ہے) اس لئے وہ ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہوگا پھر یہ کہ آیات میں بھی جو اہل کتاب کا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا مذکور ہے اس سے بالعموم یہود سمجھتے ہیں کہ یہودی بھی اس وقت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے لیکن اہل کتاب کا لفظ عام ہے جس میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں اور قرآن اسی عموم کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ ہر کتابی ان پر ایمان لائے گا یہودیوں کا ایمان لانا تو خیر ظاہر ہے لیکن نصاریٰ اور عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سے پہلے نصاریٰ کا حضرت عیسیٰؑ پر ایمان درحقیقت ایمان ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ عیسائیوں کے متعلق کیا بحالت موجودہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہرگز نہیں تمام عیسائی بالیقین حضرت عیسیٰؑ کا کفر کرتے ہیں یعنی انکی تعلیمات ان کے دین اور صریح ہدایات اور بنیادی احکام کو ٹھکراتے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کو الٰہ کہنا یا خدا کا بیٹا یا اقانیم ثلٰثہ اور سب سے بڑھ کر اس بات میں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو یہ کہتے ہیں کہ میرے بعد جو پیغمبر آنے والے ہیں انکی بشارت سنانے آیا ہوں تم ان پر ایمان لانا تو نصاریٰ ان سب باتوں کے خلاف کرنے کے باوجود کیا مسیح علیہ السلام کے پیرو کہلائے جا سکتے ہیں کیسے ممکن ہے کہ انکی صریح ہدایات کے خلاف عمل ہو اور ان پر ایمان کا دعوےٰ بھی اس لئے عیسائیوں کا یہ ایمان نہیں۔ ان کا صحیح ایمان اس وقت ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰؑ قیامت کے قریب نازل ہو کر قرآن کی دعوت دیتے ہوں گے اور پھر اس وقت یہود اور عیسائی اس دین کو سمجھیں گے جس کی تعلیم حضرت عیسیٰؑ نے اپنے زمانے میں دی اور اسکی تکمیل شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

مکرمی! نمبر ۲

میں نے چند باتیں مختصراً لکھدی ہیں امید ہے کہ اس سے آپ کے اوہام زائل ہو گئے ہونگے۔ اگر ناگوار نہ ہو تو عرض کروں کہ یہ بات ضعف ایمان کی دلیل ہے کہ قبل از تحقیق آپ کے دل و دماغ میں یہ خیال آنے لگے کہ اعتراضات کا جواب تسلی بخش نہ ہو تو میں پادری کو حق پر سمجھوں گا۔ استغفر اللہ تحقیق سے قبل اس قسم کے تصور پر میری رائے ہے کہ آپ کلمہ ایمان پڑھ کر اپنے ایمان کی تجدید کیجئے اور جو کچھ وسوسے اور اوہام قلب میں باقی رہیں ان کے بارے میں تفتیش کریں

حق کی تلاش کے لئے کچھ عرصہ محنت کریں اول تو محنت کی ضرورت ہی نہ ہوگی انشاء اللہ ایک دو ہی ملاقات میں تسلی ہو جائے گی۔ لیکن یہ چیز عقل و فراست سے بھی بعید ہے کہ صرف ایک جانب کی کوئی بات سنکر انسان کے اعتقادات اور اس کے دین کی بنیادیں ڈگمگانے لگیں افسوس کا مقام ہے خدا تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دین پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

احقر محمد مالک کاندھلوی غفرلہٗ

خادم حدیث، دار العلوم الاسلامیہ

؎ اولاً یہ تحریری جواب بذریعہ رجسٹری فیض محمد صاحب سائل کو بھیجا گیا اصولی طور پر یہ ضروری تھا کہ ان کو پڑھنے کے بعد اپنے تاثرات سے مطلع کرتے لیکن مطلق کوئی جواب انھوں نے نہیں دیا۔ اشاعت کے بعد ایک دو ماہ تک مختلف جگہوں سے وکلاء پروفیسران سے اور تعلیم یافتہ حضرات کے تاثرات موصول ہوتے رہے اور بعض جرائد میں تاثرات شائع بھی ہوئے مگر ۴۲ میل کی مسافت سے فیض محمد صاحب کا کوئی خط کا پرزہ نہیں ملا میں نے ایک صاحب سے انکو یاددہانی کا خط بھی لکھوایا ان کے سکوت کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کا مقصد اشکالات حل کرنا تھا یا اس قسم کے اعتراضات سے شبہات کو پھیلانا تھا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ۱۲

تمام دنیا کے علمائے نصاریٰ کو چند سوالات کا
جواب دینے کی دعوت

پادری صاحبان کی طرف سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کے یہ جواب جو آپ نے ملاحظہ فرمائے اس ایک ناچیز خادم اسلام نے پیش کر دیئے۔

کیا یہ بات درست نہ ہو گی کہ اس موقع پر کچھ سوالات علمار اسلام کی طرف سے بھی پادری صاحبان سے کرلئے جائیں۔

اگر دلائل کی روشنی میں کسی جواب کا امکان ہو تو پیش فرمائیں۔

یہ اعلان صرف پاکستان میں مسیحیت کے مبلغ پادری صاحبان ہی سے نہیں بلکہ دنیا کے جس کسی گوشہ میں بھی یہ سوالات کسی بھی عیسائی عالم کے سامنے آئیں اسکو بھی ہم ان کے جواب کے لئے دعوت دیتے ہیں اور اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ اس تحریر کے اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ صرف اردو ہی میں جواب مطلوب ہے اور اس تخیل کی وجہ سے یورپ یا ممالک عربیہ شام و بیروت وغیرہ کے عیسائی اس ذمہ داری سے اپنے کو بری سمجھیں کہ ہم تو اردو نہیں جانتے انکو اجازت ہے کہ ان پیش کردہ سوالات کا جواب جس زبان میں بھی چاہیں دیدیں۔

مسیحی پادریوں سے علماءِ اسلام کے سوالات

۱:- خدا کی کیا شان ہونی چاہیئے۔ اور نصاریٰ کے نزدیک اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باوجود انسانی حاجتوں اور بشری ضرورتوں کے جسمانی حیثیت سے مخلوق اور بندہ ہونا اور باطنی حیثیت سے معاذ اللہ خدا اور خالق اور رب العالمین ہونا ممکن ہے تو کیا مشرکین کو اپنے اوتاروں کے لئے یہ تاویل کرنا ممکن نہیں جو تاویل نصاریٰ کرتے ہیں وہی مشرکین بھی کرسکتے ہیں۔ پھر مابہ الفرق کیا ہے؟

۲:- کیا الوہیت اور بشری صفات (مثلاً کھانا پینا، سونا اور جاگنا اور پیشاب و پاخانہ کرنا)

ـــــــــــــ

عــہ صفحہ ۱۳۵ پر ملاحظہ فرمائیں

کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہے؟

۳:- علمائے یہود اور نصاریٰ کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کی کیا دلیل ہے اور نصاریٰ کے نزدیک ان حضرات کا نبی اور رسول ہونا کس دلیل سے ثابت ہے؟

۴:- ایمان کی کیا تعریف ہے۔؟

۵:- کیا کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے فقط اس نبی کی نبوت کی تصدیق کافی ہے یا اس کے تمام احکام کی تصدیق ضروری ہے؟

۶:- اگر کوئی شخص کسی نبی کو نبی سمجھتا ہے مگر اسکی لائی ہوئی کتاب یا شریعت یا اس نبی کے تلقین کردہ احکام یا کسی ایک حکم کو تسلیم نہیں کرتا تو ایسا شخص مومن ہے یا کافر؟ اور انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا یہ حکم ثابت ہے کہ نصاریٰ آنحضرت پر ایمان لائیں تو ایسی صورت میں کہ نصاریٰ اس حکم کی تعمیل نہ کریں وہ حضرت عیسیٰ کے مومن ہوئے یا کافر؟

۷:- انبیاء ومرسلین سب ہی اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں۔ مگر باایں ہمہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی جیسے حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ سے افضل ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع سے افضل ہونا تمام علمائے یہود اور نصاریٰ کو مسلّم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ افضلیت کا معیار کیا ہے جسکی بناء پر یہ کہا جا سکے کہ فلاں نبی اور رسول فلاں پیغمبر سے افضل ہے اس معیار کی توضیح فرمائی جائے۔

۸:- حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی تعداد کس قدر ہے انجیل سے انکا حوالہ دیا جائے؟

۹:- اگر کسی نبی کے معجزات مسیح علیہ السلام کے معجزات سے سوگناہ زیادہ ہوں تو حضرات نصاریٰ اس نبی کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل اور برتر مانیں گے یا نہیں۔؟

۱۰:- کسی کتاب کو کتاب الہٰی یا کلام الہٰی کہنے کا کیا معیار ہے؟

۱۱:- علمائے نصاریٰ کے نزدیک توریت یا انجیل کس اعتبار سے قرآن کریم سے افضل ہے؟

۱۲:- کیا انجیل باوجود ہزارہا اختلافات کے معتبر اور مستند ہونے میں قرآن کریم سے کہ جس پر تقریباً چودہ سو سال کا عرصہ گذر جانے پر بھی ایک نقطہ اور ایک شوشے کا فرق نہیں آیا) زائد،

؎ یہ سوالات حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے اپنی کتاب اسلام اور نصرانیت میں علماء نصاریٰ سے کئے ہیں۔

باوثوق اور مستند ہے۔

۲:۔ یا توریت وانجیل یا اور دنیا کی کوئی کتاب حفاظت میں قرآن کریم سے بڑھی ہوئی ہے۔ کہ جس کے بے شمار حافظ دنیا کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور جس کے لیے ہر حافظ کا سینہ ہی خود توریت وانجیل بنا ہوا ہے کیا علمائے یہود و نصاریٰ قرآن کی طرح توریت وانجیل کا کوئی کچا پکا حافظ دنیا کے کسی کونے میں دکھلا سکتے ہیں؟

۳:۔ یا توریت اور انجیل باعتبار علوم اور معارف کی جامعیت کے قرآن کریم سے بڑھی ہوئی ہے؟

۴:۔ یا توحید کی تعلیم توریت وانجیل میں قرآن سے زیادہ بلند ہے۔

۵:۔ یا تعلیم اخلاق کے اعتبار سے توریت وانجیل کا پایہ قرآن کریم سے بلند ہے۔

۶:۔ یا حقوق اللہ یا حقوق العباد کی توضیح وتفصیل توریت وانجیل میں قرآن کریم سے زیادہ موجود ہے۔

۷:۔ یا تدبیر منزل اور تدبیر ملکی انفرادی اور اجتماعی معاشرت اور تمدن کے اصول کی توریت وانجیل قرآن کریم سے زائد ذمہ دار اور کفیل ہے۔

۸:۔ یا توریت وانجیل میں ظاہری اور باطنی امراض کی توضیح اور بحران کی علامات کی پوری پوری تشریح قرآن کریم سے بڑھ کر ہے۔

۹:۔ یا توریت وانجیل باعتبار فصاحت وبلاغت حلاوت وشیرینی کے قرآن کریم سے بڑھ کر ہے

۱۰:۔ ذکر الٰہی کے طریقے اور بارگاہ خداوندی میں التجاو التماس کے جو آداب قرآن وحدیث نے بتلا دیئے۔ کیا دنیا کی کوئی کتاب اس کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

۱۱:۔ حضرت مسیح علیہ السلام کس شان میں سرور عالم سید ولد آدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھے ہوئے ہیں۔

۱۲:۔ کیا کوئی مسیحی یا یہودی حضرت مسیح علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کلمہ سند متصل کے ساتھ پیش کر سکتا ہے بخلاف پیروان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ اپنے نبی امی کا ہر قول، اور ہر فعل اور ہر حرکت اور سکون عبادت اور استراحت

استنجا اور طہارت، سکوت اور تکلم، ضحک اور تبسم کو اسانید مسلسلہ اور روایات متصلہ حدثنا فلان عن فلان کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

۱۳:۔ جس طرح امت محمدیہ نے قرآن و حدیث کی توضیح و تشریح کی خاطر قسم قسم کے علوم ایجاد کئے مثلاً اسماء الرجال، معرفت الصحابۃ، معرفۃ التابعین علم الحدیث، علم التفسیر، اصول فقہ و اصول حدیث، اصول تفسیر، علم البلاغت، علم النحو، علم الصرف، غریب القرآن و غریب الحدیث۔ علم الکلام علم الفقہ، علم الاخلاق، علم اسرار الشریعت کیا کوئی امت اس کی نظیر پیش کرسکتی ہے؟

۱۴:۔ علمائے اسلام نے قرآن و حدیث کے علوم و معارف نکات و لطائف کا جو دریا بہایا ہے کیا علمائے یہود و نصاریٰ اسی طرح توریت و انجیل کے علوم و معارف کا کوئی ادنیٰ اور معمولی سا نمونہ پیش کرسکتے ہیں؟

۱۵:۔ کیا کوئی امت امتِ محمدیہ کے فقہا و مجتہدین، جیسے ابوحنیفہ اور شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن حسن وغیرہم کی فہم و فراست اور تفقہ اور اجتہاد اور استنباط اصول و فروع میں کوئی ادنیٰ سی ایک نظیر بھی پیش کرسکتی ہے۔؟

۱۶:۔ اور حفظ و ضبط میں احمد بن حنبل اور یحییٰ ابن معین، بخاری و مسلم، شمس الدین ذہبی اور ابن حجر عسقلانی کا کوئی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرسکتی ہے۔

۱۷:۔ یا کوئی امت اپنے پیغمبر کی جاں نثاری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین، کا نمونہ دکھلا سکتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا جان و مال، گھر اور کنبہ اور برادری، ماں اور باپ، اور اولاد سب ہی کو آپ پر قربان کر دیا اور موجودہ انجیل کی بنا پر معاذ اللہ حضرت مسیحؑ کے حوارین نے نصاریٰ کے اعتقاد کی بنا پر اپنے خدا کو تیس درہم میں فروخت کرکے ایک کمہار کا کھیت خرید لیا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

۱۸:۔ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے یا تمام عالم کے لئے۔

۱۹:۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کیا خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ انجیل میں کسی جگہ، ایک بھی اگر ذکر آیا ہو کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ آئیگا تو اسکا حوالہ دیا جائے۔

۲۰:۔ حضرت مسیح اگر خاتم الانبیاء تھے تو فارقلیط اور روح حق کے آنے کی بشارت دینے کا کیا مطلب ہے ۔ اور حضرت مسیح کے بعد علمائے نصاریٰ فارقلیط کے کیوں منتظر رہے اور بہت سے لوگوں نے فارقلیط ہونے کا کیوں دعویٰ کیا ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح خاتم النبیین نہ تھے ورنہ ان کے بعد ایک نبی کے ظہور کے انتظار کے کیا معنی ؟

۲۱:۔ انجیل کے سو سال قبل کے مطبوعہ نسخوں میں فارقلیط ۔ کا لفظ موجود ہے مگر حال کے نسخوں میں نہیں رہا کیا کسی کمیٹی کو کتاب الٰہی میں کسی تغیر و تبدل کا کوئی حق حاصل ہے ۔

۲۲:۔ توریت و انجیل کے نسخے مختلف کیوں ہیں ؟

۲۳:۔ توریت و انجیل کس زمانے میں لکھی گئیں اور کس نے لکھیں آپس علمائے یہود و نصاریٰ کا کیا اختلاف ہے ۔

۲۴:۔ ان چار انجیلوں کے علاوہ اور بھی انجیلیں لکھی گئیں تو نصاریٰ کے نزدیک سوائے ان چار انجیلوں کے باقی انجیلوں کے غیر معتبر ہونے کی کیا دلیل ہے اور کس بنا پر انکو غیر مستند قرار دیا گیا ۔

صلیب برداروں سے ایک مصری عالم اسلام کا سوال

فاضل ادیب شیخ احمد علی ملجی مصری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک فصیح و بلیغ قصیدہ مصر سے شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کے اعتقاد پر علماء نصاریٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ عیسیٰؑ اگر خدا تھے تو آخر اس بے کسی اور بے بسی کے ساتھ اپنے بندوں کے ہاتھوں کیونکر مقتول و مصلوب ہو گئے ۔

یہ قصیدہ[1] ۱۳۲۲ھ میں مصر سے شائع ہوا علماء نصاریٰ سے آج تک اس عجیب سوال کا جواب نہیں ہو سکا اور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک بھی کوئی اس کا جواب نہیں دے سکیگا اور یہ انشاءاللہ تیمنا اور تبرکا کہہ رہا ہوں، نہ کہ تعلیقا فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین ۔

---

[1] یہ قصیدہ منتخب التجھیل لمن حرف التورات والانجیل للعلامۃ المسعودی مطبوعہ مصر کے اخیر میں بطور تکملہ طبع ہوا تھا والد محترم حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے ان اشعار کو احسن الحدیث کا اختتامی جز بنا کر تکمیل حجت فرمادی تاچیز صرف ترجمہ اشعار قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہے تاکہ اس سوال سے جن حقائق اور لطائف کی طرف اشارہ ہے وہ حقائق و لطائف اس تحریر کی زینت ہو جائیں ۔

ترجمہ اشعار

۱:۔ عیسیٰ کے پرستارو! ہمارا تم سے ایک عجیب سوال ہے پس کیا تمہارے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

۲:۔ اگر تمہارے زعم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدائے قادر اور غالب اور ہیبت و جلال والے تھے۔

۳:۔ تو پھر تم نے یہ عقیدہ کیسے قائم کر لیا کہ یہود نے انکو صلیب و تختۂ عذاب چکھایا کیا خدا کو بھی عذاب چکھایا جا سکتا ہے

۴:۔ اور کیا خدا بھی مر کر مٹی کے نیچے دفن کیا جا سکتا ہے۔

۵:۔ اور کیا خدا بھی اپنی مخلوق سے پیاس بجھانے کیلئے شربت کا پیالہ مانگ سکتا ہے۔

۶:۔ اور پھر کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تو شربت مانگے اور اسکے بندے بجائے شربت کے سرکہ اور کڑوا پانی خدا کو دیں۔

۷:۔ اور پھر بندے اپنے خدا کو بغض و عداوت میں زمین پر ڈال دیں اور خدا تڑپ تڑپ کر پیاسا مر جائے۔

۸:۔ اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے اپنے خدا کو ذلیل کرنے کیلئے کانٹوں کا تاج اس کے سر پر رکھدیں۔

۹:۔ اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے خدا کو اس قدر زخم آلود کریں کہ خون خدا کے رخساروں پر بہنے لگا اور خدا کا چہرہ خون میں رنگین ہو جائے۔

۱۰:۔ اور کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کے چہرہ پر تھوکا جائے اور اسکے پہلو میں نیزہ مارا جائے۔

۱۱:۔ یہود و نصاریٰ کے زعم کے مطابق جو کچھ ماجرا پیش آیا اس میں کا یہ کچھ نمونہ ہے۔

۱۲:۔ تعجب ہے کہ اس مجبوری اور لاچاری کے بعد ان کو خدا سمجھتے ہو اور شرماتے بھی نہیں۔

۱۳:۔ حالانکہ حضرت مسیح اور پیغمبروں کی طرح خدا کے ایک مقرب بندہ تھے۔

۱۴:۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح سے اس کا اقرار قرآن اور انجیل میں صراحتہً مذکور ہے۔

۱۵:۔ اگر حضرت مسیح خود خدا تھے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو پھر موت کا پیالہ ٹلنے کی کس سے امید رکھتے تھے اور کس سے اپنی مصیبت ٹلنے کی دعا مانگتے تھے کیا خدا بھی دعا مانگا کرتا ہے۔

۱۶:۔ اور مرنے کے بعد کس نے ان کی روح کو واپس کیا جبکہ انکی روح انکے جسم سے جدا ہو گئی تھی۔

۱۷:۔ اور لٹکنے کے بعد اس عالم کے نظام کا کون محافظ و نگہبان تھا۔

۱۸:۔ کیا کوئی اور خدا اس عالم کی تدبیر کا کفیل اور ذمہ دار تھا یا تمام عالم خراب اور برباد ہو گیا۔

۱۹:۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمہارے زعم کے مطابق کیوں صلیب دی گئی اگر کسی لغزش کی بنا پر

پر صلیب دیئے گئے تو لغزش کا صادر ہونا الوہیت کے منافی ہے اور اگر کوئی لغزش نہیں ہوئی تو پھر بلا وجہ کیوں سزا کے مستحق ہوئے ۔

۲۰:۔ نیز یہ بتلایا جائے کہ یہودا نے جو حضرت مسیح کو صلیب دی کیا یہ اچھا کام کیا کہ اس سے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور تمام بوڑھے اور جوان گناہ کی لعنت سے رہا ہو جائیں ۔

۲۱:۔ یا برا کام کیا کہ تم کو گناہوں سے چھڑایا تمہاری یہ بات نہایت عجیب ہے ۔

۲۲:۔ اگر تم یہ جواب دو کہ یہود کا یہ فعل نہایت مستحسن اور عین صواب تھا ۔

۲۳:۔ تو پھر میں کہوں گا کہ تم یہودیوں سے دشمنی کیوں رکھتے ہو جو خیر اور بھلائی کا کام کرے اس کو جزائے خیر ملنی چاہیئے نہ یہ کہ اس سے دشمنی کی جائے ۔

۲۴:۔ اور اگر یہ کہو کہ انھوں نے خدا کو صلیب دیکر جرم کا ارتکاب کیا ۔

۲۵:۔ تو میں کہونگا کہ یہود اگر صلیب دیکر جرم کا ارتکاب نہ کرتے تو تم گناہوں کے برے انجام سے رہا نہ ہوتے یہودیوں کا یہ جرم ہی کفارہ کا سبب بنا ۔

۲۶:۔ نیز یہ بتلاؤ کہ حضرت مسیحؑ صلیب دینے سے راضی تھے یا ناراض تھے اس بارہ میں کیا قول فیصل ہے

۲۷:۔ اگر یہ کہو واقعۂ صلیب حضرت مسیح کی خوشی اور رضامندی سے تھا کہ اس شخص کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس نے گناہ کر کے توبہ کر لی ۔

۲۸:۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کا کفارہ جنھوں نے لغزش کے بعد اپنے مولا کی طرف رجوع کیا ۔

۲۹:۔ اور جن کو اللہ ہی نے اپنی رحمت سے توبہ کی توفیق دی اور اپنے ہی فضل سے انکی خطا کو معاف کیا اور خلافت کا تاج ان کے سر پر رکھا ۔

۳۰:۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ تم غلط کہتے ہو کہ حضرت مسیح یہود کے اس فعل سے راضی تھے اس لئے کہ انجیل میں تصریح ہے ۔

۳۱:۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے بھاگنا چاہتے تھے اور روتے تھے ۔

۳۲:۔ اور خدا کو پکارتے تھے کہ اے آسمان کے خدا مجھ کو ان مصیبتوں سے چھڑا

۳۳:۔ اور ایلی ایلی کہتے تھے کہ اے خدا مجھ کو دشمن کے عذاب میں کیوں ڈال دیا ۔

۳۴:۔ اے باپ اگر تیری رہائی ممکن ہو تو مجھ کو ان دشمنوں سے چھڑا اور نجات دے ان سب باتوں

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح اس سے بالکل راضی نہ تھے۔

۳۵:- اور مصیبت کے وقت خدا کو پکارنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح بلاشبہ خدا کے بندے تھے۔

۳۶:- نیز یہ تمام امور اس امر کی بھی واضح دلیل ہیں کہ تمہارا یہ قول (کہ حضرت مسیح صلیب سے راضی تھے) بالکل غلط ہے۔

۳۷:- اور اگر یہ کہو کہ جبراً و قہراً انکو صلیب دی گئی تو پھر خدا کے قادر و توانا کا بندوں کے سامنے عاجز ہونا لازم آتا ہے۔

۳۸:- کہ بندوں نے زبردستی خدا کو صلیب پر لٹکایا اور لعنت نے آکر ہر طرف سے خدا کو گھیر لیا۔

۳۹:- میرے اس سوال کا جواب دو آپ جیسے فضلاء کا نہ جواب دینا اور سکوت کر جانا نہایت معیوب ہے۔

۴۰:- میں نصیحت کر چکا ہوں اور خدا سے اجر و ثواب کا امیدوار ہوں۔

۴۱:- اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر میرا خاتمہ ہو اور قیامت کے مصائب سے محفوظ رہوں۔ آمین۔

۴۲:- اگر تم میری اس نصیحت کو قبول کرو تو عین مقصد ہے اور میری انتہائی مسرت اور خوشی ہے۔

۴۳:- ورنہ تم کو اپنا دین مبارک ہو خوب سمجھ لو کہ حق سے پردہ اٹھ چکا ہے۔

عیسائی حضرات کی خدمت میں ایک پیغام

نصیحت و اخلاص

تاریخی حقائق اور دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل مقدس کا حکم یہی ہے کہ تمام عیسائی نبی مبشر بہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

۲: اور یہ کہ کتب مقدسہ اور انجیل میں تحریفات نہ صرف یہ کہ خود علماء نصاریٰ کے نزدیک مسلم ہیں بلکہ ان کے نزدیک تحریفات اور جعل سازی کی گرم بازاری اس درجہ پہنچی کہ اب اس کے بعد نہ ان خرابیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے اور نہ ان کتب کو قابل اعتبار کہا جا سکتا ہے

چہ جائیکہ انکو کسی مذہب کی بنیاد سمجھا جائے۔

۳۔ اور یہ کہ نصاریٰ نے جو مذہبی عقائد اور اصول گھڑے ہیں وہ نہ انجیل سے ثابت ہیں اور نہ تورات سے اور نہ ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے اس قسم کی باتوں کی کوئی تلقین صراحۃً، یا اشارۃً کی ہے۔

۴۔ اور وہ اصول جو تجویز کئے گئے سراسر عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے خلاف ہیں۔

۵۔ اور خدا کے تمام پیغمبروں کی تعلیم و ہدایات کے قطعاً منافی ہیں۔

اسلئے

اس مرحلے پر یہی کہا جائے گا۔ اَلْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ کہ اب حق ظاہر ہو چکا ہے جس کی روشن شعاعوں پر کسی قسم کا گرد و غبار نہیں۔

خداوند عالم اتباع حق کی توفیق اور ہدایت عطا فرمائے (آمین)

یہ تحریر جیسا کہ ابتدائی کلمات میں عرض کیا اہل کتاب کی خدمت میں انتہائی مخلصانہ جذبات ہمدردی کے ساتھ ایک پیغام نصیحت ہے اور میں یہ عرض کرنے کی جرأت محسوس کرتا ہوں کہ آپ حضرات اور آپکے پادری صاحبان جن بنیادی عقائد کو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کی کسوٹی پر درست نہیں پاتے اور انکے ثابت کرنے کے واسطے آپ حضرات کے پاس نہ کوئی دلیل عقلی ہے اور نہ کسی پیغمبر کی کوئی سند اور قول تو آخر پھر اس قسم کے مبہم اور ناقابل فہم تصورات کے پیچھے، کیوں پڑے ہوئے ہیں۔؟

کیا محض اس وجہ سے کہ تاریخ نصاریٰ کو مسلمان سے جدا اور ممتاز ایک دوسری قوم شمار کرتی ہے۔!

اگر آپ کو صرف قومیت کا عنوان ترک کرنے کا عار حق اور ہدایت کے قبول کرنے سے روکے ہوئے ہے اور اس رسمی بات پر آپ حضرت مسیح علیہ السلام کی نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں تو یہ بات بہت ہی قابل حیرت اور مقام تاسف ہے۔

اور یہ امتیاز بھی تو آپ ہی کا پیدا کردہ ہے ورنہ اسلام اور قرآن تو خدا کے سب پیغمبروں

اور اس کی تمام کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان پر ایمان لانے کو مدار نجات قرار دیتا ہے اور اسلام نے تو آپ کو ایک ایسے کلمہ کی طرف دعوت دی ہے کہ جس میں یہ امتیاز ہی نہ رہے آپ اور ہم مل کر اللہ کے ایک کلمہ پر جمع ہو جائیں۔ تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الآیۃ

میں پھر ان الفاظ کو بڑی وضاحت کے ساتھ دہراتا ہوں کہ حضرات نصاریٰ اگر حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ بلا تردد و تامل انکی بشارت اور جس آنے والے فارقلیط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انہوں نے ایمان لانے کا حکم فرمایا اس فارقلیط اور سچے مددگار پر جلد از جلد ایمان لا کر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی سعادت حاصل کریں اور انکی رضامندی و خوشنودی کی دولت حاصل کرنے کے واسطے دوڑیں اور سبقت کریں۔

امید کرتا ہوں کہ اہل کتاب جیسے صاحب علم اور فہیم حضرات اس پیغام مسیح علیہ السلام پر غور کریں گے۔ اس کو سمجھیں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

آمِين بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بندۂ ناچیز

محمد مالک کاندھلوی غفر اللہ لہ

یوم الخمیس ۱۱ رجب ۱۳۸۳ھ

قال اللہ تعالیٰ

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ (سورۃ الصف مدنیۃ)
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

تاریخی حقائق اور براہین و دلائل کی روشنی میں انجیلِ مقدس

اور

پیغامِ حضرت مسیح علیہ السلام

۱۶ اور میں باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں اور فارقلیط دیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔
۲۹ اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا کہ جب وہ واقع ہو تو تم ایمان لاؤ۔
(انجیل یوحنا باب ۱۴ آیات ۱۶، ۲۹)

کی تحقیق و تفصیل

از

حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

استاذ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈوالہیار

:- شائع کردہ :-

ادارہ تبلیغ اسلام بیت الحمد ٹنڈوالہ یار (مغربی پاکستان)

التماس ادارۂ تبلیغ اسلام

تعاونوا علی البر والتقویٰ

(اے مسلمانو! نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو)

ادارۂ تبلیغ اسلام کا مقصد اسلام اور شعائر اسلام کا تحفظ اور اسلام پر باطل کے حملوں کی مدافعت ہے۔ تاکہ اسلام کے اہم ترین فریضۂ تبلیغ کی سعادت سے ہم مستفیض ہو سکیں۔

ادارہ کے ساتھ آپ کا سب سے بڑا تعاون یہ ہوگا کہ آپ اسکی شائع کردہ مطبوعات کا دلچسپی اور غور کے ساتھ مطالعہ فرمائیں اور الحاد و بے دینی کے بڑھتے ہوئے فتنوں کو ٹالنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ دنیا کو اسی رحمت و ہدایت کی طرف دعوت دیں۔ جو رحمت و ہدایت لے کر خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔

خداوند عالم مقاصد حسنہ میں ہم سب کو کامیابی عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین
